بحسب اقتضاء احوال اوقات صور تهار تازه
برروئے کار آرد وبعد از ان بجوارح فرود آید و
مردمان متابعت آن حق کنند وملتی یا مذهبی یا
خلافتے منتظم گردد وخدا تعالیٰ فیض تازه در علوم
این کامل ومذهب وملت او نفخ فرماید تا مدتے دهور
مندرس نگردد ومجددی بعد مجددی آنرا احیاء
سکیند تا آنکه تجلی اعظم را رنگ متغیر شود ودر دل
کاملی دیگر آن رنگ دیگر ظهور فرماید غالباً این کامل
را تجلی اعظم مقرون بصبغ آن داعیه بنظر آید از ان
تجلی اعظم هر خبر یکه دهد ایمائے کند بان جنبع از همین
مباست ان تنصروا الله ینصرکم ان جندنا لهم الغالبون
درانیجا نکته باید دانست که صادق ترین ترجمه
آنست که عقل وی از احادیث نفس وخواطر
جبلته ناشیه از جبلة عقل ساکت باشد بجز این داعیه هیچ چیز
عقل او را نجنباند وحدیثے احداث نفرماید
و اینمعنے علی الوجه الاتم در حضرت خاتم النبیین
صلوات الله وسلامه علیه متحقق شد حضرت
عیسے علی نبینا وعلیه الصلوٰة والسلام از اتصال
بجهت با تجلی نیز خبر داد وجوش وخروشی عظیم
ظاهر فرمود وآنحضرت صلی الله علیه وسلم او صریحاً
ولا اشارةً اینمعنی نگفت وهرچه گفت آراسیده
وبصحو تمام گفت سه گرچه شیرین دهنان باد
شهاند ولی ٭ او سلیمان زمان است که خاتم
با اوست قسم ثانی آنکه در عالم مثال تربیت
نفوس بشریه متشکل شود وآن بهیئته داعیه کلیه

اور موافق اقتضاء وقت وما اقتضاؤ...
نئی ظاہر کرتا ہے پھر جوارح میں نازل ہوتا
لوگ اُس حق کے متابعت کرتے ہیں...
یا کوئی مذہب یا خلافت منتظم ہوجاتی...
تازہ فیض اُس کامل کے علوم ومذہب وملت...
نفخ فرماتا ہے کہ مدتوں تک وہ نہیں مٹتا اور...
کے بعد دوسرا مجدد اوسکو احیا کرتا رہتا ہے...
تک کہ تجلی اعظم کا رنگ متغیر ہو اور وہ رنگ...
دوسری کامل کے دل میں ظہور کرے غالباً اُس
تجلی اعظم اُس داعیہ کی رنگ کے قریب نظر آئے
اُس تجلی اعظم سے جو خبر دی اشارہ کرتا ہے...
اسیواسطے کہ ان تنصروا الله ینصرکم ان جندنا لهم...
یہاں ایک نکتہ ہے وہ جاننا چاہیے کہ بہت...
ترجمان ہی جسکی عقل ساکت ہوجائے نفس اور...
جبلی سے جو جبلت عقل سے پیدا ہوتے ہیں...
اس داعیہ کے کوئی شی اوسکی عقل کو جنبش نہ دی اور
پیدا نکری اور یہ بات علی الوجہ الاتم حضرت...
صلوات الله وسلامه علیه وآله واصحابه اجمعین
متحقق ہوئی حضرت عیسے علی نبینا وعلیه الصلوٰة
السلام نے بھی اتصال سے جو جہت کی تجلی اعظم...
اور جوش وخروش عظیم ظاہر فرمایا اور آنحضرت...
علیہ وآلہ وسلم نے نہ صریحاً نہ اشارتاً یہ بات نفرمائی
فرمایا آرام وخوب صحو کیساتھ فرمایا شعر گرچہ...
بادشاہند ولی ٭ او سلیمان زمان است کہ...
دوسری قسم یہ ہے کہ عالم مثال میں تربیت نفوس...

شد ولحوق داعیہ جزئیہ باآن ضروری شود پس در
دل صالحین کہ ساعة بعد ساعة ایشان را
ملوصے باشد بعالم مثال وبملائکہ کہ حملہ آن ستر
ند این داعیہ فرو چکد و جمعی کثیر شوق آن کار
م رسانند و از دست ایشان آن کار را
سرانجام سید ہند قطب ارشاد و مجدد دین
بلکہ قطبی کہ وتد زمین است نیز ہمہ ازین مشرب
سیراب شوند و باشد کہ نفوس کاملہ نیز این
ستر را از حضرت مثال تلقی کنند و بر حسب آن
سعی نمایند ولیکن آن معنی دون حال ایشان است
و باشد کہ بعض امور جزئیہ کہ سابق شرح آن گذشت
بعضے ملائکۃ الانس فرو ریزد و ایشان بر حسب
آن سعی نمایند و باشد کہ الہام متوجہ شود بسوی
شخصے پس بر زبان شخصے دیگر آن حرف گذرانند
و وی حقیقت حال و غرض از آن مقال شناسد
یا نشناسد پس دران حال آن شخص در حق وی
یکی از ملائکہ باشد و باشد کہ آن معنی از سجع
حمامہ یا صفیر عصفوری یا طنین جسمے بفہمانند
قسم ثالث آنکہ ملائکہ نورانیہ موکلہ باذکار و
طاعات گرد این ذاکر احاطہ کنند و از ایشان
بر دل و عقل ذاکر نوری افتد پس اگر دل سبقت
آن کیفیت حالی باشد از جنس اطمینان و
عقل سبقت کند در حدیث نفس برکتے پدید
با عزم دل پیوستہ قصد اعمال خیر کہ بلحاظ
مناسبتی دارد حادث شود و این ما خاطر

کی ہیئت پر ہوتی ہے اور داعیہ جزئیہ کا اوس سے
لاحق ہونا ضروری ہوتا ہے تو صالحین کے دل
مین کہ ساعت بعد ساعت کے اونکو خلوص ہوتا ہے
ساتھ عالم مثال اور ان ملائکہ کے جو اوس سر کے
حامل ہین یہ داعیہ نازل ہوتا ہے اور ایک جماعت
کثیر اس کام کا شوق بہم کرتی ہین اور اونکے ہاتھ سے
وہ کام سرانجام کرتے ہین قطب ارشاد اور مجدد
دین بلکہ وہ قطب جو زمین کا وتد ہو وہ بھی سب اسی
مشرب سے سیراب ہوتے ہین اور شاید کہ ایسا ہو کہ
نفوس کاملہ بھی اس سر کو حضرت مثال سے حاصل کرین
اور اوسکے موافق کوشش کرین ولیکن یہ بات اونکے حال سے
بہت کم رتبہ کی ہے اور ایسا بھی ہو کہ بعضے امور
جزئیہ جنکی شرح پہلے گذری ہے بعضے ملائکۃ الانس کو
اوترین اور وہ اوسکے موافق کوشش کریں اور ایسا ہو
الہام متوجہ ایک شخص کی طرف ہو تو دوسرے شخص
کی زبان پر وہ بات گذری اور وہ حقیقت حال اور
غرض اوس بات سے پہچانے یا نہ پہچانے تو اس
حال مین وہ شخص اوسکے حق مین ایک ملائکہ مین سے ہے
اور ایسا ہو کہ وہ معنی کبوتر کے آواز یا چڑیا کی آواز
یا کسی اور جسم کے سے سمجھا دین تیسری قسم یہ ہے
کہ ملائکہ نورانیہ جو ذکر و طاعت کے موکل ہین اس ذاکر
کو گھیر لین اور ذاکر کے دل مین اور عقل مین اونکا نور پڑے
تو اگر دل نے سبقت کی تو وہ کیفیت حال ہے اطمینان کی
جنس سے اور اگر عقل نے سبقت کی تو حدیث نفس مین
برکت ہوگی اور اعمال خیر کا قصد پیدا ہوگا ایسا جو احاطہ کئے

سام اینجا بجز نفوس ملاء اعلی و نفوس افراد کاملین
دیگر نیست کہ مسامات و عروق ما سار یقا دارند
میان خود و میان انانیۃ کبری و تجلی اعظم کہ بمنزلہ
قلب انانیۃ کبری است پس این داعیہ بحکم
طبیعۃ کلیہ باین نفوس میرسد و از انجا بسائر نفوس
واصل میگردد و باز ہمت ملاء اعلی بمنزلہ موج مکفوف
است تا او را انجنبانند نجنبد و بمنزلہ چشمہ آب است
تا از ان اغتراف نکنند بدہان تشنہ نرسد فرق
میان ہمت ایشان و ہمت فردی از افراد انسان
مانند فرق است درمیان علم کسوف بر وجہ
کلی کہ منجم را قبل از وجود آن دست میدہد
و علم کسوف بر وجہ جزئی کہ آدمیان را در حین
مشاہدہ حاصل میگردد تا این ہمت کلیہ ہمت جزئیہ
نگردد مصلحت کلیہ بمصلحت جزئیہ فرود نیاید و
نداوۃ آنحضرت از مسامی بمسامی بر وجہ اتصال
جاری نشود پس این داعیہ اختیار میکند نفوسی از
نفوس کاملہ را و نخست در حجر بحت وسعتی پیدا
میکند و با تجلی اعظم حجر بحت را امتزاجی و اختلاطی
دست میدہد و آن داعیہ از انجا در حجر بحت می افتد
در رنگ آنکہ خاتم را بر موم نہند و نقوش خاتم در موم
منطبع گردد و بعد از ان تمر و ترح را منقاد خود سازد
و از ملاء اعلی رنگ آن داعیہ مثل انتقال نقوش
خاتم در موم انتقال نماید بعد از ان در عقل و قلب
نزول کند و احادیث نفس و احوال قلب را
برنگ خود رنگین کند و آن داعیہ خطاب شود

اور یہ مسام یہان سوا نفوس ملاء اعلی کی اور سوا نفوس
افراد کاملین کی اور کوئی ہی نہین کہ مسامات اور عروق
ما سار یقا کہین میان اپنے اور درمیان انانیت کبری و تجلی اعظم کہ
جو بمنزلہ قلب انانیۃ کبری کے ہی پس یہ داعیہ بحکم طبیعت کلیہ ان نفوس
مین پہنچتا ہی اور وہان سے سب نفوس مین داخل ہوتا ہے
ہی پہر ہمت ملاء اعلی بمنزلہ موج رکی ہوئی کے ہے کہ
جبتک اوسے نہ ہلائین نہین ہلتے اور بمنزل چشمہ
پانی کے ہی کہ جبتک اوسمین سے چلو نہ بہرین پیاسے کے
منہ تک نہین پہنچتا اور ملاء اعلی کی ہمت مین اور فرد
کی ہمت مین افراد انسان سے ایسا فرق ہے جیسے
سورج گہن کا علم نجومی کو وجہ کلی پر کہ پہلے سے معلوم
ہی اور جیسے اور آدمیونکو وجہ جزئی پر کہ جب گہن دیکہتے
ہین تب معلوم ہوتا ہے پہلی سے نہین معلوم ہوتا
جبتک کہ یہ ہمت کلیہ ہمت جزئیہ نہو جائے مصلحت کلیہ
مصلحت جزئیہ مین نہین نازل ہوتی اور تری اوس
درگاہ کے ایک مسام سے دوسرے مسام مین بروجہ
اتصال جاری نہین ہوتے بس تو یہ داعیہ اختیار کرتا ہے
نفوس کو کامل نفوس مین سے اور پہلی حجر بحت مین وسعت
پیدا کرتا ہی اور تجلی اعظم سے حجر بحت کو امتزاج اور اختلاط
حاصل ہوتا ہی اور وہ داعیہ وہانسے حجر بحت مین پڑتا ہی
جیسے مہر کو موم پر رکہتی ہین اور نقش مہر کے موم مین منطبع
ہو جاتے ہین اوسکو بعد تمر اور ترح کو اپنا تابع کرتا ہی
اور ملاء اعلی سے اوس داعیہ کا رنگ اسطرح انتقال کرتا
ہی جیسے خاتم کا نقش موم مین اوسکے بعد عقل و قلب
مین نزول کرتا ہی اور حدیث نفس اور احوال قلب کو اپنے رنگ

سے رنگین کرتا ہے اور وہ داعیہ خطاب ہو جاتا ہے

این جماعه نزدیک تجلی اعظم مجتمع شود و مقتضاء
آن همه متمثل گردد بغیر تخصیص هر چیزی باهل
خود چون براهل وجدان آن صورة ظاهر شد
وبیان اینه بر ایشان منجم گشت آن را نامی
معین ساختند و آن مثال است و ملائکه خدام
مثال نفوسی هستند مطمئنه که منفوخ میشوند در
جسدی از لطایف عناصر مرکب شده باعتدال
تمام در وقت سعادت کواکب و تشبه عالم
علوی بخیر بحت پس این نفوس همه اطمینان
در اطمینان باشند و همه سعادت در سعادت
و همه انقیاد و خضوع مر عالم مثال را و حدوث
ملائکه در اوقات مختلفه واقع میشود و لهذا بعض
بالطبع از جنود فلک قمر باشد و بعض از جنود
فلک عطارد و هلم جرا و هر ملکے استعداد والهام
امری خاص دارد بحسب اصل طبع خود و جمله
دواعی مثالیه که در قلوب ملائکه فرو میریزد دو
قسم اند یکی آنکه اتصالات کواکب واقع شود
و از طبائع ایشان حادثه عامه متمثل گردد و پیش
تجلی اعظم بوجود مثالی قایم شود و در این صورت
گویند کتب الله کذا و کذا وقضی الله بکذا و
کذا پس این حادثه عامه در وقتے مناسب
و مکانے مناسب نازل شود و ملائکه در مدت
آن نازل سعی نمایند و هرکرا بذوق خود مستعد
آن حادثه دانند بقبض و بسط نزدیک سازند
و از همه ایشان احاله و الهام پیدا شود و کار طلو

اس جماعت کو نزدیک تجلی اعظم کے مجتمع ہوتے ہین اور
اُن ہمتونکی اقتضار کے موافق متمثل ہوتے ہین بغیر
تخصیص ہر چیز کے اپنی اصل سے جب اہل وجدان پر
وہ صورت ظاہر ہوئی اور بیان انیت اپر نہ کھلا
اوسکا ایک نام مقرر کیا وہ نام مثال ہے اور ملائکہ
خادم مثال کے ایسے نفس مطمئنہ ہین جو نفخ ہوتے
ہین کسی جسم مین لطائف عناصر سے مرکب ہوئی
کی باعتدال تمام سعادت کواکب کیوقت اور عالم
علوی کی خیر بحت کے تشبہ کیوقت تو یہ نفوس بالکل
اطمینان در اطمینان اور سعادت در سعادت ہین
اور بالکل انقیاد و خضوع عالم مثال کے ہین اور
حدوث ملائکہ کا اوقات مختلفہ مین ہوتا ہے اوسی
سبب بعضے بالطبع جنود فلک قمر سے ہین اور
بعضے جنود فلک عطارد سے اور اسیطرح باقی
افلاک سے اور ہر ملک استعداد ایک امر خاص
کے الہام کے رکھتا ہے موافق اپنی اصل طبیعت کو
اور سب دواعی مثالیہ جو قلوب ملائکہ مین گرتے ہین
دو قسم ہین ایک تو یہ کہ اتصالات کواکب واقع ہوا اونکے
طبایع سے ایک حادثہ عامہ متمثل ہوا اور تجلی اعظم کی دربار
مثالی وجود مین متمثل ہوکر قایم ہوا اور اس صورت مین کہتے
ہین کتب اللہ کذا و کذا و قضی اللہ بکذا و کذا تو یہ حادثہ
عامہ ایکوقت مناسب اور مکان مناسب مین نازل
ہوتا ہے اور ملائکہ اُس نازل کیطرف متعین کہ کوشش کرتے ہین
اور جسکو اپنی ذوق مین اس حادثہ کا مستعد جانتے ہین قبض و
بسط سے اوسکو نزدیک کرتے ہین اور اونکی ہمتون سے

وطیش وشرہ است وفک نظام صالح خواہی
آن نظام نفسانی باشد خواہی منزلے مدنے
وملی بالجملہ نظام فاضل ہر نظامی کہ باشد مقتضے
رحمت آلہی است وفک آن مقتضائے غضب
منسوب بشیاطین پس وقتیکہ انسان بحسب
اسباب سماوی وکسبی قابل فیضان این قسم
دواعی وخطرات شود افواج شیاطین بحکم
جبلت بسوئے او متوجہ شوند و دواعی مناسب
خود بخاطر وے ریزند وبعض ارواح خبیثہ ملحق
بشیاطین گردد و در کار ایشان سعی نماید و
داعیۂ شیاطین ہرگز بدون وحشت وطیش و
قسوت قلب وبعد از مظان احسان بوجود
نیاید و دعوت ایشان جز باعمال خسیسہ وفک
نظامات فاضلہ نبود و آنچہ از ارواح خبیثہ و
نفوس حدیدہ شریرہ در خاطر متشبح شود از ترس
وہول خالی نباشد و این نیز باطل است
حظ سالک از معرفۂ آن طرد و دفع آن و استعاذہ
از آن است وگاہے فرود آمدن خواطر از
عالم مثال باشد بواسطۂ ملائکۂ موکلہ بآن
مقام یا بی واسطہ ایشان و عالم مثال عبارت
از صفاوت ہم سراپردۂ نفوس افلاک و ملائکہ ملاء
اعلی است کہ ہمہ مجتمع شدہ ہیئتے وحدانی پیدا کنند
بمنزلہ آنکہ شعلہا و چراغہا شتی مختلفۃ المقادیر
والاضواء در خانہ افروختہ شود و از انجملہ نوری حاصل
الذات والصفت منتزع گردد ہمچنان ہم مثال

اور غصہ اور حرص اور نظام صالح کا فک خواہ تو نظام
نفسانی ہو خواہ منزلی خواہ مدنی وملتی غرض نظام
فاضل ہو جو نظام ہو مقتضائے رحمت آلہی ہے اور
فک اوسکا مقتضائے غضب ہے شیاطین سے منسوب
ہے تو جسوقت آدمی بموجب اسباب سماوی اور کسبی
کے قابل فیضان ایسی قسم دواعی وخطرات کی ہوتا ہے
شیاطین کی فوج اپنی جبلت کے سبب اوس آدمی
کیطرف متوجہ ہوتی ہین اور اپنی مناسب اوسکے خاطر
مین دواعی ڈالتے ہین اور بعضے ناپاک روحین
شیاطین سے ملجاتے ہین اور شیاطین کے کام
مین کوشش کرتے ہین اور داعیہ شیاطین کا ہرگز
بغیر وحشت وطیش اور سخت دلی اور نیکیون کے
مقامات سے دور ہونیکے نہین آتا اور انکی دعوت
سوا برے اعمال اور فک نظام فاضلہ کے نہین ہے
اور جو کچھ ارواح خبیثہ اور نفوس بد اور شریرہ سے خاطر
مین آئے وہ خوف وہول سے خالی نہین ہوتا اور یہ
بھی باطل ہے سالک کو اسکے پہچاننے سے یہ فایدہ
ہے کہ اوسکو دفع کرے اور استعاذہ اور پناہ خدا سے
مانگے اور کبھی خطرے عالم مثال سے ہوتے ہین ان
ملائکہ کے واسطے سے جو اوس مقام کے موکل ہین یا
اونکے بیواسطہ کے اور عالم مثال سے مراد ہستون کی
صفائی اور نفوس افلاک کے سراپردہ ملائکہ ملاء اعلی
کے ہے کہ یہ سب مجتمع ہو کر ایک ہیئت پیدا کرین اوسکی
مثال ایسی ہے جیسی بہت سی مشعلین اور چراغ جنکی
مقدار و روشنی ایک سے نہو مختلف ہو ایک گھر

[illegible]

گشت آنرا وجود نام نهادند و در وے آنقدر
لطافت و بساطت یافتند که در اندیشه عقل
نگنجد همان را واجب الوجود زعم کردند و هر چیز که
از بساطت و لطافت که بایشان رسیده بود
بر آن وجود منطبق ساختند و در آن معرفت
ابد الدهر ماندند ندانستند ع هنوز ایوان استغنا
بلند است ٭ و اگر خواهی این مذهب را روشن
تر بدانی مقدمه قیصری ملاحظه کنی و منشاء این
غلط وقوف است بر نفس کلیه و بر وجهی از وجوه
او اکتفا کردن و بکنه او نیز احاطه ننمودن اگر
کنه این نفس کلیه مدرک میشد آن را مبدأ المبادی
نگفتندی و جمعی دیگر که گذر ایشان بما ورا نفس
کلیه افتاده است اول الاوائل ذات بحت
را دانستند و نفس کلیه را اسمے کردند بصادر اول
و وجود منبسط علی هیاکل الموجودات لکن همه را
باهم مخلوط ساختند و بیک اسم مسمی نمودند و در
یک حساب شمردند و خلط بعض حقایق با بعضے
والطف را بطن آن دیگر نهادن و بیک نام
مسمی کردن خود رسم قدیم صوفیه است لیس
هذا اول قارورة کسرت چنانکه در فصل روح
و سر رمزی ازین باب گفته شد از جهت تساهل
تعبیر مستعجلان این تحقیق نیز دست دراز کردند
و گفتند همان یک وجود است که باختلاف اعتبارات
مختلف شده باعتبار تعلق بحقایق شتی وجود
منبسط است و باعتبار [illegible] خود ذات بحت و

اوس قوم نے اوسکو وجود کہا اور اوسمین اسقدر
لطافت و بساطت پائی کہ عقل کے اندیشہ مین نہ
سمائی اوسیکو واجب الوجود گمان کیا اور جو کچھ اونکو
لطافت و بساطت سے پہنچا تھا اوس وجود پر
منطبق کیا اور اوس معرفت مین ابد الدهر رہی یہ
نجانا ع ہنوز ایوان استغنا بلند است ٭ اور جو
تم چاہو اس مذہب کو بہت اچھی طرح معلوم کرو
مقدمہ قیصری ملاحظہ کرو اور اس غلطی کا منشاء
نفس کلیہ سے واقف ہونا اور کسی ایک وجہ پہ
اکتفا کر لی اور اوسکی کنہ کو بھی نہ پہنچنا اگر اس نفس کلیہ
کا کنہ ادراک ہوتا تو اوسے مبدأ المبادی نہ کہتے
اور دوسرے لوگون نے کہ جنکا گذر نفس کلیہ کے
پرلی طرف ہوا۔ اول الاوائل ذات بحت کو جانا
اور نفس کلیہ کا نام رکھا صادر ٭ ٭ ٭
کرنے والا اور وجود منبسط علی هیاکل الموجودات
لیکن سب کو باہم مخلوط کر دیا اور ایک نام رکھا
اور ایک حساب مین گنا بعضے حقائق بعضے حقائق سے خلط
کر دیئے اور جو بہت لطیف ہے اوسکو اوس
دوسرے کا باطن کہنا اور ایک نام سے مسمی کرنا صوفیہ
کے خود رسم قدیم ہے لیس هذا اول قارورة کسرت
جیسے ہمنے روح و سر کے فصل مین کچھ اوسکی
رمز کہدی ہے بسبب تساہل تعبیر کے جلد بازون
نے اس تحقیق پر دست درازی کی اور کہا وہی
ایک وجود ہے کہ اعتبارات کے اختلاف سے مختلف ہو گیا
ہے اس اعتبار سے کہ حقائق شتے سے تعلق ہے وجود منبسط

نشاء این اختلاط عدم تفرقہ ست درمیان
نسبتے کہ حقائق شتی را بانفس کلیہ واقع است
ونسبتے کہ نفس کلیہ را با مبداء المبادی متحقق
ست و چون کہ وجدان ایشان بہ تجلی
اعظم پیوستہ بود یا ببرہان صفات تاثیریہ
قویہ درواجب اثبات کردہ بودند یا بہ تقلید
شرایع صفات تقییدیہ تشبیہیہ اعتقاد نمودہ
بودند این خواص را در نفس کلیہ نیافتند و
نہ در چیزیکہ اہل معرفت از ذات بحت بیان
آوردہ بودند مصداق آن ندیدند بانکار این
ہردو نسبت برخاستند و آنچہ نزدیک ما محقق
است آنست کہ ذات بحت باعتبار انتساب
تجلی اعظم باو و ارتباط خاص او بعکوس و انوار
کہ از تجلی اعظم منشعب شدہ اند احکام بسیار
دارد و وجدان و برہان و تقلید شرایع را
بیرون ازین میدان گذر نیست و ماوراء آن
را نزدیک ایشان ہیچ خبر نہ ہذا واللہ اعلم
بحقیقۃ الامور ٭

فصل ہفتم

در معرفت انواع خواطر و اسباب آنہا از
مہمات علم لطائف معرفۃ خواطر است نکتہ چند
ازآن باب ہم بباید دانست بایستے کہ در
باطن انسان حادث شود از سہ حالہ بیرون
نیست یا حدوث آن در قلب است فقط
و آنرا احوال و اوقات گویند از جنس خوف

اور اس اختلاط کا منشاء عدم تفرقہ ہے درمیان اوس
نسبت کے جو حقائق شتی کو نفس کلیہ سے واقع ہے
اور درمیان اوس نسبت کے جو نفس کلیہ کو مبداء
المبادی سے متحقق ہے اور جو لوگ ایسے ہین کہ
اونکا وجدان تجلی اعظم سے ملگیا تھا یا اونہون
نے برہان صفات تاثیریہ قویہ سے واجب مین
اثبات کیا تھا یا تقلید شرایع سے صفات تقیید
تشبیہ کے ساتھ اعتقاد کیا تھا اونہون نے ان
خواص کو نفس کلیہ مین نہ پایا اور نہ اوس چیز مین جو
اہل معرفت ذات بحت سے بیان کرتے تھے
مصداق دیکھا اون دونون نسبتون کے انکار کو
اوٹھ کھڑے ہوئے اور ہمارے نزدیک جو
محقق ہے وہ یہ ہے کہ ذات بحت باعتبار اسکے
کہ تجلی اعظم کو اوس سے نسبت ہے اور اونکے خاص
ارتباط سے اون عکسون اور انواروں سے
جو تجلی اعظم سے منشعب ہوئے ہین بہت احکام
رکہتی ہے وجدان اور برہان اور تقلید شرایع کو اس
میدان سے باہر گذر نہین ہے اور اوسکی ماوراء کے اونکو
پاس کچھ خبر نہین ہے یہ ہے واللہ اعلم بحقیقۃ الامور ٭
فصل ہفتم - ساتوین فصل خواطر کے قسمونکو
پہچاننے مین اور اونکے سبب جاننے مین مہمات علم
لطائف سے خطرونکی معرفت ہے تو کئے نکتہ اس باب
سے بہی جان لینے چاہین جو خطرہ کہ انسان کے باطن مین
حادث ہوتا ہے تین حال سے باہر نہین یا تو وہ فقط
قلب مین حادث ہوگا تو اوسکو احوال و اوقات کہتے ہین

ساتوین فصل معرفت انواع خواطرین اور اونکے سبب مین ٭

احوال اوقات

ازان در عقل ایشان افتد و مانند احولی که
باحولی خود مطلع است بوجه من الوجوه حقیقة
را بدانند و با آن نا آشنا آشنا شوند مصرعہ در
قافلۂ که اوست دانم نرسم * این بس که رسد
ز دور بانگ جرسم - نکتۂ دیگر آنکه فلاسفه
درمیان جوهر و عرض حقیقت مشترکه اثبات
نکرده اند و نفس کلیه را جنس اعلی نشمرده اند
و منشاء آن عدم حضور نفس کلیه است نزدیک
عقل ایشان شهادت کسے که مشهود له و علیه
و به را نشناخته است یا در نتوان کرد ما خود
میدانیم که یک حقیقة منتج میشود و به و شبح
گاہے در کسوۂ قیام بنفسه ظهور کند و مسمی
بجوهر گردد و گاہے در لباس قیام بغیره
برآید و مسمی بعرض شود مصرعہ گہے درکسوت
لیلی فروشد * گہی درصورۂ مجنون برآمد
از نیرنگہائے همین معنے است بجوهر
اعراض در عالم مثال و عرض شدن جواهر
در موطن وهم و صدق صورۂ ذهنیه بر موجود
خارجی الی غیر ذالک مما لا یخفے مقدمہ ثانیه
آنکه درمیان مبدع و مبدع نسبتے واقعہ است
که نظیر آن در شهادت موجود نیست تا تحقق
مبدع در ماده بود و ازین جهة انفرازی و
استقلالی پیدا کند مدة نیست که سابق و لاحق
بتقدم و تاخر زمانے از هم ممتاز شود بجز مبداء

اوسکا انکی عقل مین پڑتا ہے مانند اُس احول کے جو
اپنے احول ہونے سے مطلع ہے بوجہ من الوجوہ
حقیقت کو جانین اور اوس نا آشنا سے آشنا
ہون مصرعہ درقافلۂ که اوست دانم نرسم * این
بس که رسد ز دور بانگ جرسم * دوسرا نکتہ
نکتہ دوسرا یہ ہے کہ فلاسفہ نے جوہر و عرض کے *
درمیان حقیقت مشترکہ ثابت نہین کی اور نفس کلیہ
کو جنس اعلی نہین گنا اور اوسکا منشا یہ ہے کہ انکی
عقل کے نزدیک نفس کلیہ کا عدم حضور ہے اوسکو
شہادت یقین نہین کر سکتے جو مشہود لہ اور مشہود علیہ
اور مشہود بہ کو نہ پہچانے ہم خود جانتے ہین کہ ایک
حقیقت منتج ہوتی ہے وہ شبحون مین کبھی قیام
بنفسہ کے لباس مین ظہور کرتی ہے اور اوسکا
نام جوہر ہوتا ہے اور کبھی قیام بغیرہ کے لباس
مین نکلتی ہے اور اوسکا نام عرض ہوتا ہے مصرعہ
گہے درکسوت لیلی فروشد * گہے درصورت مجنون
برآمد * اسی معنی کی نیرنگیون کے سبب ہے جواہر
اعراض عالم مثال مین اور عرض ہونا جواہر کا
موطن وہم مین اور صدق صورت ذہنیہ کا موجود
خارجی پر الی غیر ذالک مما لا یخفے دوسرا مقدمہ
یہ ہے کہ درمیان مُبدِع اور مُبدَع کی ایک نسبت واقع
ہے کہ اوسکی نظیر شہادت مین موجود نہین مادہ نہین ہے
کہ مبدع کا تحقق مادہ مین ہو اور اُس جہت سے امتیاز اور
استقلال پیدا کرے مدت نہین کہ سابق و لاحق تقدم و
[illegible]

تحقق نمیابد مبدا او را از جمیع جهات او احاطه
کرده است و از هر جانب در بر گرفته عقل وی آنجا
متحیر شده و دست و پا گم کرده مفهومات اختراعیه را
که از میان صانع و مصنوع شهادت ثبوت
ساخته است پیش گرفت و هیاکل اختراعیه که
بآن مالوف شده بود پیش نظر متمثل ساخت
و هر تیری که در ترکش داشت انداخت حاش لله
ساحتے که درمیان مبدع و مبدع تخیل میشود
گنجایش نمیکند چندین مقدمات لاطائل را
گنج کوه در دو دیده اگر نیم موست بسیار
است * الفاظی که در شاهد برائے تاثیر و
اصدار مقرر کرده بود همه صرف کرد گاهے
مخلوق و مجعول گفت و گاهے صفت و اسم
یاد کرد و گاهے مظهر و تنزل بر زبان آورد
هر یکے را آنجا نحوے از محاکات ثبوت یافت
و حقیقت تفصیلیه هیچ یک را علی وجهها گنجایش ندید
باز گشت و بر خود پیچید و گفت ع باز گشتم
زانچه گفتم زانکه نیست * در سخن معنی و در معنی
سخن * پس محقق در مسئله ابداع آنست که
نسبتے است معلوم الآنیة مجهول الکیفیة نه
تنزل است به جمیع وجوه و نه ظهور نیست
اشکالاتے که از ثبوت هر حقیقة مفصله
ازین حقایق ناشی میشود آنجا مسموع نیست
و آنرا دران مرتبه ورود نه قومی از اهل جان
را چون نظر بخود اندر گردید نفس کلیه مشهود

تحقق نہین پاتا مبدا نے اوسی اوسکو جمیع جہات سے
گھیر لیا ہے اور ہر طرف سے اپنی بغل مین لے لیا ہے
یہان عقل متحیر ہوئی اور ہاتھ پانو گم کئے مفہومات
اختراعیہ کو جو صانع اور مصنوع کے درمیان سے شہادت
گھڑی تھی اختیار کیا اور صورتین اختراعیہ جنسے مالوف
تھی اونکو اپنی نظر کے سامنے متمثل کیا اور جسقدر تیر
تیرکش مین تھی پھینکے حاش للہ وہ میدان جو درمیان
مُبدِع اور مُبدَع کے متخیل ہوتا ہے ایک بال برابر کی
گنجائش نہین اتنے مقدمات بیفائدہ کی سمائی کہان ہی
ع در دو دیدہ اگر نیم موست بسیار است جو الفاظ
شاہد یعنے حاضر موجود ہین و اسطے تاثیر و صادر کرنے
کے مقرر کئے تھے سب صرف کئے تھے کبھی مخلوق
و مجعول کہا اور کبھی صفت و اسم کہا اور کبھی مظہر و تنزل
کہا وہان ہر ایک کا ایک طرح کا محاکات کا ثبوت پایا
اور کسی کی حقیقت تفصیلہ کے اوسکی وجہ پر گنجائش نہ
دیکھی پھر آئے اور بہت پیچتاب کیا اور کہا مقصد
باز گشتم ز انچہ گفتم زانکہ نیست * در سخن معنی و در
معنے سخن * پس تو محقق ابداع کے مسئلہ مین یہ ہے
کہ نسبت ہے معلوم الآنیة و مجہول الکیفیة نہ تنزل
ہے بجمیع وجوہ نہ ظہور تو جو اشکالات کہ ثبوت
سے ہر حقیقت مفصلہ کی ان حقیقتون مین سے پیدا
ہوتا ہے وہان مسموع نہین اور نہ اوسکو اوس مرتبہ
مین ورود ہے وہان کسی اشکالات کا کام نہین اہل
وجدان مین سے ایک قوم کی نظر جو اپنی اندر پہری
نفس کلیہ مشہود ہوا *

بوذ زیرا که در افراد بنسبت نوع و در انواع
بنسبت جنس همین نسبت را تسلیم کرده
بودیم واگر گویند مبدا کثرات در اصل واحد
نیست یا نه در صورة اولی آن اصل واحد
نباشد و در صورة ثانیه جای نیست. که
از انجا آمده باشد نیز انکار مقدمه بدیهیه بود
آخر این اصل واحد آن واحد نیست که وحدة
حقیقیه داشته باشد صدور از حضرت
وحدة و در مرتبه ثانیه بودن ازان مبدأ
چندین کثرات را کفایت میکند عقول
قاصره گاهے آنرا از قبیل عین شئ گیرند من
جمیع الوجوه و چون بعض لوازم عینیته یافته
نشود نقض آن عقیده کنند گاهے آنرا از
قبیل غیر تراشند من جمیع الوجوه و چون
بعض لوازم غیریت بدست نیاید متحیر
مانند و عقول سلیم دانند که نسبتے ست
غیر نسبته عینیة و غیریته هرچه از خصوصیات
اشیا ناشی شده است ساحت نفس
کلیه از عار آن پاک است چنانکه سواد
بشره و قصر قامت و لکنته زبان نوع
انسان را ملوث نمی سازد هرچند این
اسود اقصر الکن انسان است و هرچه از
مرتبه اطلاق من حیث المطلقیة سر بر آورده
بخصوصیات منسوب نتوان کرد چنانکه نوع
بودن و کلی بودن و مطلق بودن با این فرد

کا ہوگا اسواسطے کہ افراد مین بہ نسبت نوع کے
اور انواع مین بہ نسبت جنس کے اسی نسبت کو
ہمنے تسلیم کیا تھا اور اگر کہین مبدا کثرات اصل
مین واحد ہے یا نہین پہلی صورت مین تو وہ اصل
واحد نہوگی اور دوسری صورت مین کوئی ایسی جائے
نہین جہان سے آئے ہو یہ بہی انکار مقدمہ بدیہیہ
کا ہے آخر یہ اصل واحد وہ واحد نہین کہ وحدت
حقیقیہ رکھتا ہو صدور حضرت وحدت سے اور
مرتبہ ثانیہ مین ہونا اوس سے مبدائیت اتنی
کثرات کا کفایت کرتا ہے عقول قاصرہ کبھی اوسکو
عین شئے کی صورت مین سمجھ لیتے ہین من
جمیع الوجوہ اور جب بعضے لوازم عینیت کے
نہین پائی جاتے اوس عقیدہ کو توڑ ڈالتے ہین
اور کبھی اوسکو قسم غیر سے تراشتے ہین من
جمیع الوجوہ اور جب بعضے لوازم غیریت کے
پائی جاتے متحیر رہتے ہین اور عقول سلیم جانتے
ہین کہ ایک نسبت ہے سوائے نسبت غیریت
اور عینیت کے جو کچھ خصوصیات اشیا سے
ظاہر ہوا ہے میدان نفس کلیہ اوس عیب سے بالکل پاک
ہے جیسے سیاہی جلد اور کوتاہی قد اور لکنت زبان
نوع انسان کو ملوث و آلودہ نہین کرتے ہرچند کہ
یہ سیاہ اور کوتاہ قد اور لکنت والا انسان ہے اور
جو کچھ مرتبہ اطلاق سے من حیث المطلقیة ظاہر ہوا
ہے وہ خصوصیات سے نسبت نہین کرسکتے
جیسے نوع ہونا اور کلی ہونا اور مطلق ہونا اس فرد سے

مُدرِک ذوق و این اختلاف ناشی از اختلاف
حاسه است حق درین باب آنست که این
تفصیل را غلط حس راجع باید ساخت و
مانند احولے باید بود که یکے را دو بیند اما
مپندار که بس احولم وآن دو را یکی حکم کند
نه پنداری که قول شارح و استدلال عقل
را ازین غلط میتوان رها نید فی سنئ قول
شارح و برهان ترتیب است و استحضار
است اشیا مخزونه عقل را تا خدا تعالیٰ خلق
فرماید از ان ماده مخلوقی که عبارت از نتیجه
باشد چنانکه از آب وهوا و ارض صورت
شجری یا معدنی خلق فرماید و این مخلوق در
منزلهٔ مواد خود است نه الطف و اعلے
از ان کسے درصحن کاچی قلیه جوید اضاع
العمر فی طلب المحال چون این مقدمه بخاطر
نشست باید دانست که اعظم اغلاط قوم
دراین باب آنست که گویند همه اوست
باز درمیان لوازم عبودیت و ربوبیت
بون باین بینند و متحیر مانند و حل این غلط
موقوف بر دو مقدمه است بیان سهوی
که در معرفت نسبتے که میان این حبابها و
خارج است واقع شده و بیان سهوی
که در نسبتے که درمیان خارج و ذات بحت
است افتاده مقدمه اولی باید دانست
که ظهور نسبتے است میان ظاهر و مظهر و

مدرکِ ذوق ہے اور اس اختلاف کا منشا حاسہ کا
اختلاف ہے اس باب مین حق یہ بات ہے کہ اس
تفصیل کو حس کی غلطی سمجھنی چاہئے اور مانند بھینگی
کے ہونا چاہئے جو ایک کو دو دیکھتا ہے مگر جانتا ہے
کہ مین احول ہون اور اون دو کو ایک سمجھتا ہے
یہ نہ گمان کرنا کہ قول شارح اور استدلال عقل کو
اس غلطی سے رہا کر سکتا ہے نہین نہین قول
شارح و برہان ترتیب ہے اور استحضار ہے مخزونہ
عقل کا تاکہ خدا تعالیٰ پیدا کرے اوس مادہ سے کوئی
مخلوق جسے نتیجہ کہتے ہین جیسا کہ پانی اور ہوا اور
زمین سے کسی شجر کی صورت یا کسی معدنی چیز
کی صورت پیدا فرمائے اور یہ مخلوق بمنزلہ اپنے مادہ
کے ہے نہ اوس سے الطف و اعلی جو حلوی کی رکابی
مین گوشت ڈھونڈے اضاع العمر فی طلب
المحال جب یہ مقدمہ خاطر نشین ہوگیا تو
جاننا چاہئے کہ بہت بڑی غلطی قوم کی اس
باب مین یہ ہے کہ کہتے ہین ہمہ اوست پھر
لوازم عبودیت و ربوبیت مین بہت بڑا فرق
دیکھتے ہین اور متحیر رہجاتے ہین اس غلطی کا
حل دو مقدمون پر موقوف ہے اول ایک سہو تو
پڑا ہے اوس نسبت کے پہچاننے مین جو درمیان
ان حبابون کے اور خارج کی ہے اور ایک سہو
اوس نسبت مین واقع ہوا ہے جو درمیان خارج اور
ذات بحت کی ہے پہلا مقدمہ جاننا چاہئے کہ ظہور
ایک ایسی نسبت ہے جو ظاہر اور مظہر مین ہے +

سے لیسند و سبب ضلالت ایشان همین عقل
ناقص است ذرهم بما عندهم من العلم این
عقل حجابی است عظیم و پرده است سخت
اللهم بنا امنت بک و بما انزلت علی عبدک
و بنبیک محمد صلی علیه و علی آله وسلم تفصیل
این اجمال آنکه عقل لسان روح است و
سلطنت عقل در چیزی است که بقدر روح
لطیف باشد و چه درست است آن کلمه
که هیچ چیز ادراک نمیکند مگر خود را یا مانند خود
را و روح مجرد محض نیست و نه خارج که ظرف
موجودات خارجیه باشد بلکه متعین است
در خارج و حبابی است از دریا خارج
و خصوصیتی است میان خارج پس مبلغ
عقل احکام انتزاع باشد ما بین خصوصیات
و خارج و ما بین متحیز و مجرد مثلا افراد انسان
و فرس و حمار ببیند و احکامی که افراد هر نوع
بران متوارد ند ادراک نماید و ازین جا ترقی
کند و صورت نوعیه را بشناسد و بآن جزم نماید
پس دست آویز او درین ادراک تغایر آن
موجودات است من وجه در الوان و
اشکال و مقادیر و اصوات و اتحاد آنها
است من وجه آخر پس جائی که این تعدد
را باید انداخت و وحدة در وحدة ادراک باید کرد
عقل را پائی لنگ است و دست کوتاه و
مثلا کار عقل آنست که از امور محسوسه صورتها

اونکی گمراہی کا سبب یہی ناقص عقل ہے ذرہم فرحوا
بما عندہم من العلم یہ عقل ایک بہت بڑا حجاب ہے
اور بہت سخت پردہ ہے اللہم ربنا امنت بک
وبما انزلت علی عبدک و بنبیک محمد صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ
عقل روح کی زبان ہے اور عقل کی سلطنت اوس
شئے مین ہے جو تقدیر روح کے لطیف ہو اور
کیا اچھا درست ہے وہ کلمہ کہ کوئی چیز ادراک
نہین کرتی مگر اپنے تئین یا اپنے مانند کو اور روح
مجرد محض نہین ہے اور نہ خارج ہے کہ موجودات
خارجیہ کا ظرف ہو بلکہ متعین ہے خارج مین اور
ایک حباب ہے دریا سے خارج اور ایک
خصوصیت ہے خارج مین تو رسائی عقل کے
احکام انتزاع ہے جو خصوصیات و خارج
کے درمیان اور متحیز اور مجرد کے درمیان ہے
جیسے افراد انسان کو اور فرس و حمار کو دیکھے
اور وہ حکم جو ہر نوع کے افراد پر صادق آئین
ادراک کرے اور یہانسے ترقی کرے اور صورت
نوعیہ کو پہچانے اور اوس پر یقین کرے تو اوس ادراک
مین اونکی دست آویز ان موجودات کا تغایر ہے
من وجہ رنگ و شکل و مقدار و آواز مین اور انکا
اتحاد ہے من وجہ آخر تو جہان اس تعدد کو پھینکنا چاہئے
اور وحدت در وحدت ادراک کرنی چاہئے تو عقل کے
پاوٴن لنگڑے ہین اور ہاتھ کوتاہ ہین مثلا عقل کا یہ کام
ہے کہ امور محسوسہ سے ایسے صورتین * * *

[illegible]

کہ عین آن در خارج نیست بلکہ منشا انتزاع
آن ہست منحوت نماید و بغیر بے از تحلیل و
ترکیب ماہیات شتی بر روئے کار آرد -
آسمان را بیند و مفہوم فوق تراشد و زمین
را تماشا کند و مفہوم تحت انتزاع کند زید را
با پدر او ملاحظہ کند و ماہیت ابن اشتقاق
نماید در افراد انسان تامل نماید و صورۃ
کلیہ انسان معقول کند و در افراد انسان
و فرس و حمار و ابل و بقر و شاۃ خوض کند
و از انجا صورت حیوان ملخص نماید و در افراد
حیوان و شجر در رود و از انجا صورت نامی
مستحضر سازد و علی ہذا القیاس و ہر یکے را
ازین مفہومہا منشاء انتزاعی ہست کہ در
انتزاع انیصورتہا بران اعتماد کردہ است
و آن منشا ہا شتی و صور نوعیہ مختلفہ اصلا
نزدیک او حاضر نمیشود و پیش او متمثل میگردد
آن اعراض و اشکال است لاغیر لیکن
اعراض را با جواہر خود راہی ہست و اصل
را در تخلص از اعراض بجواہر سلیقہ و در
امور انتزاعیہ بسیاری از محالات ممکن
باشد و بسیاری از ممتنعات را خلعت
وجود پوشانند از انجملہ است دور و تسلسل کہ
در مفہومات انتزاعیہ جائز داشتہ اند - و
منقطع بانقطاع انتزاع دانستہ و از انجملہ
معدوم مطلق و مجہول مطلق است کہ در عقل

جنکا عین خارج مین نہین ہے - بلکہ اونکا منشاء
انتزاع ہے گھڑی اور ایک قسم کی تحلیل و ترکیب سے
بہت سی ماہتین ظاہر کرے اور آسمان کو دیکھ
اور مافوق کا مفہوم تراشی اور زمین کو دیکھے او تحت
کا مفہوم انتزاع کرے زید کو باپ کے ساتھ دیکھے
اور ماہیت ابن کی اشتقاق کرے افراد انسان
کو دیکھے اور صورت کلیہ انسان کی سمجھو اور افراد انسان
و فرس و حمار و ابل و بقر و شاۃ خوض کرے اور وہان
سے صورت حیوان ملخص کرے اور افراد مین
حیوان و شجر کی نظر کرے اور صورت نامی خیال
مین لائے اور علی ہذا القیاس اور ہر ایک کا ان
مفہومون سے ایک منشاء انتزاع ہے کہ ان صورتون
کی انتزاع مین اوسپر اعتماد کیا ہے اور بہت سے منشاء
اور صورتین نوعیہ مختلفہ ہرگز اوسکے نزدیک حاضر نہیں
اور اوسکے سامنے متمثل نہین ہوتین وہ عرض اور
اشکال ہین اونکے سوا اور کچھ نہین لیکن اعراض کو
جواہر کی طرف ایک راہ ہے اور اصل کو اعراض
سے رہا ہونے مین جواہر کے ساتھ سلیقہ
ہے اور امور انتزاعیہ مین بہت سے محالات
ممکن ہوتی ہین اور بہتیری ممتنعات کو
خلعت وجود پہنا دیتے ہین اون مین سے
یعنے محالات مین سے ایک دور و تسلسل ہے کہ
مفہومات انتزاعیہ مین جائز رکھا ہے - اور
منقطع جب جانا ہے جب انتزاع قطع ہو اور آن
مین سے معدوم مطلق و مجہول مطلق ہے جو عقل مین

کذا و کذا و این چیزها از ین قبیل نیستند پس
موجود نیستند و درآنجا بوجوه بسیار وجود
نقیضین یا رفع نقیضین خیال کند و از حیز
موجودیت دور تر بر آید و عقلا دانند که
این مغالطه است منشاء آن قیاس غایب
بر شاهد و استصحاب احکام مالوف در غیر
مالوف و همچنان حس باطن را از خیال و وہم
و متصرفہ مُدرکے ہست چون این قوی را در
غیر آن مُدرکات صرف نمائیم متحیر شود. و
احکام آن مختل گردد و باشد که از قواعد
محفوظ برهانے مغوت سازد و بر عدمیت
آن اشیا رقایم کند مثلاً گوید که مجرد اگر موجود
بودی در هیچ جهتہ از جهات ستہ بودی
اجتماع نقیضین لازم آمدی زیرا که موجود
بودن و در جهات ستہ نبودن باهم متناقض
است عقلا دانند که این مغالطه است
منشاء آن قیاس غائب بر شاهد و استصحاب
احکام مالوف در غیر مالوف و همچنان عقل را
که لسان روح علوی است مُدرکی ہست
که دران تصرف میکند و مسافتے ہست که
تا آنجا دست و پا میزند چون از ان مدرک در
گذشتی و از ان مسافت بالا تر رفتی عقل مشوش شود و احکام
آن مختل گردد و باشد که اقامت دلایل کند بر عدمیت
آن و از علوم محفوظه مالوفه خود برهانی مغوت نماید بدان
اطمینان گیرد و در مثل این موضع عقلا با یکدیگر نزاع کنند

اور کوئی رنگ ہوتے ہین اور یہ چیزین یعنی بھوک
وغصہ وغیرہ انہین سے ہے نہین تو وہ در حقیقت موجود
نہین اور اور بہت سے وجہون سے وجود نقیضین یا
رفع نقیضین خیال کرے اور وجودیت کے جنس سے
بہت دور جا پھینکے اور عقلا رجانتے ہین کہ یہ مغالطہ
ہے اسکا منشاء غایب کا شاہد پر قیاس کرنا ہے اور
عادتی احکام کو غیر عادتی مین جاری کرنا اچھا جانتا ہے
اسیطرح حس باطن خیال و وہم و متصرفہ کا ایک مدرک
ہے جب اِن حواس باطن کو اونکے غیر مدرک مین
صرف کرین تو متحیر ہون اور وہ احکام خلل پذیر ہون
اور ممکن ہے کہ قواعد محفوظہ سے کوئی برہان گھڑی
اون اشیاء کی معدومیت پر دلیل قایم کرے مثلاً
کہے کہ مجرد اگر موجود ہوتا تو جہات ستہ مین سے کسی
جہت مین ہوتا اجتماع نقیضین لازم آتا ہوا سلئے کہ
موجود ہونا اور جہات ستہ مین نہونا باہم متناقض
ہین عقلا رجانتے ہین کہ یہ مغالطہ ہے اسکا منشاء
قیاس غایب کا حاضر پر ہے اور احکام عادی کو غیر
عادی مین جاری کرنا ہے اسیطرح عقل جو زبان
ہے روح علوی کے اوسکا مدرک ایک ہے کہ اوسمین
تصرف کرتی ہے اور ایک مسافت ہے وہاں تک
ہاتھ پاؤن مارتی ہے جب اُس مدرک سے گذر گئی اور مسافت
کو طے کر چکی عقل پریشان ہوجاتی ہے اور اوسکے احکام مین خلل
آجاتا ہے اور ممکن ہے کہ اوسکی عدم ہونیکی دلیلین قایم کرے
اور اپنے علوم محفوظہ مالوفہ سے ایک برہان گھڑی اور اُس سے
اطمینان کرے اور ایسے موقعون مین عقلا باہم نزاع کرتے ہین اور

خودش در دو وقت نزاع کند و عقده حل
نشود و کارے از پیش نرود و سبب نزاع
آنکه ما فوق عقل است در حساب یکی از معقولات
بوجهی از وجوه تشبیه و محاکات پس این
شخص ما فوق عقل را از قبیل این معقول داند
و ازین مقوله شمارد و بضعف علاقهٔ محاکات
متفطن نشود و جمیع احکام آنرا مستصحب کند
و بحکمهائے بسیار ازین راه در ما فوق عقل
جزم نماید باز خود در وقت دیگر یا عاقل دیگر
بعض لوازم آن معقول نه دریابد پس عقیده
پارینه را درهم شکند و متحیر ماند یا جزم کند بکذب
آن عقیده و باشد که خودش در وقت دیگر
یا عاقل دیگر آن را از قبیل معقول دیگر گیرد و
در حساب آن دیگر شمارد و پس در میان
این دو فکر تناقض پدید آید و بحقیقت وی
از هیچ یک معقولات نیست این محاکات
تهمتے است که برو بسته اند یا تخیلے شعری
است که باوی یاد کرده اند منشاء نزاع نزدیک
تحقیق همین است و انجماعه بمنشاء نزاع متفطن
نشده همچنان در جنگ مقید باشند ه آن
یکی راهے زند مخلب * و آن دگر راهے زند
منقار * تابعان فلاسفه در عقاید مخالفه عقاید
انبیاء الله نزدیک من سگان اند بلکه کمتر از
از سگان سگ استخوان کهنه را بو می کنند و این
ناکسان استخوانها دو هزار سال میبویند ه

دو وقت مین اپنے سے آپ نزاع کرتا ہے اور عقدہ
حل نہین ہوتا اور کچھ پیش نہین چلتی اور نزاع کا سبب
عقل کے ما فوق سے اخذ کرتا ہے ایک معقولات کے
حساب مین کسی وجہ تشبیہ و محاکات کے ساتھ تو اوس شخص
نے ما فوق عقل کو معقول کی قسم سے جانا اور اس قبیلہ
سے گنا اور علاقہ محاکات کے ضعف کو دریافت نہ کیا
اور اوسکے تمام احکام کو لازم کرتا ہے اور اس راہ سے
بہت سے ما فوق عقل کے احکام یقین کر لیتا ہے پھر خود
ہی دوسرے وقت یا دوسرے عقلمند کے ساتھ اوس
معقول کے بعضے لوازم نہین پاتا تو پہلے عقیدہ کو توڑ
دیتا ہے اور متحیر رہجاتا ہے یا اوسکے جھوٹ ہونیکا یقین
کرتا ہے اور شاید کہ خود ہی دوسرے وقت یا دوسرے عاقل
کے ساتھ اوسے دوسرے معقول سے جانے اور اوسکو حساب
مین گنے تو ان دونون فکرون مین اپنی پہلا اور ابکی مین تناقض
واقع ہو اور در حقیقت وہ کسی معقولات سے نہین یہ محاکات
اوسپر ایک تہمت باندھی ہے یا ایک تخیل شعری ہے جسے یاد کیا ہے
تحقیق کے نزدیک منشاء نزاع کا وہی ہے اور وہ جماعت
منشاء نزاع کو نہین سمجھی اور وہین لڑتے ہین اشعار آن
یکی راہی زند مخلب * و آن دگر راہی زند منقار * فلاسفہ
کے تابع عقاید مین جو انبیاء اللہ کے عقاید کے مخالف
ہین میرے نزدیک کتے ہین - بلکہ کتون
سے بھی بدتر - اس لئے کہ کتا پرانی ہڈی
کو سونگھتا بھی نہین اور یہ نالایق دو ہزار
برس کی ہڈیون کو چاٹتے ہین - اور

* * * * * * * * * * * * * *

کلیہ نیست و از باب دعوۃ عظمے کہ از راہ
صورۃ نوعیہ سر برآوردہ است نیست بلکہ
ناموس خاص است بفرددون فرد و دعوت
صغری کہ از کوہ انانیۃ خاصہ او سر برآوردہ
و کلام شارع ہرگز بران معانی محمول نیست
لا صریحا ولا اشارۃ آری قومی این مطالب
را نزدیک استماع کلام شارع مستحضر میساختند
مانند استحضار کسے سرگذشت خود را نزدیک
استماع قصہ لیلی و مجنون بلکہ آنچہ ما ادراک
کردہ ایم آن است کہ مقصد شارع کتم این
اسرار است و تن زدن از ان تا ہر کہ
مستعد آن باشد بداند و ہر کہ مستعد نباشد
بر صرافت مزاج خود ماند جہل مرکب کہ داء
عضال است بہم نرساند رسائل و کتب
صوفیہ ہر چند بنسبت خواص کیمیائی است
عجیب التاثیر اما بہ نسبۃ عوام سم قاتل است
خدا رحم کناد کسے را کہ آنہا را از نظر غیر مستعدین
پوشیدہ سازد و چون طشت از بام افتاد
و کتم آن درین پارہ زمان متعسر شد داعیہ
الہیہ در دل این بندہ دغدغہ فرمود کہ
مدلول آن متمیز سازد و آن معارف را
تقریر کند بوجہی کہ کم کسی باین وضع تقریر
کردہ باشد و کم کسے بآن تصریح و تبیین سخن
گفتہ بود و بعد از ان گواہی دہد کہ مدلول شرع
نیست و حمل کلام شارع بر آن صحیح نیست

کلیہ سے نہین اور نہ باب دعوت عظمے سے جسنے صورۃ
نوعیہ کی راہ سے سر نکالا ہے بلکہ یہ ناموس خاص
ہے بفرددون فرد اور دعوت صغری سے جسنے
انانیت خاصہ کے آوزن سے سر نکالا ہے اور
کلام شارع کا ہرگز اون معانی پر محمول نہین نہ صریحًا
اور نہ اشارۃً ہان ایک لوگ ان مطلبون کو کلام
شارع کے سننے کے وقت مستحضر کرتی تھی جیسے
کوئی لیلی مجنون کا قصہ سنکر اپنی سرگذشت یاد
کرے بلکہ جو ہمنے ادراک کیا ہے وہ یہ ہے کہ
شارع کا مقصد ان اسرار کا چھپانا ہے اور انکے
بیان سے خاموش رہنا اسواسطے کہ جو مستعد ہوگا
وہ خود جان لیگا اور جو مستعد نہوگا وہ اپنی صرف
مزاج پر رہیگا کہ جہل مرکب کی بیماری لا دوا اور مہلک
ہین نہ پڑیگا رسالے اور کتابین صوفیہ کے ہر چند
خواص کیواسطے کیمیا ہین عجیب التاثیر لیکن عوام کے
واسطے زہر قاتل ہین خدا اوسپر اپنی رحمت نازل
کرے جو اون کتابونکو غیر مستعدونکی نظر سے چھپائین
اور جب یہ نوبت ہوئی کہ طشت از بام افتاد اور
اونکا چھپانا اس جزو زمان مین دشوار ہوا داعیہ
آلہیہ نے اس عاجز کے دل مین دغدغہ فرمایا ——
کہ اوسکا مدلول متمیز کرے اور اون معارف کو بیان
کرے ایسی وجہ سے کہ اور کسینے اوس وجہ سے کم بیان
کیا ہو اور کم کسینے اوس تصریح و بیان سے کلام کیا ہو اور اسکے
بعد گواہی دی کہ شرع کا مدلول نہین اور شارع کا
کلام اوسپر حمل کرنا صحیح نہین * * * * *

الا بطریق اعتبار ذلک تقدیر العزیز العلیم
هر چند این سخن امروز بر بسیاری از صوفیه
دشوار خواهد بود اما مرا کاری فرموده‌اند بر
حسب آن میگویم مرا باز ید و عمرو کار نیست
گر طمع خواهد ز من سلطان دین + خاک
بر فرق قناعت بعد ازین + باید دانست که
در معارف متعلقه باین لطایف کامنه بسبب
غموض شده غلط بسیار واقع شده و سالکان
را اضطراب عظیم روی داده و هر جانب
دست و پا زدند و تبلیغ متکلم شدند و ما را
مناسب آن مینماید که نخست بر سبب چندین
غلط متنبه سازیم بعد ازان اگر وقت وسعت
نمود بحل بعض اغلاط نیز متوجه شویم و الا آنچه
اصل الاصول است ترک نکرده باشیم
بدان اسعدک الله و بصرک بحقائق الامور
کما هی حس ظاهر را از سمع و بصر و غیر آن
مدرکی هست خاص و آن الوان و اشکال
و مقادیر و اصوات است چون آن
حس ظاهر را در غیر آن مدرکات صرف
نمائیم هیچ ادراک نکند بلکه غیر آن نزدیک
آن حس معدوم محض باشد مثلاً اگر بصر را
در پی ادراک جوع یا غضب یا خجل فرستیم
آنرا معدوم محض داند و هیچ ازان هدیت
نیارد و باشد که دلیلی بر عدمیت آن اقامت
کند گوید شئ موجود یا سرخ است یا سبز یا

مگر بطریق اعتبار کے ذلک تقدیر العزیز العلیم ہر چند
یہ بات آج کل صوفیوں کو بہت ناگوار ہوگی مگر ہمیں
جو کام فرمایا ہے اوسکے موافق کہتے ہیں ہمیں زید و
عمرو سے کیا کام شعر گر طمع خواہد ز من سلطان دین
خاک بر فرق قناعت بعد ازین + جاننا چاہیئے کہ
ان لطائف کامنہ کے متعلق معارف ہیں بسبب شدت
بہت باریک بینی کے بہت غلطیاں واقع ہوئیں
ہیں اور سالک انہیں بہت مضطرب ہوئے ہیں
اور بہت ہاتھ پاؤں مارے ہیں اور تنگ بول اوٹھے
ہیں اور ہمیں ایسا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پہلے ان
غلطیوں سے آگاہ کر دیں اسکے بعد اگر وقت میں
گنجائش ہو تو بعضی غلطیوں کو حل کریں اور نہیں تو
اصل الاصول تو ترک نہو جاوے بدان اسعدک اللہ
و بصرک بحقائق الامور کما ھی کہ حس ظاہر کے لئے
سننے دیکھنے وغیرہ سے ایک مدرک خاص ہے
وہ کیا ہے رنگ و شکل و مقدار و آواز ان حس ظاہر کا
یہ مدرک خاص ہے تو جب ان حواس ظاہر کو سوا اونکی
مدرکات خاص کے اور میں صرف کریں تو اونکو کچھ
مدرک نہیں ہوتا بلکہ جس حس کا جو مدرک خاص ہے
اوسکے سوا اوسکے نزدیک معدوم محض ہے مثلاً
اگر ہم چاہیں آنکھ سے بھوک یا غصہ یا خجالت دیکھیں
تو آنکھ کے نزدیک وہ معدوم محض ہے کچھ اوسے
ادراک نہیں ہوتا اور ممکن ہے کہ اوسکے عدم کی
دلیل قایم کرے اور یہ سکھے کہ شئے موجود یا سرخ یا
سبز یا +

بگوش ایشان رسیده است و مراعات
معاش و اقامت طاعات بدنیه در شرع
برائے آنست که همه کس آن عمل را نتیواند
بجا آورد و ما لا یدرک کله لا یترک کله آن حکم
عزیمت دارد که مطلوب اولی است و این
حکم رخصت دارد که مبنی بر اعذار عباد ست
و بعضے گویند که غیر آنچه ظاهر شرع برآن دلالت
مے کند چیزے مطلوب نیست و اثبات
آن مخالف شرع است و سخن گفتن در
معارف این لطائف خفیه نوعی از زندقه
ست و ما میگوئیم مطلوب باعتبار صورة
نوعیه انسان بجز تهذیب جوارح باعمال و
تهذیب لطائف بارزه باحوال و مقامات
نیست نوع انسان بوجهی واقع است که
سعادة او توجه باین تجلی و بملاء اعلی باشد
و شقاوت او اعراض ازینها و افراد انسان
بوجهی افتاده بودند که جمهور ایشان در عالم
برزخ و ما بعد آن معذب شوند و راه
نجات ازان مهلکه بمحض فکر ایشان میسر نبود
کریم جل جلاله بفضل و کرم خود کارسازی
ایشان کرد و بجائے ایشان راهی تعین
فرمود و ترجمان لسان غیب که حضرت
پیغامبر است از جنس ایشان بایشان
فرستاد تا نعمت تمام شود و ربوبیتے
که اولا مقتضی ایجاد ایشان بود دیگر بار ست

اُنکے کانونمین پہنچا دئے ہین اور معاش کی رعایت
اور اقامت عبادات بدنیہ شرع مین اسلئے ہے کہ ہر
شخص اُس عمل کو بجا نہین لاسکتا اور وما لا یدرک
کله لا یترک کله اور وہ عزیمت کا حکم رکھتی ہے کہ
مطلوب اولی ہے اور یہ رخصت کا حکم رکھتی ہے کہ
اوسکی بنا بندونکے عذر پر ہے اور بعضے کہتے ہین کہ نہین
جسپر ظاہر شرع دلالت نہ کرے وہ مطلوب ہی نہین
مطلوب وہی ہے جسپر ظاہر شرع دلالت کرے
اور اُوسکا اثبات مخالف شرع ہے اور کلام کرنا
ان معرفتون مین لطایف خفیہ کے ایک طرحکا زندقہ
ہے اور ہم کہتے ہین کہ مطلوب باعتبار صورت نوعیہ
انسان کے سوائے تہذیب جوارح اعمال کے اور
تہذیب لطایف بارزہ کے احوال سے اور مقامات
کے نہین ہے انسان کی نوع ایسی وجہ سے واقع ہوئی
ہے کہ اوسکی سعادت اس تجلی سے متوجہ ہونے
اور ملاء اعلی سے متوجہ ہونے مین ہے اور اُوسکی
بدبختی انسے منہ پہیرنا اور افراد انسان ایسے وجہ مین
پڑ گئی تھی کہ تمام یہ عالم برزخ مین اور قیامت مین
معذب ہون اور نجات کے راہ اُوس عذاب سے
فقط انکی فکر سے میسر نہ تھی خدا جل جلالہ نے اپنے فضل و
کرم سے اُنکی کارسازی کی اور انکو واسطے راہ مقرر
کی اور زبان غیب کا ترجمہ کرنے والا یعنے حضرت پیغمبر
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انکو جنس سے اونکو بہیجا تاکہ نعمت
پوری ہوجاوے اور جو ربوبیت پہلے انکی پیدا کرنے
کی مقتضی ہوئی تھی وہ اُونکی پہر دستگیری • •

ایشان گرفتہ باشد پس صورۃ نوعیہ انسان
بلسان حال خود غیر از شرع و تہذیب جوارح
و لطایف بارزہ از مبدا فیاض دریوزہ
نکردہ است و احکام غیر اینہا بر افراد نوع
باقتضائے نوع و بحکم سریان خواص آن
لازم نیست و آنچہ لازم است از شرع و
تہذیب لطایف بارزہ حامل آن بالاصالہ
صورۃ نوعیہ است گو در ضمن افراد تقاضا کردہ
است و خصوصیتہ افراد را در آنجا دخلی نیست
و فناء وجود روحانی و بقاء لاہوت و استہلاک
لطایف بارزہ در حکم لطایف کامنہ مطلوب
باعتبار نوع نیست بلکہ گاہے مطلوب
میشود باعتبار خصوصیتہ بعض افراد کہ در غایتہ
علو و لطافت مخلوق شوند و در ایشان
میل طبیعی باین مقامات ودیعت نہند و
شوق و قلق برائے آن الہام فرمایند و از
راہ خصوصیتہ فردیہ ایشان را بسوئے آن
دعوت کنند و ایشان سعیا علی الوجہ او
مشیا علی الراس بر آن جانب شتابند و چون
در حکمت حکیم جل جلالہ توفیر است بر ہر کہ
مستعد کمالی باشد حقیقت و خواص آن
کمال را کلا نمد ہؤلاء و ہؤلاء من عطاء
ربک و ما کان عطاء ربک محظورا لابد راہ
را بر ایشان سہل کنند و بمقصد واصل سازند
حاش للہ ثم حاش للہ این حکم از نوامیس

کرے تو صورت نوعیہ انسان نے زبان حال
سے سوائے شرع کے اور تہذیب جوارح کے
اور لطایف بارزہ کے مبدء فیاض سے اور
کچھ نہین مانگا اور احکام اونکے سوا افراد نوع پر
بموجب مقتضائے نوع کے اور بحکم سریان خواص کے
لازم نہین اور وہ جو لازم ہے شرع سے اور تہذیب
لطایف بارزہ سے اوسکے حامل بالاصالت صورت
نوعیہ ہے گو افراد کے ضمن مین تقاضا کیا ہے اور
افراد کی خصوصیت کو وہان کچھ دخل نہین۔ اور
فنائے وجود روحانی اور بقاء لاہوت اور مستہلک
ہونا لطایف بارزہ کا لطایف کامنہ کے حکم مین
مطلوب باعتبار نوع کے نہین ہے بلکہ کبھی مطلوب
ہوتا ہے باعتبار خصوصیت بعض افراد کے جو نہایت
علو اور لطافت مین مخلوق ہوں اور اونمین میل طبعی
ان مقامات کی امانت رکھنی اور شوق و قلق اوسکے
واسطے الہام فرماوین اور خصوصیت فردیہ کی راہ سے
اونکو اوسکی طرف دعوت کرین اور یہ منہہ کے بل یا سر
کے بل اوس طرف دوڑین اور حکیم جل جلالہ کی حکمت
مین جو توفیر ہے جو شخص کسی کمال کا مستعد ہوتا ہو اس
کمال کی حقیقت اور خواص کلا نمد ہؤلاء و ہؤلاء
من عطاء ربک و ما کان عطاء ربک محظورا
تو ضرور اوسکو راہ کشادہ اور آسان کر دیتے
ہین اور مقصد کو پہنچا دیتے ہین حاش
للہ ثم حاش للہ۔ یہ حکم ناموسون

* * * * * * * * * * * *

[illegible]

اینجا اشتباہی عظیم است کہ حل آن بجز از
اصحاب تمکین مطلق نیاید و آن آنست کہ دواعی
الٰہیہ گاہے از احیاز شاہقہ نباشد بلکہ در
عالم امثال در وقتے از اوقات آن داعیہ
مانند ہیکلی عظیم متمثل شود و بعض نفوس بشریہ
جزئیہ فرو ریزد و وے درمیان داعیہ ناشیہ
از احیاز شاہقہ برائی نفس بخصوصہا درمیان
داعیہ ناشیہ از عالم مثال برائے ہر نفسے
کہ باشد اگرچہ بحسب اتفاق این نفس حائل
آن شد فرق نکند ویکے را بجائے دیگر گیرد
و کامل را چون داعیہ از احیاز شاہقہ بخصوص
نفس وی متوجہ شود جمیع اعضاء شخص اکبر
بحکم مشابہۃ مصلحت کلیہ از ان داعیہ ممتلے
گردد و نجی واسع از عالم امثال بعقل و قلب
این کامل کشادہ گردد و این معنی اشتباہ
را دو بالا ساخت و راہ تمیز را تنگ تر شود
و غلبہ ذات خود تحت عبارت نمی آید و
عقول را دراک امثال این معانی بجز
حرمان نصیبہ نیست اما آنچہ مقدور است این
دو سہ کلمہ است چنانکہ حجر بہت سری است
منشعب از ذات و این انشعاب امری
است معلوم الانیۃ مجہول الکیفیۃ ہمچنان
از حجر بہت سری منشعب میگردد معلوم
الانیۃ مجہول الکیفیۃ و جمیع لطایف ظاہرہ
و باطنہ را میگردد بہ جمیع لطایف حتے بر

اور اس مقام مین ایک بہت بڑا اشتباہ ہوتا ہے
جسکا حل کرنا سوائے اصحاب تمکین مطلق کے نہین ہوسکتا
اور وہ اشتباہ بہت بڑا یہ ہے کہ دواعی الٰہیہ کبھی
مقامات بلند سے نہین ہوتی بلکہ عالم مثال مین کسی
وقت وہ داعیہ مانند ہیکل عظیم کے متمثل ہوتے ہین اور
بعضے نفوس بشریہ جزئیہ پر گرتے ہین اور وہ شخص اوس
داعیہ مین جو ظاہر مقام بلند سے واسطے نفس کے خصوصا
ہے اوسمین اور اوس داعیہ مین جو عالم مثال سے
ظاہر ہوتا ہے جس نفس کے واسطے کہ ہو اگرچہ بحسب
اتفاق یہ نفس اوسکا حائل ہو اوسمین کچھ تمیز نہین کرتا
اور ایک کو دوسری کی جائے اور دوسرے کو
ایک کی جائے جانتا ہے اور کامل کو جو داعیہ احیاز
شاہقہ سے مخصوص اوسکے نفس کے متوجہ ہوتا ہے
تو تمام اعضاء شخص اکبر کے بحکم ہمراہی مصلحت کلیہ کے
اوس داعیہ سے پر ہو جاتے ہین اور ایک راہ واسع
عالم مثال سے عقل و قلب مین اوس کامل کے کشادہ
ہو جاتی ہے اور اس امر نے اشتباہ کو دو بالا کر دیا
اور تمیز کی راہ کو اور زیادہ تنگ کر دیا اور ذات کا
غلبہ عبارت کے تحت مین آ نہین سکتا اور ایسی امور کے
ادراک سے عقلین محروم ہین سوائے محرومی کے کچھ نصیب
نہین لیکن وہ جو قدرت مین ہے یہ دو تین کلمہ ہین جیسے حجر بہت
ایک سر ہے ذات بحت سے منشعب اور یہ انشعاب ایک
امر ہے معلوم الانیۃ مجہول الکیفیۃ اسیطرح حجر بہت سے
ایک سر ہے منشعب معلوم الانیۃ مجہول الکیفیۃ اور سب
لطایف ظاہرہ و باطنہ کو گھیر لیتا ہے اور سب لطایف پر تنگ

جوارح نیز غالب می آید و مسلط میشود و بوجہ
من الوجوہ المحاکاۃ مین خودش میسازد یا
برنگی از خودش رنگین مینماید الی غیر ذلک
من التعبیرات المناسبۃ ولطایف را بواسطہ
این سر منشعب از حجر بہت و خود حجر بہت
نیز با انانیہ کبری ارتباط خاص واقع میشود
مثل وی مثل آفتاب است کہ بر شیشہائی
مختلفۃ الہیئات والتقادیر والالوان بتابد
وہمہ آن شیشہا شعشان عجیب پیدا کنند و
نوری متصل ازان متولد گردد یا مثل یاقوتی
سفیدی کہ در وسط جسم بلوری مرکوز کنند و
رنگ آن یاقوت در جمیع اجزا جسم بلوری
سرایت کند و اگر حقیقۃ حال را بکاوی غلبہ
آثار و غلبہ ذات در اصل یکی است فرق
بقلت غلبہ و کثرۃ غلبہ است در وقت
قلت بجز در امتزاج احکام وی یا احکام
عالم نتوان شناخت و در وقت غلبہ احکام
وی را بغیر امتزاج ظہوری باشد و اللہ اعلم
بالجملہ زیادہ ازین بیان فائدہ ندارد پس
اولی و آخری آنست کہ ازین ورطہ رجوع
کنیم و بعض مباحث ضروریہ این لطایف
مشغول شویم سہ قلم بوقلمون در کف اندیشہ
گداخت + رنگ آخر شد و نیرنگ تو بتصویر
نشد + باید دانست ہم چنانکہ اعمال جوارح
ظاہر و روشن و محسوس است و احوال نفس

کہ جوارح پر بھی غالب آتا ہے اور مسلط ہو جاتا ہے اور
وجوہ محاکات کے کسی وجہ سے عین اپنا بنا لیتا ہے
یا اپنے رنگ مین رنگ لیتا ہے الی غیر ذلک من
التعبیرات المناسبۃ اور لطایف کو بواسطہ اس سر
کے جو حجر بہت سے منشعب ہے اور خود حجر بہت کو
بھی انانیت کبری سے ارتباط خاص واقع ہوتا ہے
اوسکی مثال ایسی ہے جیسے آفتاب ایسی شیشون پر
جنکی شکلین اور مقدار اور رنگ جدا جدا ہون چمکے اور
وہ سب شیشے عجب چمک پیدا کرین اور ایک نور
متصل اوس سے پیدا ہو یا ایسے جیسے ایک یاقوت
روشن بلوری جسم کے درمیان جماوین اور اوس یاقوت
کا رنگ ساری اوس جسم بلوری مین سرایت کر جاوے
اور جو حقیقت حال سے کریدو تو غلبہ آثار و غلبہ ذات
اصل مین ایک ہین فرق کمی غلبہ و کثرت غلبہ مین ہے
قلت کے وقت تو امتزاج کے درمیان کے سوا اوسکے
احکام یا عالم کے احکام نہین پہچان سکتے اور کثرت
غلبہ کے وقت اوسکے احکام کا بدون امتزاج
کے ظہور ہوتا ہے واللہ اعلم الحاصل اس سے زیادہ
بیان مین فائدہ نہین تو اولی اور انسب بھی ہے کہ
اس گفتگو سے ہم خاموش ہون اور جو ان لطایف کے
بحثین ضروری ہین اونہین بیان کرین شعر قلم بو
قلمون در کف اندیشہ گداخت + رنگ آخر شد و
نیرنگ تو تصویر نشد + جاننا چاہئے کہ جیسے جوارح کے
اعمال ظاہر و روشن و محسوس ہین اسی طرح احوال
نفس +

خفیہ و این غلبہ دو قسم است یکی غلبہ آثار
و دیگر غلبہ ذات غلبہ آثار آنست کہ رنگ
انانیۃ مطلقہ بر انانیۃ خاصہ مترشح گردد و
نداوتے از کون مطلق از راہ مسامات این
لطایف در کون خاص سرایت کند و بوجہی
از وجوہ تشبیہ و محاکات احکام عالم
اطلاق در عالم تعین فرو ریزد و چنانکہ سودا
را نیز این نسبت و عند و صفرا را با آتش و
بلغم را باب و چنانکہ در حقیقت انسان
لطیفہا اند کہ بشیاطین و بملایکہ و بفحول بہایم
و با جسام نامیہ نسبتہ کردہ میشود نہ بوجہی
از وجوہ محاکاۃ ہمچنان بعض علوم و حالات
در انانیۃ خاصہ یافتہ میشود کہ بوجہی از وجوہ
محاکاۃ منسوب باشد با نانیۃ مطلقہ و سرایت
باشد از آنجا و علاقہ بود تا آنجا الی غیر ذلک
من التعبیرات المناسبۃ بہذا المعنے و عمدہ
ترین این احکام دیدن عالم است در حق
یا دیدن حق در عالم یا نظر پوشیدن و
ذہول ورزیدن از عالم در شہود حق یا
منکشف شدن نظام کلی بوجہی از وجوہ
و آن دو اول متحقق نشود تا آنکہ ہر دو حکم
باہم ممتزج نشود اگر حکم کون مطلق فقط
بودی خصوصیات عالم مشہود نشدی و
اگر حکم کون خاص فقط بودی حقیقہ مطلقہ
مرئی نشدی این با این مے آمیزد۔ و

خفیہ کے اور یہ غلبہ دو قسم ہے ایک غلبہ آثار اور دوسرا
غلبہ ذات غلبہ آثار تو وہ ہے کہ انانیت مطلقہ رنگ
انانیت خاصہ پر مترشح ہو اور کون مطلق کی نداوت یعنی تر
رساؤ ان لطایف کے مسامات کی راہ کون خاص میں
سرایت کرے اور کسی وجہ وجوہ تشبیہ سے محاکات سے
احکام عالم اطلاق عالم تعین میں نیچے گرے جیسے سودا
کو زمین سے نسبت دیتے ہیں اور صفرا کو آتش
سے اور بلغم کو پانی سے اور جیسے انسان کی حقیقت
میں بہت لطیفے ہیں کہ شیاطین اور ملائکہ اور
فحول بہایم سے اور اجسام نامیہ سے نسبت کئے
جاتے ہیں کسی نہ کسی وجہ وجوہ محاکات سے اسی
طرح بعضے علوم و حالات انانیت خاصہ میں پائی جاتی
ہیں کہ کسی وجہ سے وجوہ محاکات سے منسوب
ہوتی ہیں انانیت مطلقہ سے اور سرایت ہوتی ہیں
وہاں سے اور علاقہ ہوتے ہیں وہاں تک الی
غیر ذلک من التعبیرات المناسبۃ بہذا المعنے
اور سب سے عمدہ احکام سب عالم کو حق
میں دیکھنا یا حق کو عالم میں دیکھنا یا آنکھیں بند
کر لینی اور بھول جانا عالم کو حق کے شہود
میں یا منکشف ہونا نظام کلی کا کسی نہ کسی وجہ
سے اور وہ دونوں پہلے متحقق نہیں ہوتے
جب تک دو نو حکم ممتزج نہوں اگر حکم کون مطلق
ہوتا تو عالم کے خصوصیات مشہود نہوتے اور
جو حکم خاص فقط ہوتا حقیقت مطلقہ دکھائی نہ
دیتی یہ اُس سے ملکر * * * * * * *

طراحی عجیب سگیند واکثر جو شهائی صوفیه و
شطحیات ایشان از باب حلوله و اتحاد در
همین امتزاج است سالک چون حق را
در حق دید با این خیالات چه کار دارد و
از آن نیز عمده تر انتقال داعیه الٰهیه است
از تجلی اعظم یا از صلب نفس کلیه یا از جائی که
تعدد تجلی و نفس کلیه را گنجایش ندارد و آنجا
همه وحدت در وحدت است و بساطت در
بساطت پس این داعیه الٰهیه از احد این احیاز
عالیه فرو ریزد و با انانیة خاص در آویزد
و با این جوهر حباب در آمیزد و این شخص
مانند جارحه باشد منسبته مصلحت کلیه و تدبیر
اکبر و در عقل و نفس و قلب حالتے متکون
شود که در اصل از قبیل حالات نفسانیه
است ولیکن اشبه شئی است بحالات ملاء
اعلی و بمقتضائے تدبیر کلی نفوس بنی آدم را
بسوئے وے متوجه سازند و رنگی موافق
شان تجلی اعظم که در قلب شخص اکبر است
کما قال عز من قائل کل یوم هو فی شان
مردان از جانب این نفس رسانند و آن
شخص را کامل گویند و آن رنگ فائض ملتی
باشد یا علمے جدید یا طریقے از طرق سلوک
یا رفع مظالم و تغییر رسوم و عادات ایشان
صاحب ملت نبی باشد از اولوالعزم و
صاحب رفع مظالم خلیفة الله باشد و

عجیب طراحی کرتے ہین اور اکثر صوفیہ کے جوش
اور اونکے شطحیات از قسم حلول و اتحاد اسی امتزاج
مین ہین سالک نے جب حق کو حق مین دیکھا پھر
اون خیالات سے کیا کام اوسے اور اوس سے
بھی بہت عمدہ داعیہ الٰہیہ کا انتقال ہے تجلی اعظم
سے یا صلب نفس کلیہ سے یا وہان سے جہان
تعدد تجلی اور نفس کلیہ کی گنجایش نہین اور وہان
سب وحدت در وحدت ہے اور بساطت در
بساطت تو داعیہ الٰہیہ انہین سے کسی ایک حیّز عالیہ
سے نیچے گری اور انانیت خاص پر پڑی اور
اس جوہر حباب سے ملجاوے اور یہ شخص مانند
جارحہ کے ہو بہ نسبت مصلحت کلیہ و تدبیر اکبر اور
عقل و نفس و قلب مین ایک ایسی حالت متکون
ہوجاوے کہ اصل مین حالات نفسانیہ کی قسم سے
ہے مگر بہت مشابہ ہے حالات ملاء اعلی سے
اور تدبیر کلی نفوس بنی آدم کے مقتضا سے اوس
کی طرف متوجہ کرتے ہین- اور ایک رنگ
موافق شان تجلی اعظم کے جو شخص اکبر کے قلب
مین ہے لوگون مین اس نفس کی طرف سے
پہنچاتے ہین جیسے خدا نے فرمایا ہے کل یوم هو
فی شان اور اوس شخص کو کامل کہتے ہین اور وہ
رنگ ملت کا فائض ہوتا ہے یا کسی علم جدید کا
یا کسی طریق کا سلوک کے طریقون مین سے یا رفع
مظالم یا رسمین اور عادتین بدلنے کو تو صاحب ملت
نبی ہوتا ہے اولوالعزم اور جو رفع مظالم کرے وہ خلیفہ

میان خود مے بینند بمنزلهٔ آنکه بحدیث نفس
دیگر را مے کشد و از یک خطره قبض و از
دیگر نشاط بدست می آید و این حالت را
تجلی ذات گویند و ایفاء حقوق آن درین
نشاه بلکه در آن نشاه نیز میسر نیست و لهذا
گفته اند سه توحید ایاه توحید * و توحید من
وحده الحد * اما رنگی از ان حالت بر روئے
کار مے آید و چیزے از پس پرده عیناً بعد
عین متجلی میشود و انشاء الله تعالی بعد خلع
جلباب عنصری واضح تر گردد سه حجاب
چهره جان میشود غبار تنم * خوش آن زمان
که ازین چهره پرده برفگنم * طرفه حالی است
میدانیم که حقوق این مقام مقدور نیست
و نیز میدانیم که احاطه آن کرده ایم و بذروهٔ
سنام آن رسیده ایم هر چند عقل از تعبیر آنچه هست
قصور میکند و زبان از تقریر آن منعجم میگردد
این غیر آنست که در جوش و خروش محبت
گفته شد آنهمه ظل بود و این همه اصل آن همه
گفتار بود و اینهمه کردار آنهمه خبر بود و این
همه مخبر عنه و فناء وجود روحانی و بقاء لاهوتی
عبارت از غلبه کردن حق است بر کون خلق
معنی این کلام راجع است بغلبه لطیفه خفیه
بر جمیع لطایف یا لطیفه نور القدس باللطیفه
محبت و ارتباط خاص پیدا کردن سایر
لطایف با انانیة کبری در ضمن این لطایف

اپنے سے دیکھتا ہے اس امر کے بمنزلہ کہ ایک حدیث
نفس کی دوسرے کو کھینچ لیتی ہے اور ایک خطرہ
سے قبض اور دوسرے سے نشاط حاصل ہوتی ہے
اور اس حالت کو تجلی ذات کہتے ہیں اور اوسکے
حقوق کو وفا کرنا اس نشاہ میں بلکہ اوس نشاۂ
میں بھی میسر نہیں اور اسی سبب کہا ہے توحید ایاہ
توحید * و توحید من وحدہ الحد * مگر ایک رنگت
اوس حالت سے ظاہر ہوتی ہے اور کچھ پس پردہ سے
وقتاً فوقتاً متجلی ہوتا ہے اور انشاء اللہ بعد عنصری چادر
کے اوترنیکے زیادہ واضح ہوگا سہ حجاب چہرہ جان
میشود غبار تنم - خوش آن زمان کہ ازین چہرہ پردہ برفگنم
عجیب حال ہے ہم جانتے ہیں کہ ایفائے حقوق
اس مقام کے ہمارے مقدور سے باہر ہے اور
یہ بھی ہم جانتے ہیں کہ ہمنے اوسکا احاطہ کر لیا ہے
اور بلندی مقام کو ہم پہنچگئے ہیں - ہر چند اوسکے
بیان کرنے سے عقل جو کچھ ہے قصور کرتی ہے اور زبان
اوسکی تقریر سے گونگی ہے اور یہ اوس کے سوا ہے جو
محبت کے جوش و خروش میں کہدیا گیا ہے وہ سب
تو ظل تھا اور یہ اصل اور وہ سب تو گفتار تھی اور یہ
کردار اور وہ سب خبر تھی اور یہ مخبر عنہ اور فنائے وجود
روحانی و بقائے لاہوت کہتے ہیں حق کے غلبہ کرنے کو خلق
کے کون پر اور اس کلام کے معنے راجع ہیں لطیفہ
خفیہ کے غلبہ کرنیکی طرف تمام لطائف پر یا لطیفہ نور القدس
باللطیفہ محبت کا غلبہ اور ارتباط خاص پیدا کرنا تمام لطائف
کا انانیت کبری سے ضمن میں ان لطائف * * *

منتہی شود بحقیقتے مطلقہ کہ تعین ہمہ متعینات
دراوست وگاہے انتقال بعض دواعی
کلیہ نیز باشد پس نخست یکے از دو مقام پیش
آید یا این است کہ خود را بقصد اول بیند
وحقیقہ مطلقہ را بقصد ثانی در میان خود و
شمول خود یا این است کہ حقیقہ مطلقہ
بقصد اول ادراک کند و خود را و جمیع عالم را
قایم باو از قبیل اعراض قایم بجوہر یا از قبیل
اعتبارات ناشیہ از موجود فی الخارج یا از
قبیل صور عارضہ بر مادہ در تکون و بروز
و ثانیا نظر ازین حساب بکلی مصروف گردد
باقی نماند الا حقیقہ مطلقہ و درانیجا نیز یکے
از دو احتمال باشد یا این است کہ انانیۃ
مطلقہ بجائے انانیۃ خاص قایم شود و آن
انانیۃ خاص را انانیۃ مطلقہ داند یا این
است کہ از انانیۃ خاصہ ذہول ورزد
و نفیا و اثباتا متعرض آن نشود نہ انانیۃ مطلقہ
را بجائی او نہد و نہ جداگانہ آنرا بیاد آرد
و این را در عرف اہل سلوک تجلی ذات گویند
و منتہی بصیرت عارف و مطمح نظر او در این
حالت نفس کلیہ باشد و ازینجا صعود کند
بذات بحت و چیزی از آن بدستش آید
نداند کہ برائے آن چہ عبارت گوید
آن خواب فراموش را بچہ اسلوب بیان
کند و آن ورا الورا را بچہ نوع تصور نماید

منتہی ہوتی ہے حقیقت مطلقہ پر جسمین تمام متعینات
کا تعین ہے اور کبھی انتقال بعضی دواعی کلیہ اور علوم
کلیہ کا بھی ہوتا ہے تو پہلے ان دو مقاموں مین سے
ایک مقام پیش آتا ہے یا تو یہ کہ اپنے تئین پہلے قصد
مین دیکھے اور حقیقت مطلقہ کو قصد ثانی مین اپنے اور
شمول اپنا یا یہ ہے کہ حقیقت مطلقہ کو پہلے قصد
مین ادراک کرے اور اپنے تئین اور ساری عالم کو اُس
سے قایم دیکھے جیسے جوہر کے ساتھ اعراض قایم
ہوتے ہین یا از قسم اعتبارات جو موجود فی الخارج سے
ظہور کرین از قسم صورتون کے مادہ کو ساتھ کُمُون و
بروز مین اور دوسری اِس حساب سے نظر بالکل مصروف
ہو جاتی ہے اور کچھ باقی نہین رہتا مگر حقیقت مطلقہ اور
اور یہان بھی دو احتمالون سے ایک ہوگا یا یہہ
ہوگا کہ انانیت مطلقہ بجائے انانیت خاص کے قایم ہو
اور اوس انانیت خاص کو انانیت مطلقہ جانے یا یہہ
کہ انانیت خاص کو بھول جاوے اور اوسکے نفی
و اثبات سے کچھہ متعرض نہو نہ انانیت مطلقہ کو بجائے
اوسکے رکھے اور نہ جداگانہ اوسکو یاد کرے اور اوسکو
اہل سلوک کے عرف مین تجلی ذات کہتے ہین اور عارف
کا منتہائے بصیرت اور عارف کا مد نظر اس حالت مین نفس
کلیہ ہے اور یہان سے صعود کرتا ہے ذات بحت کی
طرف اور وہان سے اوسی دہ کچھہ ہاتھ آتا ہے کہ وہ
نہین جانتا کہ اوسے کیا کہے اور اوس خواب فراموش
کو کسے اسلوب سے بیان کرے اور اوس ورا الورا
کو کس نوع تصور کرے

و امتزاج پیدا کرده اند یعنی بجائے ماده و یکی
بجائے صورة نفس ناطقہ کہ حبابی است
برآمده از سطح نفوس ارضیہ بمنزلہ ماده است
و روح سماوی کہ حبابے است برآمده از سطح
عالم مثال بمنزلہ صورة چنانکہ مصوری صورتے
در خاطر خود منقوش میگرداند و آن صورة
منکشاف صورتے است حقیقتے موجود بوجود
مطلق نہ ذہنے و نہ خارجے بلکہ بوجودی کہ
منشار انتزاع آن خروج حصہ ایست از
تقاسیم مصلحة کلیہ و قایم تدابیر نفس کلیہ است
بعد از ان موم را از حالی بحالے میگرداند تا آنکہ
موافق آن صورت منتقشہ در ذہن سازد ہمچنان
حکیم علی الاطلاق نفوس را از حالی بحالی تحویل
فرمود تا آنکہ حاصل شد نفس ناطقہ موافق ہمان
صورة مثالیہ کہ پیش از وجود نفس ناطقہ سالہائے
بسیار ظاہر شدہ بود و سنة اللہ بران جاری
شده است کہ ہمیشہ صورة ظاہر الحکم باشد
و ہیولی مستور الحکم عشق معشوقان نہان
است و ستیز عشق عاشق با دو صد طبل نفیر و
ہذا اول سیری کہ عارف را سیر میشود ذہاب
بسوئے تجلی اعظم است و آخرین سیر او ذہاب
بسوئے انانیة مطلقہ است و در دل این روح
علوی نقطہ شعشانیہ نہاده اند وے بمنزلہ
روح این روح است و این روح بمنزلہ
جسد او و آن نقطہ را حجر بہت گویند و تفصیل

اونمین امتزاج اور ارتباط کمال ہے کہ ایک بجائے مادہ
کے اور دوسرا بجائے صورت نفس ناطقہ کہ جو ایک حباب
ہے واقع ہوا ایک سطح سے نفوس ارضیہ کے بمنزلہ
مادہ کی ہے روح سماوی کہ ایک حباب ہی سطح عالم مثال
سے ہے بمنزلہ صورت کہ جیسے کوئی مصور کسی صورت کو
اپنی خاطر مین منقوش کرتا ہی اور وہ صورت ایک صورت
کے کشاف ہے حقیقی موجود بوجود مطلق نہ ذہنی نہ خارجی
بلکہ اُس وجود سے کہ اوسکو خروج کا منشار انتزاع ایک
حصہ ہے تقاسیم مین سے مصلحت کلیہ کے اور قایم نفس
کلیہ کے ذات سے ہی پہر وہ مصور موم کو ایک حال سے
دوسری حال مین کرتا ہے یہانتک کہ اوسکو موافق
اوس صورت کے جو اوسنے ذہن مین منقوش کی تھی
بنالیتا ہے اسیطرح حکیم علی الاطلاق نے نفوس کو
ایک حال سے دوسری حال مین تحویل کیا یہانتک کہ
نفس ناطقہ حاصل ہوا موافق اوس صورت مثالیہ کے جو
نفس ناطقہ کے وجود سے بہت برسون پہلے ظاہر
ہوئی تھی اور سنة اللہ یون جاری ہوئی ہے کہ ہمیشہ
صورت ظاہر الحکم ہو اور ہیولی مستور الحکم معشوقونکا
عشق پوشیدہ ہے اور عاشق کا عشق سینکڑون
نقارون کے ساتھ شور کرتا ہے اور اسی سبب جو
عارف کو پہلے سیر ہوتی ہے وہ جانا
ہی تجلی اعظم کی طرف اور عارف کی آخری سیر جانا
ہے طرف انانیة مطلقہ کے اور اس روح علوی
کے دلمین ایک نقطہ شعشانیہ رکھا ہے وہ بمنزلہ روح
کے ہے اس روح کا اور یہ روح اُس روح کا جسم ہی اور اُس

آن نقطه را این رساله گنجایش ندارد الّا این
قدر که گوئیم ذات بحت نمونه خود ودیعت
نهاده است یا گوئیم خاصه ذات بحت است
که در یک مرتبه بصرافت هویه خود باشد باز
در مراتب دیگر باوجود بحتیه خود تنزل فرماید
و بحتیه او در عین تنزل از دست نرود
بخلاف سایر اشیا که در آنجا بحتیه منافی
تنزل است یا گوئیم عارف را چون نظر خود بخود
افتد و در اصل اصول خودش خوض نماید
منتهی نظرش نقطه شعشانیه ذاتیه بود و وے
پندارد که این نقطه درمیان روح وے
است و وی فی الحقیقه در مقر عزت و حیز
بساطه خود است این مشت خاک را کو امکان
که آن عزیز الوجود را مهمان خود خواند لیکن
بجهه نفوذ بصر او تا حقیقه الحقایق تمثل او شده
است که این نقطه در دل روح وی موجود
است این سه احتمال است اول مودب
تردد قائل آن شخصے باشد که جوهر بحت وی
در غشاوه روح علوی وی پیچیده است
و در اصل ترکیب با روح گرهے خورده است
مانند گره خوردن نقره و آب در جسم سیماب
پس این شخص چون بوجدان خود رجوع نماید
اسم نموذج ذات و میراث هویه اولی در
تنزلات لاحقه و مانند آن لایق تر یابد و احتمال
ثانی بسکر نزدیک تر است و قائل آن

اور اس نقطہ کی تفصیل اس رسالہ مین نہین سما سکتی مگر
اسقدر کہ ہم کہین کہ ذات بحت نے اپنا نمونہ رکھا ہے
یا یون کہین ہم کہ ذات بحت کا خاصہ ہے کہ ایک
مرتبہ مین تو اپنے صرف ہوتیہ سے ہو اور پہر اور
مراتب مین باوجود اپنی بحتیت کے تنزل فرماوے اور
اوسکی بحتیت عین تنزل مین ہاتھ سے نجائے
بخلاف تمام اشیاء کے کہ اونکی بحتیت تنزل کی منافی
ہے یا ہم یون کہین کہ عارف کی نظر جب اپنے پر
پڑتی ہے اور اپنی اصل اصول مین خوض کرتا ہے
تو انتہا نظر اوسکے اوس نقطہ شعشانیہ ذاتیہ پر پڑتی
ہے وہ سمجھتا ہے کہ یہ نقطہ میری روح کے درمیان
ہے اور حقیقت مین وہ نقطہ اپنی مقر عزت و بساطت
مین اپنی ہے اس مشت خاک کا کیا مقدور کہ اوس
عزیز الوجود کو اپنا مہمان کہے لیکن اوسکی نظر جو نفوذ
کرتی ہے حقیقت الحقایق تک تو تمثل اوسکی ہوگیا ہے کہ
وہ نقطہ اوسکے روح کے دلمین موجود ہے یہ تین احتمال
ہین اول بہت مودب ہے اور اوسکا قایل وہ
شخص ہوگا جسکا جوہر بحت اوسکے روح علوی کے غشاوہ
یعنے پردہ مین پیچیدہ ہوا ہے اور اصل ترکیب مین
روح کے ساتھ ایسی گرہ کھائی ہوئی ہوگا جیسے سیماب
مین چاندی اور پانی نے گرہ کھائی ہوئی ہے تو یہ شخص
جب اپنی وجدان یعنے دلکی طرف رجوع ہوگا تو اسم
نمونہ ذات اور میراث ہویت اولی کے تنزلات لاحقہ
مین اور اوسکی مانند لایق زیادہ پائیگا اور دوسرا احتمال
سکر کی نزدیک ہے اور اوسکا قایل * * *

مادہ داخل شد و عالم را مدبر باین تدبیر گردانید
نفس کلیہ جوش دیگر زد و صورتے دیگر پوشید
و در بہترین حیوانات متجلی شد و اثر این
تجلی ظہور عقل و قلب و نفس و کیفیات مختصہ
ہر یکے است چنانکہ فصلے ازین در مباحث
سابقہ تقریر یافت و چون این فیض تنزیر
عالم را نورانی ساخت نفس کلیہ بار دیگر
جوش زد و صورتے خاص پوشید و در بہترین
بشر جلوہ فرمودہ و اثر این جلوہ ظہور
دواعی نفس کلیہ کہ مدبر کلیہ مافی الکون است
و درین انا خاص و فائض شدن علوم و مقامات
و درین حباب و درین تمثال پس بہ حقیقۃ
فصول این ماہیات ہمان فیض جدید
است نازل از نفس کلیہ و جنس آنہا
مادۂ مدبرہ بہ تدبیر اول اما چون زبان
اہل عرف از بیان این فصل و جنس
منعجم شد فرود آمدند بہ بعض عوارض مشابہ
جنس و فصل و آنرا بجائے جنس و فصل
وضع کردند و از آن خبر دادند و انسان
کامل نزدیک ما نوع علیحدہ است درمیان
اصناف انسان چنانکہ انسان نوع علیحدہ
است درمیان ابنای جنس خویش و چنانکہ
زیادہ کردہ است انسان بر حیوان برتری
کلی و تفصیل این پنج لطائف ہمچنین زیادہ
کردہ است انسان کامل بر غیر خود بظہور

مادہ کے اندر داخل ہوگیا اور عالم کو اس تدبیر سے مدبر کیا پھر
نفس کلیہ نے جوش مارا اور ایک صورت اور بن
گیا کہ بہترین حیوانات مین ظہور کیا اور اس
تجلی کا اثر ظہور ہے عقل و قلب و نفس کا و ہر ایک کی کیفیت
مختصہ کا جیسے ایک فصل اسکے بیان کا پہلے مباحث
مین لکھ چکے ہین اور جب اس فیض نے ہی عالم کو نورانی
کیا پھر نفس کلیہ نے جوش مارا اور ایک صورت خاص
مین آیا اور بہترین بشر مین جلوہ فرمایا اور اس تجلی کا
اثر ظہور دواعی نفس کلیہ ہے جو مدبر کلیہ مافی الکون
ہے یہی اس انا خاص کے اور علوم کا فائض ہونا
اور مقامات کا اس حباب اور اس تمثال مین پس
تو حقیقت مین فصول اس ماہیت کی وہی فیض
جدید ہے جو نفس کلیہ سے نازل ہوا اور جنس انکو
مادہ مدبرہ تدبیر اول کا مگر جب اہل عرف کی زبان
ان فصل و جنس کے بیان کرنے سے گونگے ہوئے
نازل ہوئی بعضے عوارض مشابہ جنس و فصل انکو بجائے
جنس و فصل کے وضع کیا اور اون جنس و فصل کے
خبر دی اور انسان کامل ہمارے نزدیک علیحدہ ایک
نوع ہے اصناف انسان کے درمیان جیسی انسان
ایک نوع علیحدہ ہے اپنی ابنائے جنس کی درمیان
اور جسطرح زیادہ کیا ہے انسان حیوان پر واسطے
کلی کے اور تفصیل ان پانچ لطیفون
کی اسیطرح زیادہ کیا ہے انسان
کامل نے اپنے
غیر پر

نفس کلیہ در انانیتہ خاص او و جارحہ خود ساختن
انانیتہ خاص او از ین مقولہ چیزہا و بسیار است
مخصوص بانسان کامل کہ شرح آن طولی
دارد بالجملہ این انسان کامل اقرب نفوس
جزئیہ است بنفس کلیہ و منشاء اختلاف قرب
و بعد فیض جدید است بر حسب تجلی لہ و جزو
دیگر روح سماوی است و آن نیز حبابے
است از دریای نفس کلیہ لیکن بعد از انکہ
نفس کلیہ موجی بر روی کار آورد و نشاۂ
اصدار فرمود و آن نشاۂ منشعب از نفوس
فلکیہ است و مسمی بعالم مثال نخست حباب
صورۃ انسان کلی ظہور نمود و بعد از مدتہا
آن یکصورۃ منشعب شد بصورتہائے بسیار
و تحقیق در صورۃ انسان آنست کہ وے
در حد ذات خود کلی نیست بلکہ فردی است
متشخص در ہیولی عالم مثال اما آن فرد را
بوجہی ساختہ اند کہ با ہر انسانی کہ برابر کنی
از مطابقت او ابا نکند، از ین جہت او
را انسان کلی مے خوانیم و این صورتہا
متعددہ منجذب اند بخاصیت نوعیہ خود
بسوئے تجلی اعظم کہ در قلب نفس کلیہ قایم
است و سبب این انجذاب اقربیۃ نفوس
بشریہ است بنفس کلیہ بنسبت بسائر نفوس
موالید بالجملہ در این روح علوی دو جزو
موجود است و آن دو جزو باہم اختلاط

نفس کلیہ کا ظہور انہی انانیۃ خاص میں اور اپنا جارحہ بنایا
ہے انانیۃ کبریٰ نے انسان کامل کی انانیۃ خاص کو
اس قسم کی بہت چیزیں ہیں مخصوص انسان کامل کو
کہ اونکی شرح میں طول ہے الغرض یہ انسان کامل
اقرب نفوس جزئیہ ہے نفس کلیہ سے اور قرب و بعد
کے اختلاف کا منشاء فیض جدید ہے موافق استعداد
متجلی لہ کے اور دوسرا جزو روح سماوی ہے اور
وہ بھی ایک حباب ہے دریائے نفس کلیہ کا لیکن بعد
اوسکے کہ نفس کلیہ نے ایک موج جاری اور عالم نشاء
صادر فرمایا اور وہ نشاۂ نفوس فلکیہ کے شعبے ہیں
اور وہ نشاء جسکا نام عالم مثال ہے پہلے حباب نے
پہلی صورت انسان کلی ظہور فرمائی اور بعد بہت
مدت کے وہ ایک صورت منشعب ہو گئے
بہت صورتوں میں اور تحقیق صورت انسان
میں یہ ہے کہ وہ اپنی حد ذات میں کلی نہیں۔
بلکہ ایک فرد ہے متشخص ہیولی عالم مثال میں مگر اوس
فرد کو ایسی وجہ سے بنایا ہے کہ جس انسان سے برابر
کرو اوسکی مطابقت سے انکار نہیں او سپر صادق
آجاوے اور اسی سبب ہم اوسے انسان کلی کہتے ہیں
اور یہ صورتیں متعددہ اپنی خاصیت نوعیہ کیساتھ
منجذب ہیں تجلی اعظم کیطرف وہ جو تجلی اعظم نفس کلیہ کے
قلب میں قایم ہے اور اس انجذاب کا سبب یہ ہے
کہ نفوس بشریہ بہت اقرب ہیں نفس کلیہ سے اور تمام
نفوس موالید کی نسبت الحاصل اس روح علوی میں
دو جزو موجود ہیں اور وہ دونوں خوب باہم ملی ہوئی ہیں

متجلی لہ جسکو وہ الٰہی تجلی کی ہو+

ذکر جزو دوم روح سماوی

پنجگانه که بذکر در آمدند فارغ شد کارش بروح
علوی افتاد و آن روح علوی مرکب از دو
چیز است یکی نفس ناطقه و آن حبابی است
در دریائے نفس کلیه یا تمثالی است از شمع
نفس کلیه یا فردی است از کلی یا حصهٔ است
از حقیقتے بوجه من الوجوه هر یکے ازین تمثالها
بروے منطبق میتوانند شد و هر نفسے که هست
از نفوس معدنیه یا نباتیه یا حیوانیه یا ملکیه یا
شیطانیه حبابی است و تمثالی از ان نفس
کلیه اما هر نفس را حکم علیحده است و نفوس
کامله آخر دوره نفوس است چنانکه نفوس
فلکیه اول دوره نفوس است پس چنانکه
نفوس فلکیه اقرب شئی است بنفس کلیه هم
چنین نفوس کامله بوجه من الوجوه اقرب
شئی است بنفس کلیه هر چند از قرب تا قرب
مسافتے باشد اگر خواهی که این مسئله
را روشن تر بفهمی بدانکه هر نفسے را مادهٔ
هست خاص که نفس کلیه باستعداد آن
ماده بر آمده و برائے همان ماده به بزه
خاص ملتبس شد و چون ماده یکبار بفیض
نفس کلیه مهذب شد قابل نفسے گشت
و چون بفیض دیگر مهذب شد لا محاله قابل
نفسے گرد و الطف از اول و اصفی و اعقل
از اول پس چون عناصر بهم آمدند و درمیان
اینها امتزاج واقع شد و کائنات جو به ظهور

روح علوی اپنا اظہار روح علوی کا

جبکا ذکر ہو چکا ہے فارغ ہوا تو اب اوسے کام پڑا
روح علوی سے اور وہ روح علوی دو چیزوں سے
مرکب ہے ایک تو نفس ناطقہ کہ وہ ایک حباب ہے
دریائے نفس کلیہ کا یا ایک تصویر ہے شمع نفس کلیہ
کے یا ایک فرد ہے کلی کے یا ایک حصہ ہے حقیقت
سے بوجہ من الوجوہ ہر ایک ان مثالوں میں سے
اس نفس ناطقہ پر منطبق اور برابر ہو سکتی ہے اور جو
نفس ہے نفوس معدنیہ یا نباتیہ یا حیوانیہ یا ملکیہ یا
شیطانیہ وہ ایک حباب ہے اور ایک تصویر ہے
نفس کلیہ کی مگر ہر نفس کا حکم جدا جدا ہے اور نفوس
کاملہ نفوس کا آخر دورہ ہے جیسے نفوس فلکیہ نفوس
کا پہلا دورہ ہے تو جیسے نفوس فلکیہ نفس کلیہ کے
اقرب شئے ہے یعنے سب سے زیادہ قریب اسی طرح
نفوس کاملہ بوجہ من الوجوہ اقرب شئے ہے نفس کلیہ
کے ہر چند ایک قرب سے دوسری قرب تک
مسافت ہو اور جو تم چاہو اس مسئلہ کو بہت روشن
طرح سمجھو تو جان لو کہ ہر نفس کا ایک خاص مادہ ہے
کہ نفس کلیہ اوس مادہ کی استعداد کے موافق اوس
سے باہر آیا اور اوسی مادہ کیواسطے ایک خاص بزہ
کا لباس پہنا اور جب مادہ ایکبار نفس کلیہ کے
فیض سے مہذب ہو گیا قابل نفس کے ہوا اور
جب دوسرے فیض سے مہذب ہوا تو قابل
ایسے نفس کے ہوا جو پہلے سے بہت لطیف اور بہت
صاف اور بہت عقلمند ہے پھر جب عناصر بہم ہوئی اور
اونمیں امتزاج واقع ہوا اور کائنات جو بہ ••

نشود کہ قلب ایشان فی الجملہ در قید نفس شہویہ
باشد و ہیچگاہ خلاص مطلق از اسر نفس شہویہ
میسر نیابد و چون اجتماع را از حجب غلیظہ
نفسانی میسر شدہ است لامحالہ مقتضائے
نفس شہوی ایشان در غایت لطافت و
نازکی خواہد بود پس شہوت دیدن امارد
بر ایشان غالب باشد یا شہوت شنیدن
مزامیر و آن لذت دل و عقل را فی الجملہ
بخود کشد و از میان این رذیلہ و عبودیہ
داعجہ نتائج عجیبہ بظہور رسند کہ عوام در
حل آنہا در مانند و از ہمین جا است آنکہ
بعض سلف در حق بعض گفتہ اند کاش کردی
و گذشتی و این مصرعہ نیز در حال ایشان
گفتہ شدہ است ۔ کفر گیرد کاملی ملت
شود ۔ و بر ہمین صورۃ قیاس باید کرد
احکام سبعیہ را کہ از بعض کاملان ماثور
میشود و در ضمن ہمت گماشتن و در بار
افگندن کسی بظہور مے آید بسیاری ازین
مقولہ در احوال متاخرین صوفیہ خواندہ
باشی نکتہ دویم آنکہ در دورہ نخستین از ادوار
ملت مصطفویہ لطیفہ جوارح غالب بود
یعنی لطیفہ قلب منسبتہ اضمحلال در جوارح و
قوی و تقویم آنہا پس سخن اجتماع بظاہر شرائع
محمول است اگرچہ در ضمن ہمین چیزہا
سر لطائف اجمالا خواص را دست میداد

ہوا ہے کہ قلب انسان کسیقدر نفس شہویہ کی قید مین
ہے اور کبھی اس سے خلاصی مطلق نفس شہویہ کی قید
سے نہین ہو اور جب ان لوگون کو حجاب غلیظ سے
نفس کی خلاصی میسر ہو گئی ہے تو ضرور اونکی نفس شہوی
کا مقتضا نہایت لطافت اور نازکی مین ہوگا۔ تو
امردونکے دیکھنے کی شہوت ان پر غالب ہے یا شہوت
مزامیر سننے کے اور یہ لذت دل و عقل کو کسیقدر
اپنی طرف کھینچتی ہے اور اس کینہ خوئی اور عبودیت
کے درمیان عجب عجب نتیجے ظاہر ہوتے ہین کہ انکے
حل کرنے مین عوام عاجز رہتے ہین اور اسی سبب سے
ہے کہ بعضے بزرگون نے بعضے بزرگون کے حق مین
کہا ہے کہ کاش کرتا اور گذر جاتا اور یہ مصرعہ بھی
انہین کے حال مین کہا ہے ۔ کفر گیرد کاملی ملت شود
اور اسی صورت پر قیاس کر لو سبعیہ کے احکام بھی
جو بعضے کاملون سے منقول ہین اور ہمت کرنے مین
اور کسی کا بوجھ اوتارنے مین ظہور مین آتی ہین اس
قسم کے بہت سے احوال متاخرین صوفیہ کے
تم نے پڑھے ہونگے دوسرا نکتہ یہ ہے کہ اسلام
کے دورون مین سے پہلے دورہ مین لطیفہ جوارح
کا غالب تھا یعنی لطیفہ قلب کا بہ نسبت اضمحلال کے
جوارح مین اور قوی مین اور اونکی تقویم مین مضمحل تھا
تو اون لوگون کا ظاہر احکام شرع پر محمول ہے
اگرچہ انہین چیزون کے ضمن مین لطائف کی
سیر بھی اجمالا خواص کو حاصل ہوتی تھی

+ + + + + + + + + + + +

خواجہ گان نقشبندیہ است وسماع نقشہائے
شوق انگیز دل را زندہ میسازد و دوام طہارت
و نورانیت تلاوت و اوراد ہم چنین نسبتہ
اویسیہ بہ نسبتہ ارواح اولیاء روح را
پرورش میدہد و مراقبہ صفات و در فکر
تدبر اسماء افتادن عقل را بر منصہ جلوہ مے
آرد و یادداشت صرف بی صوت و حرف کہ
معمول نقشبندیہ است سر را متنبہ میکند و
بسیار دیدہ شد کہ نفس تقاضا و مرغوبات
خود مے کند از مقولہ شہوات یا از مقولہ غلبہ
و استیلاء بر ابناء جنس و این شخص نفس را
باز میدارد و مخالفت مے کند و منازعتے
قوی در میان می آید و کار بجہاد و مصافت
و مصادمت میکشد درین وقت بی حلاوتے
بسیار روی میدہد اما بعد نشستن غبار و تسکین
شورش نوری عجیب از روح فرود می آید
و ظاہر و باطن سالک را در میگیرد کیمیائی است
عجیب کہ عوام آن آشنا نیستند و دولتے
بس شگرف کہ بیگانگان باین راہ نیافتہ اند
ہمانا شیخ ابراہیم ادہم ہمین نورانیت و حلاوت
اشارہ فرمودہ است آنجا کہ گفتہ من نفس را
دوبار بمراد خود رسیدہ دیدم و دو قصہ مخالفت
بیان کرد و شناختن تہذیب لطایف
نزدیک ما چند چیز میباشد یکی بحلاوت یافتن
و در چیزے کہ برائے ہر لطیفہ تعیین کردہ ایم

جو خواجہ گان نقشبندیہ سے تواتر سا چلا آتا ہے اور
سماع شوق انگیز نغمونکا دل کو زندہ کرتا ہے اور
دوام طہارت اور نورانیت تلاوت اور اوراد وذکر
اور اسیطرح اویسیہ نسبت اولیاء کے ارواح کے
روحکی پرورش کرتی ہے اور صفات کا مراقبہ اور فکر
تدبر اسماء مین پڑنا عقل کو جلوہ دیتا ہے اور یاد
داشت صرف بے آواز و حرف کے جو نقشبندیہ
کا معمول ہے سر کو متنبہ و ہوشیار کرتی ہے
اور اکثر دیکھا ہے کہ نفس اپنی مرغوبات کا تقاضا
کرتا ہے مقولہ شہوات سے یا مقولہ غلبہ سے اپنے
ہمسرون پر اور یہ شخص نفس کو اس سے روکتا ہے
اور باز رکھتا ہے اور نفس کی مخالفت کرتا ہے
اور باہم بڑی نزاع پڑتی ہے اور جہاد او کشتی
اور لڑائی کی نوبت پہنچتی ہے اسوقت بڑی بے
حلاوتی ہو جاتی ہے لیکن اس غبار کے بیٹھنے کے بعد اور
شورش کے تسکین کے پیچھے ایک نور عجیب روح سے
نازل ہوتا ہے اور سالک کے ظاہر و باطن کو گھیر لیتا ہے
یہ ایک عجیب کیمیا ہے کہ اس سے عوام آشنا نہین اور ایک
بڑی نادر دولت ہے کہ بیگانون کو اوسکی راہ نہین ملی
گویا شیخ ابراہیم ادھم نے اسی نورانیت اور حلاوت
کی طرف اشارہ کیا ہے وہ جو کہا ہے کہ مینے نفس کو
دوبارہ مراد کو پہنچے دیکھا ہے اور دو قصہ مخالفت
کے بیان کئے ہین اور تہذیب لطایف کا پہچاننا
ہمارے نزدیک کئے چیزین ہین ایک تو اوسمین حلاوت
پانی جو ہنے ہر لطیفہ کے واسطے مقرر کی ہے +

وبان محظوظ شدن ودران لذت یافتن دیگر نسبتہ مختصہ بہریکے وبمقام ہریکے پس صاحب یقین صاحب عقل است وصاحب وجد وشوق صاحب قلب است وآنکہ نسبتہ یاد داشت دارد صاحب سر است وآنکہ نسبتہ اویسیہ یا طہارت وعبادت دارد صاحب روح وتیم دیدن واقعاتے کہ دلالت میکند بر تہذیب این لطائف باید دانست کہ سالک را بعد اکمال سیر لطائف آخر کار ہمان لطیفہ کہ در اصل فطرت قوی تر است غالب خواہد بود تیں کسی کہ قوی القلب است تا آخر خود وجد وشوق و قلق دارد اگرچہ بہ تہذیب ہمہ لطائف مشرف شدہ است وصاحب عقل ہمیشہ باعتبارات وتجلیات معنویہ محظوظ است گو سیر او محیط ہمہ لطائف شدہ باشد وازین جہتہ است اکثار این قسم معارف در کلام شیخ محی الدین محمد بن العربی وصاحب روح بمناسبات روح ملتذ وصاحب سر باحکام سر مسرور کل حزب بما لدیہم فرحون درینجا لا تکفی واگر از کاملے بعض احکام مد اینہ ایدہ مشوود مد نبرسے زیراکہ وی حکم لطیفہ غالبہ بر خودش را اوسید ہر اینجا دو نکتہ دیگر ہست غایت غامض وآن آنست کہ جمعی از اہل سیر لطائف مزاج ایشان بروجہی آفریدہ

اور اُس سے خوش ہونا اور اوسمین لذت اوٹھانی دوسری نسبت مختصہ ہر ایک کے اور ہر ایک کے مقام کے تو صاحب یقین صاحب عقل ہے اور وجد وشوق والا صاحب قلب ہے اور جو یاد داشت کی نسبت والا ہے صاحب سر ہے جو نسبت طہارت وعبادت یا اویسیت کے رکھتا ہے صاحب روح ہے اور تیسری واقعات دیکھنے سے کہ تہذیب اور لطائف پر دلالت کرتے ہین اور جان لینا چاہئے کہ سالک کا بعد کامل کرنے لطیفہ کے سیر کے آخر اوسی لطیفہ سے کام پڑتا ہے جو اصل فطرت مین قوی تر ہے وہ ہی غالب ہوگا پس جو کوئی قوی القلب ہو اپنے آخر تک وجد وشوق وقلق رکھتا ہے اگرچہ سب لطائف کی تہذیب کر لی ہو اور صاحب عقل ہمیشہ اعتبارات وتجلیات معنوی سے محظوظ ہے گو اوسکی سیر سب لطائف کے محیط ہے اور اسی سبب سے اس قسم کی معرفتین شیخ محی الدین بن العربی کے کلام میں کثرت سے ہین اور صاحب روح مناسبات روح سے خوش ہو اور صاحب سر احکام سر سے مسرور ہے کل حزب بما لدیہم فرحون یہان غلطی نہ کرنا اگر کسی کامل سے بعضے احکام شروع کے دیکھے بدگمان ہونا اس واسطے کہ وہ اپنے اوس لطیفہ غالب کی داد دیتا ہے یہان دو نکتے اور ہین نہایت باریک اور غور طلب اور وہ یہ ہین کہ بعضے اہل سیر لطائف کا مزاج ایسا مخلوق ہوا

* * * * * * * * * * * *

مرضیۃ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی واگر
آن لصوق ودخول بعض حجب نسمیہ مستور
گردد در رنگ مخاطبات وخواطر ودواعی
ملکیہ ظہور نماید وگاہے سر در اوج مراتب
خود باشد وروح در حضیض خود وگاہی بالعکس
وہریک تفصیلے دارد کہ صاحب آن میتواند
ادراک کرد ع ہر سخن وقتے وہر نکتہ مکانے
دارد * وباید دانست کہ صوفیہ در فنا و
بقا سخن بسیار گفتہ اند اما تنقیح مناط نکردہ
آنچہ فقیر دریافتہ است آنست کہ جوارح و
ہریکے ازین لطایف در حد خویش حکمے دارد
وچون باہم شوند از دو حالت خالی نیست
یا این است کہ میان اینہا امتزاجی اختلاطے
وانعقادی وارتباطے مثل امتزاج نقرہ
وآب وجسم سیماب یا انعقاد نشاخ وچوب
درجسم کمان واقعہ شدہ باشد یا این
است کہ ہریکے بحکم خود مستقل باشد وامداد
ومعاونت دیگر بقدر ضرورت ترکیب بدن
نماید در حالت اول غلبہ وسکر ومحو ووجد
بدست آید ودر حالت دوم صحو وتمکین و
استقامت حاصل شود واکبر ناس آنست
کہ تمکین صرف داشتہ باشد وہر لطیفہ بحال
خود مستقل بود ودر صورت امتزاج اگر جوارح
ونفس شہویہ وسبعیہ غالب بود از فاسقین
ومنافقین خواہد بود وفصلے از قصہ ایشان

مرضیۃ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی اور جو وہ
لصوق اور دخول حجابون مین نسمیہ کے مستور ہو جاے
مانند مخاطبات اور خواطر اور دواعی ملکیہ مین ظہور کرے
اور کبھی سر اپنے اوج مراتب مین ہوتا ہی اور روح
اپنی حضیض مین اور کبھی اوسکے بالعکس اور ہر ایک کے
ایک تفصیل ہو کہ اوس حال والا دریافت کر سکتا ہی
ع ہر سخن وقتی وہر نکتہ مکانے دارد * اور جاننا چاہئی
کہ صوفیہ نے فنا وبقا مین بہت کچھ کہا ہے مگر تنقیح
مناط نہین کئے اپنی مطلب کو صاف نہین کیا فقیر کو
جو دریافت ہوا ہی وہ یہ ہے کہ جوارح وہر ایک لطیفہ
علیحدہ علیحدہ ایک حکم رکہتا ہے اور جب ملجاوین
تو دو حالت سے خالی نہین کہ یا تو انہین امتزاج
واختلاط اور گتھ جانا اور ربط ایسا ہوگا جیسے
سیماب مین چاندی اور پانی یا جیسے سینگ اور
لکڑی کمان مین یا یہ کہ ہر ایک اپنی اپنی حکم مین
تو مستقل ہے اور امداد اور مدد اور معاونت بقدر
بدن کے ترکیب کی ضرورت کرتا ہی تو پہلی حالت
مین غلبہ اور سکر اور محو ووجد حاصل ہوگا اور دوسری
حالت مین صحو وتمکین واستقامت حاصل ہوگی
اور آدمیون مین بڑا وہی ہے کہ فقط تمکین رکہتا
ہو اور ہر لطیفہ اپنے حال مین مستقل ہو اور
امتزاج کی صورت مین اگر جوارح اور نفس
شہویہ وسبعیہ غالب ہوگا تو فاسقین اور
منافقین مین سے ہوگا اونکے حال کا بیان
کسی قدر *

فنا و بقا

تمکین و تلوین کا ذکر

در ذکر سنافقین گذشت و اگر دوام عبودیت
در دل اثر کرد و دل باین صفت بر عقل و
جوارح و نفس غالب آمد غلبه و سکر و وجد
پیش آید بسیار است که صاحب قلب
را عقل مغلوب باشد و در اوقات شورش
هیچ نفهمد نه حدیث دنیا و نه حدیث آخرت
و مصلحت خود ادراک نه کند بلکه احساس حر
و برد و الم و وجع نیز نکند و خود را بزمین
زند یا بسنگ رساند یا از علو بسفل بر تابد چنانکه
از اهل وجد دیده میشود و اگر عقل غالب آید
استقامت و رسوخ فی العلم پدید آید پس
اول را فنا گویند و این را بقا اول را غلبه گویند
و این را تمکین اول را سکر گویند و این را
صحو و غلبه روح بر قلب و جوارح و عقل و نفس
محو باشد و غلبه سر بر اینها همه غیبت باشد و اینهمه
تفصیل فنا وجود ظلمانی است و بقاء وجود
روحانی و بعد ازین فنا فنائے دیگر هست
که در فصل آینده بیاید بالجمله طریق تهذیب
اینهمه لطایف اجمالا دوام عبودیت است
ظاهر و باطن خود صرف یاد کرد باید ساخت
تا هر طبقه از آن نصیبه خود گیرد بدان مانکه
آب در بیخ نهالی می ریزند و بحکم طبیعت شجر
بنظم معین برگ و شاخ سبز و بید و گل و ثمر ظهور می
کند و تفصیلا ذکر جهر بضربات شدید و حبس
نفس و سبق باطنی که مستوار است •

سنافقین کے ذکر مین بیان کرچکے ہین اور اگر دوام
عبودیت نے دلمین اثر کیا اور دل اس صفت
سے عقل و جوارح و نفس پر غالب آیا غلبہ و سکر و وجد
پیش آئیگا ایسا اکثر ہے کہ صاحب قلب کی عقل
مغلوب ہوتی ہی اور شورش کے وقت کچھ نہین سمجھتا
نہ دنیا کی بات نہ آخرت کی بات اور نہی مصلحت
ادراک نہین کرتا بلکہ اوسے گرمی و سردی اور
الم و درد بھی نہین محسوس ہوتا اور اپنے تئین
زمین پر دے ٹپکتا یا پتھر پر یا بلندی سے نیچے
جیسے اہل وجد کا حال دیکھا جاتا ہے اور اگر
عقل غالب آوے تو استقامت اور علم مین
رسوخ ظاہر ہوتا ہے تو پہلے کو فنا کہتے ہین اور
اوسکو بقا اور اول کو غلبہ اور اوس کو تمکین اول
کو سکر اوسکو صحو کہتے ہین اور روح کا غلبہ قلب و جوارح
و عقل و نفس پر محو ہوتا ہے اور سر کا غلبہ ان سب
پر غیبت ہوتا ہے اور یہ سب تفصیل وجود ظلمانی
کے فنا کی اور وجود روحانی کے بقا کی ہے اور
اس فنا کے بعد ایک اور فنا ہے کہ فصل آیندہ مین آگے
بیان ہوگی غرض ان لطایف کی تہذیب کا طریقہ
اجمالا دوام عبودیت ہی اپنا ظاہر و باطن یاد کرنے مین
صرف کرنا چاہئے تاکہ ہر طبقہ اس سے اپنا حصہ لیوے
اوسکی ایسی مثال ہے جیسے ایک درخت کی جڑ
مین پانی ڈلواتے ہین تو بموجب درخت کے طبیعت کے
مقرری نظم سے برگ و شاخ اگتی ہین اور پھول پھل ظہور کرتے
ہین اور تفصیلا یہ کہ ذکر جہر ضربات شدید کیساتھ اور حبس نفس

دوام عبودیت

غیبت

ہیچ وجہ تمیز و نزدی وضع نیست نفع نکند زیرا کہ
چیز وہمی از فرط لطافت و نازکی با مجرد محض
مشتبہ شدہ است و صوفی را امکان تفرقہ
نماندہ و اگر گویند این صورت وہمیہ در حواس
است و مشاہدہ بیرون از حواس بلکہ بیرون
از شش جہت چہ فایدہ و سے خود محاط حواس
را از غیر محاط تمیز نمی نماید بالجملہ مسئلہ است
مشکل کہ غیر کامل صاحب تمکین بحث حل آن
نماید و سعہ ہذا اگر اینصورت در لطافت و نازکی
متشبہ بمجرد صرف کرد و کیمیائی است عجیب
کہ بمراتب سر نزدیک میگرداند میان این
دو رکن کہ روح و سر باشد حالات عجیبہ
متولد میشود پس اگر سر و بمقر اصلی خود رسد
و باوج خود ترقی نماید و نفس از شرارت
خود سکوت کند مشاہدہ تجلی اعظم حاصل شود
با انجذابے عجیب و الفتے نادر و محبتے بے
مثال و با التہاب شعلہا ر الفت این حالت
بہیئۃ اجتماعیہ اتصال خوانند و اگر رنگ اینحالت در قلب و عقل و نفس
حواس و جوارح از کار خود ہا معطل مانند آن اتصال غیبت
و وجود عدم معبر شد و اگر سر از بعض کار خود تخلف نماید و روح خود
ترقی کردہ باشد حالتے پدید آید کہ او را ہبوط گویند مانند
نزول نہار چون پیش گل حاضر باشد بدون
التفات بگل و توجہ بمشاہدہ آن و اگر زیادہ
تر تخلف کند حالتے پدید آید کہ آن را انس
گویند و اگر سر در کار خود مقید است و روح

کسی وجہ تمیز اور نزدی وضع نہیں ہے تو بات نہیں بنتی
اسواسطے کہ چیز وہمی نہایت لطافت کے سبب اور ناز
کی جہت مجرد محض سے مشتبہ ہے اور صوفی کو امکان تفرقہ
نہیں رہا اور جو یوں کہیں کہ یہ صورت وہمیہ حواس میں
ہے اور مشاہدہ جو اُس سے باہر ہے بلکہ شش جہت سے باہر
ہے تو کیا فائدہ وہ خود محاط حواس کو غیر محاط سے تمیز
نہیں کرتا حاصل یہ کہ یہ مسئلہ نہایت مشکل ایسا ہے کہ
سوا کامل صاحب تمکین کے اسکے حل کی بحث نہیں کرتا
اور باوجود اسکے اگر یہ صورت لطافت اور نازکی
میں متشبہ مجرد صرف سے ہو عجیب کیمیا ہے کہ سر
کے مراتب کے نزدیک پہنچا دیتی ہے ان دو رکنوں
کے درمیان یعنی روح و سر کے درمیان حالات عجیب
پیدا ہوتے ہیں تو اگر روح و سر دونوں اپنی اصلی
ٹھکانیکو پہنچیں اور اپنے اوج پر ترقی کریں اور نفس
اپنی شرارت سے سکوت کرے تو تجلی اعظم کا مشاہدہ
حاصل ہو جاوے ایک عجیب انجذاب کے ساتھ
اور نادر الفت اور بے مثال محبت کے اور الفت
کے شعلوں کے بھڑکنے کے ساتھ اس حالت کو ہیئت
اجتماعیہ اتصال کہتے ہیں اگر اس حالت کا رنگ قلب
و نفس و عقل میں پڑے اور حواس و جوارح اپنے کام
سے معطل رہیں اُس اتصال کو غیبت اور وجود عدم
کہتے ہیں اور جو سر اپنے بعضے کاموں سے تخلف کرے اور روح
نے ویسی ہی اپنی اوج پر ترقی کی ہو تو ایک حالت ظاہر
ہو کہ اوسے ہبوط کہتے ہیں جیسے بلبل کا جوش مانند جب پھول کو
سامنے حاضر ہو اور گل کی طرف التفات و متوجہ اوسکو مشاہدہ کا

لجا تخلف کرده است آنحالت را معرفت
نید و اگر تخلف روح زیاده تر شود تفرقه پدید
می بیند اما لذت مشاهده ادراک نمی کند
گردد و نفس دراین حالت برخیزد و باین
یار وفادار آمیزد و ایشان را مشوش
ارد قبض نامند و اگر نفس مطاوع این
ل گردد و نشاطی از خود و انتزاع نماید و
رح و تفصیل آن انس نشاط کند آنحالت
سط گویند و اگر در بعض احوال اتصال
ست آید و در بعض احوال نه تجلی و استتار
نید و اگر شعبه از اتصال در ساعتی ظاهر
د و باز محو گردد لوائح و سواطع گویند و
ین همه در ابتدا ترقی از مقام قلب و
ل بمقام سر و روح واقع شود و گاهی
حال مستور گردد و بعض حجب نسبیه و بقیه
د در رنگ مخاطبات و واردات و خواطر
دواعی حق ظهور نماید پس اگر قلب سبقت
ید آن نکته بحال اشتبه باشد و علمی که از آن
منقدح گردد و بواسطه قلب باشد و اگر
ل سبقت کند آن نکته اشتبه با دراک
نانته باشد حالی که از آن نکته بر دل گذرد
اسطه عقل باشد و اگر روح و سر هر دو
فیض خویش فرود آیند لصوق بملا اعلی
دخول در زمره ایشان دست دهد یا ایتها
النفس المطمئنة ارجعی الی ربك راضية

کچھ تخلف کیا ہے اوس حالت کو معرفت کہتے ہین
اور جو روح کا تخلف بہت زیادہ ہو تفرقہ ظاہر ہو
دیکھتا ہے مگر لذت مشاہدہ کے نہین ادراک کرتا
اور جو نفس کا دھوان اوس حالت مین اوٹھے
اور ان دو یار وفادارون سے ملجائے اور
انکو یعنی روح و سر کو مشوش کرے اوسکا قبض
نام ہے اور جو نفس اس حالت کا تابع دار اور ساتھی
ہو اور اپنے سے نشاط انتزاع کرے اور شرح و
تفصیل اوس انس کی خوشی سے کرے اوس حالت
کو بسط کہتے ہین اور اگر بعضے احوال مین اتصال
ہاتھ آوے اور بعضے احوال مین نہ آوے تو تجلی
و استتار کہتے ہین اور جو ایک شعبہ اتصال کا
ایک ساعت ظاہر ہو اور وہ پھر محو ہو جاوے
اوسے لوائح اور سواطع کہتے ہین اور یہ سب ابتدا
مین ترقی مقام قلب اور عقل سے روح و سر کے
مقام مین واقع ہوتے ہین اور کبھی اتصال مستور
ہو جاتا ہے بعضے نسبیہ حجابون مین اور اوسکے بقیہ
مین مانند مخاطبات و واردات اور خواطر اور
دواعی حق مین ظہور کرتا ہے تو اگر قلب سبقت کرے
تو وہ نکتہ حال سے بہت مشابہ ہے اور اوس نکتہ
سے جو علم حاصل ہوگا بواسطہ قلب کے ہے اور جو عقل
سبقت کرے وہ نکتہ ادراک و فطانت سے بہت
مشابہ ہے اوس نکتہ سے جو دل پر حال گذریگا عقل کے
واسطے سے ہوگا اور جو روح و سر دونون اپنی فیض
مین بھیجتی آئین تو ملاء اعلی سے لصوق یعنی چمٹنا اور انکو

معرفت
تفرقہ
قبض
بسط
تجلی استتار
لوائح
سواطع

[illegible] یا ایتہا النفس المطمئنة ارجعی الی ربك راضیة مرضیة

وگرمی است کہ منشا آن انصباغ دل است بحالی از
مقولہ وجد آن حال قلق وجوش زدن بود بلکہ محبت
خاصہ مانند میل ارض است بمرکز خود ومیل ہوا است بمقر خود
عقلا میدانند کہ این میل بچیزی است متشبح بدو شکل در وقت
فراق متمثل بشوق و حرکت است و در حال وصال متصور بصورت
اطمینان و سکون پس محبت خاصہ ہمون میل است بلکہ ہمان
میل بحسب تشبح باطمینان و سکون و منشا آن جذبی است کہ
در تجلی اعظم موجود است بنسبت ارواح بنی آدم و
انجذابی است کہ در طبیعت ارواح ودیعت
است بنسبت آن تجلی اعظم مثل آن جذب و
انجذاب مثل مقناطیس بنسبت حدید بود پس
آن محبت خاصہ چسپیدن با تجلی اعظم و رسیدن
است نزدیک او و تنگ در بر گرفتن است
و التہاب شعلہاء الفت است با امثال
این معانی واللہ اعلم ع بلبلے برگ گلی خوش
رنگ در منقار داشت ٭ و اندر آن برگ
ونوا خوش نالہائے زار داشت ٭ گفتمش در
عین وصل این نالہ و فریاد چیست ٭ گفت
ما را جلوہ معشوق در این کار داشت ٭
وہمچنین سر را بالاصالۃ دو صفت است یکی
مشاہدہ تجلی اعظم و ادراک آن و حضور پیش
آن و معرفۃ آن و ہر چہ ازین مقولہ میتوان
گفت و این اوج مراتب سر است وصفت
دیگر دیدن و ملاقات کردن و مشاہدہ نمودن
ارواح طیبہ و ملاء اعلی کہ حول آن تجلی اعظم

وگرمی ہے اوسکا منشا وہ لگاؤ رنگا جانا ہے کسی حال
سے مقولہ وجد کے اور وہ حال قلق اور جوش مارنا ہی
بلکہ محبت خاصہ ایسی چیز ہی جیسے خاک اپنی مرکز کیطرف
میل کرتی ہی اور ہوا اپنی مقر کی طرف عقلا جانتے ہین
کہ یہ میل ایک چیز ہی اوسنے دو شکلین پائی ہین فراق
کیوقت شوق و حرکت سے متمثل ہی اور وصال کیوقت
اطمینان و آرام کی صورت ہی اوسکا منشا وہ جذب
ہی جو تجلی اعظم مین موجود ہی بنی آدم کے ارواح کی نسبت
اور انجذاب ہی جو ارواح کی طبیعت مین امانت رکھا ہی
اُس تجلی اعظم کی نسبت اُس جذب و انجذاب سے
ایسی ہے جیسے مقناطیس کی لوہے کی نسبت تو وہ
محبت خاصہ چمٹ جانا ہی تجلی اعظم سے اور اُس پاس
پہنچنا ہے اور اوسے بغلمین بھینچنا ہے اور الفت کے
شعلون کا بھڑکنا ہے ایسے ایسے معانی سے واللہ
اعلم بالصواب ع بلبلے برگ گلی خوشرنگ در منقار
داشت ٭ و اندرون برگ و نوا صد نالہائے زار داشت
گفتمش در عین وصل این نالہ و فریاد چیست ٭ گفت
مارا جلوہ معشوق در این کار داشت ٭ اور
اسی طرح سر کی بھی اصلی دو صفتین ہین ایک
تو تجلی اعظم کا مشاہدہ اور اوسکا ادراک اور اُسکے
روبرو حاضر ہونا۔ اور اُوسکی معرفت اور جو اس
مقولہ سے ہو یہ سر کے اوج مراتب مین سے ہے
اور دوسری صفت دیکھنا اور ملاقات کرنی اور مشاہدہ
کرنا ارواح طیبہ و ملا اعلی کا جو گرد اوس
تجلی اعظم کے ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭

مجتمع اند و بسوئے او منجذب اند این صفت خفیف
مراتب سر است و منشا آن تخلف سر است
از اعلا منازل خویش بسبب لحوق بعض الوث
طبیعت و اثر آن خبر دادن است و آگاه شدن
است بآن تجلی و تفرقه کردن میان او و میان
غیر او و نه اثر پذیرفتن مانند شمع و خاتم پس اگر
عقل مبادرت کند کشف باشد و اگر قلب با
او یار شود معرفت باشد و فرق است میان
مشاهده سر و میان یقینی که در عقل فائض شود
و آن فرق آنکه مشاهده حضور چیزی است
که آنرا میجست و یقین باور داشتن آنست
علی ظهر الغیب و نادیده را داشتن است
و اینجا غلطی است عظیم که حل آن حوصله هر
صاحب وجدانی نباشد و آن آنست که گاهی
قوه واهمه خدمت عقل کند و برائے یقین
شرح و بسطی تبرا شد و صورة وهمیه انتزاع
نماید چون این صورة وهمیه بر صاحب وجدانی
غالب آید داند که مشاهده است و هر چند علوم
و معارف خود بر تمیز این دو مسلط کند کار از
پیش نرود زیرا که اگر گویند مشاهده آمدنی
است و صورة وهمیه آوردنی است نباید
زیرا که آوردنی بسبب طول ممارست بشابه
آمدنی شود و آمدنی در اول امر مشتبه باوردنی
گردد و اگر گویند طبیعت وهم تقیید بوضع و حیز است
اگرچه آن چیز در غایت لطافت باشد و تجلی اعظم

جمع ہین اور اوس تجلی اعظم کی طرف منجذب ہین یہ صفت
خفیف مراتب سر مین سے ہے اور اوسکا منشا و
سر کا پیچھے ہٹنا ہے اپنی اعلی منازل سے بسبب
لاحق ہونے کسی آلودگی طبیعت کے اور اس و سر کی
صفت کا اثر خبر دینا ہے اور آگاہ ہونا ہے اُس
تجلی سے اور اُسمین اور اُوسکے غیر مین تمیز و تفرقہ
کرنا ایسا نہین اثر قبول کرنا جیسے موم اور مہر کا
ہوتا ہے تو اگر عقل مبادرت کرے تو کشف ہے اور جو
قلب اُوسکا یار ہو تو معرفت اور فرق ہے درمیان
مشاہدہ سر کے اور یقین کے درمیان جو عقل مین
فائض ہوتا ہے اور وہ فرق یہ ہے کہ مشاہدہ ظاہر
ہونا ہے اُوس چیز کا جسے ڈھونڈتا تھا اور یقین باور
کرنا ہے پیٹھ پیچھے اور ندیکھے ہوئے کو جاننا اور ان
ایک بڑی غلطی ہے جسکے حل کرنیکا ہر ایک صاحب
دل کو حوصلہ نہین ہو وہ غلطی یہ ہو کہ کبھی قوت واہمہ
عقل کی خدمت کرتی ہو اور یقین کیواسطے بڑی شرح و
بیان تراشتی ہے اور صورت وہمیہ انتزاع کرتی ہو
جب یہ صورت وہمیہ صاحب وجدان پر غالب آتی ہو وہ جانتا
ہی یہ مشاہدہ ہو اور ہر چند اپنے علوم و معرفتین ان دو پر
مسلط کرتا ہے کچھ پیش نہین جاتی اسلئے کہ اگر کہین کہ مشاہدہ
آمدنی ہے اور صورت وہمیہ آوردنی تو ٹھیک نہین اس
واسطے کہ آوردنی بسبب بہت برتاؤ کے مثل آمدنی کے
ہوجاتی ہے اور آمدنی اول مرتبہ مین آوردنی سے
مشتبہ ہوتی ہو اور جو یون کہین کہ وہم کی طبیعت تقیید بوضع
و حیز ہو اگرچہ وہ چیز کیسا ہی لطیف ہو اور تجلی اعظم ۰۰

مطلوب تہذیب نفس و روح و سر است تہذیب
نفس کہ سابقا تفصیل کردہ بود نوعی دیگر بود
و تہذیب کہ الحال ازوی مطلوب مے شود نوعی
دیگر است تفصیل این اجمال آنکہ شرارت
نفس دو نوع است یکی آنکہ مقتضیات خود از
قبیل مرغوبات طبیعیہ یا مرغوبات سبعیہ
طلب مے کند و عقل و قلب را تشویش مے
دہد و اوقات بسیار در انصباغ بصبغ این
رذایل صرف مے کند و علاج آن تسلیط عقل
است بر قلب و تسلیط قلب است بر نفس
و تولید مقامات از میان این دو تسلیط کما
مر بیانہ دیگر آنکہ نفس مقتضیات خود را از مرغوبات
شہویہ و سبعیہ فراموش کردہ است ہر چند
نفس را بکاوی صورت معشوقہ و لذت جماع
را در وی نیابی و ہر چند تفتیش نمائی حب جاہ
و حرص مال را در وی اثرے نہ بینی اما از
وے دودی سیاہ بر می خیزد کہ روئے
روح و سر را مکدر مے کند و غباری ہیجان مے
نماید کہ این دو آئینہ را غبار آلودہ سیازد
و تلخی از وے بر روئی کار آید شیر و شکر روح
و سر را بدمزہ می نماید ہر چند در تفحص اصل آن
غبار مے افتد نمی فہمد کہ چیست و ہر چند عقل
را در پے آن دود سیفرستد کار نمیکند کہ از کجا
است اما عارف نا قدی شناسد ہمان نفس
است کہ بدخوئی او ابد الدہر کم نگردد و ہیچگاہ

مطلوب تہذیب نفس روح و سر کے ہے جو نفس کی
تہذیب پہلے حاصل کی تھی وہ اور طرح کی تھی اور یہ تہذیب
جو اب اوس سے مطلوب ہے یہ اور ہے اس اجمال
کی تفصیل یہ ہے کہ نفس کی شرارت دو قسم ہے ایک تو یہ
ہے کہ اپنی مقتضیات جو مرغوب طبیعت یا مرغوبات
سبعیہ کے قسم سے ہین طلب کرتا ہے اور عقل و قلب
کو پریشان کرتا ہے اور بہت اوقات ان رذایل کے
رنگ مین رنگا جانے کے واسطے صرف کرتا ہے اور
اوسکا علاج یہ ہے کہ عقل کو مسلط کرے قلب پر اور قلب
کو مسلط کرے نفس پر اور ان دونون تسلطون مین
مقام متولد ہوتے ہین کما مر بیانہ دوسری قسم یہ ہے
کہ نفس اپنی مقتضیات کو جو مرغوبات شہویہ اور سبعیہ کی
قسم سے ہین بہول گیا ہے کہ ہر چند نفس کو کریدیں اوس
مین ہرگز معشوقوں کی صورت اور جماع کی لذت نہین پاتی اور ہر
چند تلاش کرو حب جاہ اور حرص مال کا اوس مین اثر نہ ہوگا
اوس سے دہوان سیاہ اوٹھتا ہے کہ روح و سر
کے منہ کو سیاہ کرتا ہے اور ایک غبار اوٹھتا ہے کہ
دونون آئینون کو مکدر کر دیتا ہے اور اوس سے
ایسی تلخی ظاہر ہوتی ہے کہ روح و سر کے شیر و شکر
کو بدمزہ کر دیتا ہے ہر چند اوسکی اصل کی دریافت کرنے
مین غبار آتا ہے لیکن نہین سمجھتا کہ کیا ہے اور ہر چند اوسکے
دریافت کو عقل دوڑاتا ہے کہ یہ دہوان کہان سے
آیا نہین جانتا مگر جو عارف پرکھنے والا ہے وہ پہچان لیتا
ہے کہ یہ وہی نفس ہے جسکی بدخوئی کم کبھی نہین ہوتی
اور کسی وقت ۰

از جہاد او فراغ بدست نیاید باید دانست
کہ روح را بالاصالت دو صفت است یکی
آنکہ منجذب شود بسوئے تجلی اعظم کہ در وسط
حظیرة القدس قایم است و قابل آن تجلی نفس
کلیہ ست و لاصق گردد بوسے و از انجا اطمینانے
و آرامے بے کیفے فایض گردد و این صفت
اوج مراتب روح است و غایة حرکة خود ز
جوہر اصلی خود صفت دیگر جمع شدن اوست
با ارواح طیبہ و ملاء اعلی و منجذب شدن بسوئے
آنہا و اثر این صفت اثر پذیرفتن از آنہا ست
مثل آنکہ پذیرفتن شمع است چون خاتم
را بروے نہند نقوش خاتم در جسم شمع منطبع
گردد و این اثر بحقیقت امرے است اجمالے
کہ منفسح گردد بحسب اقتضاء احوال و اوقات
باثار شتے گاہے مخاطبہ باشد و سبب آن
مساودة عقل است و گاہے وارد باشد
و سبب آن پشیدگی قلب و این صفت
حضیض مراتب روح است و منشاء آن
تخلف اوست از اعلی منازل خود بسبب
تخلل بعض لوازت طبیعت بوے بعض اوقات بر خود تجربہ
کردہ شد کہ نوری از تجلی اعظم بر روح میریزد کہ اگر انرا نوعی از
تشبیہ کرد مانند شعاع آفتاب گویم بغیر وجود جرم آفتاب گنجایش
دارد بالجملہ این انجذاب بنسبت تجلی اعظم باشد یا بنسبت ارواح
و ملاء اعلی معتبر است بمحبت خاصہ و آن غیر محبت ایمان است کہ
منشاء آن جزم عقل بود بعقاید حقہ و انقیاد قلب عقل را در ان عقاید

اوسکے جہاد سے فرصت نہین جان لینا چاہئے کہ روحکی
دو صفتین اصلی ہین ایک تو یہ ہے کہ تجلی اعظم کی طرف منجذب
ہو یعنی کھنچے وہ تجلی اعظم حظیرة القدس کے وسط مین قایم ہے
اور اوسکے قابل نفس کلیہ ہی اور اوس نفس کلیہ سے وہ
تجلی لاصق اور چمٹ جاتی ہے اور وہانسے آرام و اطمینان
بیکیف فایض ہوتا ہے اور یہ صفت روحکی اوج مراتب
کی ہے اور نہایت ہی اوسکے اپنی حرکت اصلی کے اور
روح کے دوسری صفت اوسکا جمع ہونا ہے ارواح
طیبہ اور ملاء اعلی کے ساتھ اور انکی طرف منجذب ہونا
اور اس صفت کا اثر ہے ارواح طیبہ اور ملاء اعلی
کا اثر قبول کرنا اور اس اثر قبول کرنیکے ایسی مثال ہے
جیسے موم اثر قبول کرتا ہے جب اوسپر مہر کرین تو مہر
کے نقش اس موم مین آجاتے ہین اور یہ اثر حقیقت مین
ایک امر اجمالی ہے کہ بمقتضائے احوال و اوقات کے
وسعت پاتا ہے بہت طرحون سے کہ کبھی مخاطبہ ہوتا
ہے یعنی باتین باہم کرنی یہ تو مساورت عقل کی ہے اور کبھی
واردات سو یہ پوشیدگی قلب کی ہے اور روحکی حضیض مراتب
کی صفت ہے اوسکا منشار روحکا پیچھے ہٹنا ہے اپنی اعلی منازل
سے بسبب بعضی آلودگیوں طبیعت کے بعضے وقت اپنی پر
تجربہ کیا گیا ہے کہ تجلی اعظم سے روح پر ایک نور پڑتا ہے کہ اگر
اوسکو تشبیہ کے طور یون کہین کہ شعاع آفتاب بے جرم
آفتاب کے تو ہوسکتا ہے الحاصل یہ منجذب ہونا بہ نسبت
تجلی اعظم کے ہو یا بنسبت ارواح طیبہ و ملاء اعلی روحکی دونو
صفتون مین سے کسی صفت سے ہے اوسکو محبت خاصہ کہتے ہین
اور یہ محبت خاصہ اور ہے اور محبت ایمان اور ہے جسکا منشا یقین

وایماء دشبہائے آن است بلکہ از ان راہ کہ
در حدیث نفس خاطرے خاطری دیگر را بہ
کشد واز چیزے چیزے بیاد آید وانتقالات
خواطر در تیقظ ومنام ہمین نوع باشند
کما لا یخفی بجز آنکہ سائر انتقالات گاہی حدیث
نفس باشد وگاہے وسوسہ شیطان و
گاہے خاطر عقل ودر حق عارف الہامی بود
حق وتعلیمی باشد صواب واعتبار متولد میان
مقام عارف وسماع این کلمہ است تجربہ کردہ
باشی کہ قوال قصہ لیلی ومجنون میخواند عاشق
راقصہ دردمندی خود واعراض محبوب یا
اقبال او بخاطر میگذرد وبیادش می آید و
از ان محظوظ میگردد وجوشہا می زند این
خود قصہ لیلی نیست ونہ مستنبط از ان بلکہ
متولد از مقام مستمع است نزدیک اقتران
این کلمہ پس عمدہ در اعتبار انتقال ذہن است
نہ طرق دلالت آگاہ باش آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم صناعۃ اعتبار نزدیک تدبر قرآن نگاہ
داشتہ اند وبرحسب آن دریائی را سر دادہ
واین علم وظیفہ این کتاب نیست بالجملہ اعتبار
فنی است شگرف واسع الارجاء تفسیر عرائس
وحقائق سلمی وبسیاری از کلام شیخ اکبر و
شیخ الشیوخ سہروردی از ہمون مقولہ است
چون سالک از تہذیب نفس وقلب وعقل فارغ
شدند وفتوح آنرا بدست آورد وبعد ازان

نفس وایماء نفس سے اور یہ اُسکے شبہے ہین بلکہ اُس
راہ سے کہ حدیث نفس مین ایک خاطر دوسری خاطر کو
کھینچے اور ایک چیز سے ایک چیز یاد آئی - اور خطرون کا
انتقال بیداری وخواب مین اسی نوع سے ہوتا ہی
کما لا یخفی سوا اسکے اور جو انتقالات خواطر ہین وہ
کبھی حدیث نفس ہوتے ہین اور کبھی شیطانی وسوسے
اور کبھی عقل کے خاطر ہوتے ہین اور عارف کے حق
مین ایک الہام حق ہوتا ہی اور تعلیم درست درست
اور متولد عارف کے مقام کے درمیان اور اس کلمہ کے
سماع کے درمیان سے تجربہ کیا ہوگا کہ قوال لیلی مجنون کا
قصہ گاتا ہے اور عاشق کو اپنی دردمندی اور شوق
کی بیرخی یا التفات خاطر مین گذرتی ہے اور اُوسی
یاد کرتا ہی اور اُس سبب سے خوش ہوتا ہے اور جوش
کرتا ہے یہ خود قصہ لیلی کا نہین اور نہ اُس قصہ سے
استنباط کیا ہے بلکہ سننے والی کے مقام سے پیدا
ہوا ہی اس کلمہ کے قریب اور قرینہ ہونیسے تو اعتبار
مین عمدہ انتقال ذہن ہی دلالت کے طریقہ نہین ہین -
آگاہ رہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صناعت
اعتبار کو قرآن کی تدبر کے وقت نگاہ رکھا ہی اور اسکا
موافق ایک دریا چھوڑ دیا ہی اور یہ علم اس کتاب کے لائق
نہین غرض اعتبار ایک فن ہی بہت بڑا اور عمدہ اور
بہت وسیع میدان امید کا کہ تفسیر عرائس اور حقائق
سلمی اور اکثر کلام شیخ اکبر اور شیخ الشیوخ سہروردی
یہ سب اوسی مقولہ اعتبار سے ہین جب سالک تہذیب
نفس وعقل وقلب سے فارغ ہوا اور اوسکو فتوح اوسکی

برحدود شرع است و محبت شعایر اللہ عبارت
از محبت قرآن و پیغامبر و کعبہ است بلکہ محبت
ہر چہ منتسب باشد بخدا حتی اولیاء اللہ نیز و
این را بعض قوم فنا فی الرسول یا فنا فی الشیخ
گویند و سماحت و حریت عدم انقیاد قلب است
دواعی نفس را کہ از مقولہ طیش و شرہ و جزع
القا کند متاخرین صوفیہ خصوصاً نقشبندیہ حال
دیگر را از احوال قلب استنباط کردہ اند و بہ
تکمیل رسانیدہ و متقدمان بآن نوع آشنا
نبودند علی سبیل الندرۃ بلا تعین قاعدہ برائے
آن حسبۃ حسبۃ چیزی از ایشان ظاہر میشد
و آن تاثیر کردہ اند توجہ است در تلمیذ و تاثیر
ہمت است در خیر حالی تفصیل این اجمال آنکہ
در آدمی قوۃ غلبہ و عزم ودیعت نہادہ اند و
صاحب قوۃ و عزم ہر چہ متوجہ شود او را نسبتہ
خود حقیر داند و خود را بروے چیرہ دست بیند
و چون با کسی معاملہ کند بروی غالب آید و آن
دیگر مغلوب و منکوب و ترسان و ہراسان
گردد و اگر این شخص با کسی نشست و خاست
کند حال وی از حزن و نشاط و غیر آن در آن
کس سرایت نماید و مردمان در قوۃ غلبہ مختلف
الحال باشند بعض علی الوجہ الاتم دارند و بعض
بالکلیہ ندارند و بعض بین بین باشند اما مجلوی
عادت این قوۃ در ضمن معاملات و گفتگوئے
داوری با حرب ست تیغیر بدین بظہور آید و در

شرع کے حدود کی محافظت کو اور شعایر اللہ کی محبت
کہتے ہیں قرآن عظیم کی محبت اور پیغامبر کی محبت اور
کعبہ کی محبت بلکہ جو خدا سے نسبت رکھے اوسکی محبت یہان
تک کہ اولیاء اللہ کی محبت بھی اور اوسکو بعض لوگ فنا
فی الرسول یا فنا فی الشیخ کہتے ہیں اور سماحت و حریت
یہ ہی کہ قلب مقتضیات نفس کا تابع نہو کہ مقولہ طیش و حرص
و بیصبری سے نفس جو قلب میں ڈالے متاخرین صوفیہ
خصوصاً نقشبندیہ نے ایک اور حال قلب کے حالون
مین سے نکالا ہے اور اوسے کمال کو پہنچا دیا ہے
اور متقدمین اوس قسم سے واقف تھے شاذ و نادراً
بغیر قاعدہ اونسے کچھ ظاہر ہوتا تھا وہ کیا ہے
اثر کرنا توجہ کا ہے شاگرد مین - اور ہمت کی تاثیر ہی
ہمت کے خیر حالی مین اس اجمال کی تفصیل یہ ہی
کہ آدمی مین قوت غلبہ و عزم امانت رکھا ہوا ہی
صاحب ہمت و عزم جسکی طرف متوجہ ہوتا ہے اوسکو
اپنی نسبت حقیر جانتا ہے اور اپنی تئین اوسپر غالب جانتا
اور جب کسی سے معاملہ کرتا ہے اوسپر غالب آتا ہی اور
وہ دوسرا مغلوب اور خوفناک اور ہراسان ہوتا ہے
اور جو یہ شخص کسی کے پاس نشست و برخاست کرتا
ہے تو اوسکا حال غم یا خوشی وغیرہ دوسری مین اثر
کرتا ہے اور اوسکی اندر سرایت کرجاتا ہی اور لوگ غلبکی
قوت مین مختلف ہین بعضی تو خوب پورا پورا رکھتے ہین
اور بعضے اوسط کے درجہ کا مگر مجاری عادات مین یہ
قوت معاملون اور گفتگو اور حکومت یا لڑائی کے ضمن
مین ظہور کرتی ہے * * * * * * *

مجاری عادات سرایت حزن و نشاط متعدین
بود بگفت و شنود و سخنی کہ شعر بآن صفت باشد
ازین جہت عوام این قوۃ را ممتاز از سایر قوتہا
نشناسند و صورت و صنعت آن در دل
ایشان متمثل نشود چون این شخص بدوام
عبودیت مشغول شود و صفات قلبیۂ وی
از محبت و تعبد و شوق بغیر اقتران بسخن
گفتن یا کار کردن مستقل باشد و احتیاج
اقتران باین چیزہا مرتفع گردد این خصلت
در ہمہ صفات قلبیہ فاش شود و قوۃ غلبہ
نیز حصہ خود گیرد پس این شخص متوجہ شود
بہ تلمیذ خود بوصف غلبہ و ہمت خود تمام
روح تلمیذ را در گیرد و چشم ہمت بدل
عقل او دوزد و ہر صفتے کہ خواہد از محبت
و یقین در خاطر تلمیذ ریزد و این را تاثیر توجہ
گویند و بہ نظر قبول نگریستن گویند و الحق
توجہ بقوۃ غلبہ و رنگین ساختن تلمیذ بصفتے
از صفات محمودہ نعمتے است بغایت بزرگ
و امانتے است بس عظیم و مثل وی مثل شخصے
است کہ چقماق سے آرد و آہن پارہ را بر
آن می زند تا ذرہ آتش منقدح گردد و
این ذرہ گاہے منقدح میگردد و گاہے نے
و اگر منقدح میگردد گاہے فرو میرود و گاہے
در پنبہ در میگیرد و شخص دیگر است کہ آتش
بسیار مہیا کردہ است و ہر جسم رطب یا

اور مجاری عادات مین سرایت غم اور خوشی کے قریب
ہوتی ہے گفت و شنید کی کسی بات مین جو اُس صفت کو
خبر دی اس سبب سے عوام اس قوت کو اور قوتون مین
سے تمیز نہین کرتے اور اُوسکی صورت اور صفت اُنکے
دلمین متمثل نہین ہوتی جب یہ شخص دوام عبودیت سے
مشغول ہوتا ہے اور اُوسکی صفات قلبیہ محبت و تعبد و
شوق بدون کسی بات یا کام کے قرین کرنیکے مستقل ہوجاتی
ہین اور ان چیزون کے قریب ہونیکی حاجت نہین رہتی
تو یہ خصلت تمام صفات قلبیہ مین پھیلجاتی ہے قوت غلبہ
بھی اپنا حصہ لیتی ہے تو یہ شخص شاگرد کی طرف متوجہ ہوتا ہے
اور اپنی تمام ہمت سے شاگرد کی روح کو گھیر لیتا ہے اور ہمت
کی آنکھ شاگرد کے دل و عقل سے لگا دیتا ہے اور جو صفت
چاہے محبت و یقین سے شاگرد کے دلمین ڈالتا ہے اُوسکو
تاثیر توجہ کہتے ہین اور قبولیت کی نظر سے دیکھنا کہتے ہین
اور الحق توجہ قوت غلبہ سے اور رنگین کرنا شاگرد
کو صفات محمودہ مین سے کسی صفت سے بہت
بڑی نعمت ہے اور نہایت بڑی مدد ہے اُوسکی
مثال ایسی ہے کہ ایک شخص چقماق لاتا ہے اور
او سپر لوہے کا ٹکڑا مارتا ہے تو ذرہ آگ کا نکلتا
ہے اور یہ ذرہ کبھی تو منقدح ہوتا ہے اور کبھی نہین
ہوتا اور جو نکلتا ہے تو کبھی تو نیچے جاتا ہے اور
کبھی روئی مین پڑتا ہے اور اوسے جلا دیتا ہے اور ایک
شخص اور ایسا ہے کہ اوسنے آگ بہت سی
مہیا کی ہے ہر جسم
تر ہو یا

سے باید کہ از راہ انقیاد دل بہ محبت آن آداب
ازو سے بظہور آید تا آن باب مفتوح گردد
وجد عبارت از مشغولے دل است بحالی از
احوال حیا و حزن و ندامت و کراہیت دنیا و
غیر آن بشرطے کہ جوارح مغلوب این مشغولی
شوند چون دوام عبودیت در آدمی این استعداد
و مصادفہ کند وارداح قلبیہ اندکی رقت
قوام داشتہ باشند این احوال ہمہ نسبتہ بخدا
باشند و بہ نظر توجہ بسوئے او و بہ سبب رقت
قوام ارواح دفع این حالات بر دل سخت
تر باشد و انقیاد جوارح بیشتر و صعقے و خرتے
پدید آید و این وجد بخصوصہ و آن وجد بخصوصہ
حال باشد و استعداد وجد و قابلیت آن
کہ قایم در نفس شخص است مقام باشد و تحصیل
آن بترقیق روح بود و آن بتقلیل غذا و اشتغال
در حزن و خوف و قلت تلبس برفاہیت و دعتہ
و سرور و نیز تحصیل وجد باعتزال از صحبت انام
باشد خصوصًا آنکہ وجد را منکر باشد یا از زینت
حیا میباید کرد و باعتقاد حسن وجد و بعث خواطر
ران سیر آن و دل را از ہمہ جہتہ تجرید کردن و
در داعیہ آن دار و معروف ساختن باشد
و باستماع اغانی طیبہ و ایقاعات موثرہ کہ خاصیت
طبیعے در دل جا کنند و درین دو سہ کلمہ
اسباب وجد ہمہ گفتہ شد قدر بر و در اینجا غلطی
ہست فاش کہ جہلۂ اہل وجد بآن مغرور میشوند

چاہئیے کہ انقیاد دل کی راہ سے اون آداب کی محبت
اوس سے ظہور مین آئی تاکہ وہ دروازہ کھلجاوے
اور وجد دل کے مشغول ہونے کو کسی حال سے
احوال حیا اور حزن و ندامت اور دنیا سے کراہت
وغیرہ مین سے بشرطیکہ جوارح اس مشغولی کے مغلوب
ہوجاوین جب دوام عبودیت آدمی مین یہ استعداد
پیدا کردے اور ارواح قلبیہ تہوڑی سے رقت قوام
رکھتے ہون تو یہ سب حال خدا کی نسبت ہونگے
اور توجہ کی نظر سے اوسکی طرف اور بہ سبب رقت
قوام ارواح کے ان حالات کا دفع کرنا دل پر بہت
سخت ہوگا اور یہ وجد بخصوصہ اور وہ وجد بخصوصہ
حال ہوگا اور وجد کی استعداد اور وجد کی قابلیت
جو اس شخص کے نفس مین ہے یہ مقام ہے اور
اوسکا حاصل کرنا روح کی توفیق سے ہے اور روح کی
توفیق قلت غذا اور حزن و خوف مین پڑنا اور قلت
لباس رفاہیت کے اور تن آسانی اور سرور اور
نیز تحصیل وجد کنارہ کرنے سے لوگون کے صحبت سے
ہے اور خصوصًا ان لوگون سے جو وجد کے منکر
ہین یا اونسے حیا کرنی چاہئے اور وجد کے ساتھ حسن
اعتقاد اور خواطر کو برانگیختہ کرنا اوسپر اور دل کو
سب جہت سے تجرید کرنا اور مقتضائے وجد مین مصروف
کرنا ان باتون سے وجد ہوتا ہے اور پاکیزہ گانا
سننا جنکی خاصیت طبیعی دلمین گھر بنانا ہے اور ان دو
تین کلمون مین سب وجد کے سبب کہدئے گئے قدر پہچانو
خوب سونچلے اور یہان ایک بہت بڑی غلطی فاش ہے کہ

و آن آنست کہ طبیعت بشریہ بغیر انقیاد دوام
عبودیتیہ یا انقیاد یقینی کہ بر عقل مترشح شدہ
باشد از نغمات لذیذہ و ایقاعات متناسبہ
متاثر شود مانند متاثر شدن
بہائم از اغانی و ایقاعات و آنرا بعضی از سو
ظلام دانند و یکے از مقامات و اولیا شمرند
حاشا للہ ثم حاشا للہ مقامے کہ آدمی
بہائم در آن مشترک باشند چہ لطف خواہد بود
و چون این طبیعت را با دوام عبودیت ازدواج
واقع شود تامل باید کرد کہ نتیجہ کہ میان طبیعت
و دوام عبودیت پیدا شدہ است بمزاج
ام سفلانیہ مائل تر است یا بقوۃ اب علوی
صبر نیز اگر راست پرسی موقوف بر متانت ظہر
قلب است متولد درمیان این متانت و دوام عبودیت
طریق تحصیل آن برنگ سائر مقامات تسلط عقل است بر قلب
و اعانت آن بتوجہ در مشاہدہ صبر و یاد کردن
ثواب صابرین و شناعۃ جازعین، اعتماد و
توکل دو قسم باشد یکی اعتماد بر وعدہ الٰہی و این
معنی ناشی از ترشح الہامی یا کشفی باشد بر
عقل از مافوق آن بوجہی کہ احتمال جانب
مخالف نماند اینجا رذیلہ است مشابہ بتوکل
عوام آن را با توکل غلط کنند و یکے را بجائے
دیگر گیرند، آن تہور است یعنی تامل در عواقب امور
و در وقعہ افتادن و فکر معاش را بسبب حب
بفکر کردن و تقوی عبارت از محافظت

اور وہ غلطی یہ ہے کہ طبیعت بشریہ بغیر مطیع ہونے دوام
عبودیت کے یا تابع ہونے اوس یقین کے جو عقل
پر مترشح ہوا ہو لذیذ راگون سے اثر ہوتا ہے جیسے
بہائم پر راگ کا اثر ہوتا ہے اوسکو وہ جاہل بڑا عظیم
جانتے ہین اور اولیاء کے مقامون مین سے ایک
مقام گنتے ہین حاشا للہ ثم حاشا للہ جسمین آدمی
اور بہائم شریک ہون اوس مقام مین کیا لطف ہوگا
اور جب اس طبیعت کو دوام عبودیت سے ازدواج
واقع ہو تو غور کرے کہ یہ جو ان دونون کے ملنے سے
نتیجہ ہوا ہے اُم سفلانیہ کے مزاج سے بہت مائل
ہے یا اب علویہ کی قوت سے صبر بھی اگر سچ پوچھو
قلب کے ظہر اسکی متانت پر موقوف ہے اور اس متانت
اور دوام عبودیت کے درمیان پیدا ہوا ہے اوسکو
حاصل کرنے کا طریق ایسا ہے جیسے اور مقامون کے
تحصیل کرنیکا ہے عقل کا مسلط ہونا ہے قلب پر اور
اوسکی مدد جب صبر کیجائے مین واقع ہو اور صبر کرنیوالون
کے ثواب پر نظر کرے اور بے صبری کی برائیکا خیال کرنا
اور اعتقاد و توکل کی دو قسمین ہین ایک تو اعتماد اللہ کے
وعدہ پر اور یہ بات ظہور کرتی ہے کسی الہام یا کشف
سے عقل پر اوسکے مافوق سے ترشح ہونیسے ایسی وجہ
سے کہ جانب مخالف کا احتمال نرہے اور یہان ایک
بدخصلتی ہے جو شباہت رکھتی ہے توکل سے کہ عوام اوسکو
توکل سے ملا دیتے ہین اور ایک کو ایکجا سمجھتے ہین اور
وہ کیا ہے تہور ہے سوچی کا موقع انجام کے یا آرام طلبی
مین شہر نا او فکر معاش کو چھوڑ دینا آرام طلبی کی محبت مین

حکم صور چنانکہ موم اولا باید مہیا کرد بعد ازان ہر تمثالی کہ
خواہند ازان بسازند ہمچنان دوام عبودیت اولا باید
درست کرد بعد ازان ہر مقامی کہ ہست توان درست
ساخت ثبت العرش اولا ثم النقش بعد از درست شدن
دوام عبودیت ظہور مقامات بر وفق مزاج اصلی این شعب ثلث خواہد بود
پس مقام صدق کسے میسر شود کہ در اصل
فطرت قلب او بر جوارح و اوضاع ظاہرہ
غالب بودہ باشد و در مجاری عادات
او تسخیر قلب جوارح و اوضاع را بظہور رسیدہ
بود شخصے کہ در اصل فطرت ناقص افتادہ است
اگر محبت قومی در دلش جائے میگیرد دلش
تقاضائے ترسم برسوم آن قوم نمی کند
و اوضاع ظاہرہ مثل ادب سخن گفتن و اکثار
زیارت و اہدار کرائم احوال و غیر آن از سنن
عادات متغیر نمیسازد این شخص را از اتمام مقام
صدق مایوس میباید دانست و شخصے کہ قلب
او متانت ندارد و در وقت ہجوم مصایب
تماسک از دست میدہد و بہلع و جزع
مبتلا میشود۔ این شخص را از کمال مقام صبر و ایفا
حقوق آن مایوس میباید شناخت دوام عبودیت
بمنزلہ تخم است و روئیدن شاخ و برگ و
بہرور شدن و کار آمدن از بار و ثمار ہمہ موقوف
بر استعداد زمین است باید دید کہ زمین در
اصل فطرت طیب است یا خبیث بر حسب
ہمان فطرت معاملہ خواہد بود و لن تجد لسنتہ

صورت کا حکم رکھتی ہین جیسے اول موم ہونا چاہئے
پہر اوس موم سے جو صورت چاہو بنالو اسی طرح
دوام عبودیت چاہئے اوسکے بعد جو مقام ہے
درست کر سکتا ہے ثبت العرش اولا ثم النقش
یعنے پہلے چہت ہو لے تو پہر اوسپر نقش و نگار ہو سکیگا
دوام عبودیت کے درست ہو لینے کے بعد مقامون
کا ظہور موافق مزاج اصلی ان تینون شعبون کے ہوگا
پس مقام صدق اوسے میسر ہوگا جسکا قلب اصلی
فطرت مین جوارح اور اوضاع پر غالب ہوگا اور
اوسکے جاری عادتون مین قلب کی تسخیر جوارح
اور اوضاع مین واقع ہوئی ہوگی جس شخص کی اصلی
فطرت ناقص ہوگی اوسکے دل مین اگر کسی قوم
کی محبت آئیگی اور اوس کا دل اوس قوم کی رسمین
برتنے اور ظاہر وضعین جیسے بات کرنے کا ادب
اور کثرت سے زیارت اور عمدہ عمدہ مال تحفہ و
پیشکش وغیرہ سے جو اچھی عادتین ہین متغیر ہوگا
ایسے شخص کو مقام صدق کے پورا کرنے سے
ناامید جاننا چاہئے اور جس شخص کا دل متانت
نہین رکھتا اور مصیبتون کے ہجوم سے بے قرار
ہو جاتا ہے اور جزع و فزع مین مبتلا ہو جاتا ہے وہ
شخص مقام صبر و ایفائے حقوق صبر کے کمال سے
مایوس رہیگا تو دوام عبودیت بمنزلہ تخم کے ہے اور
اس تخم کی شاخ و برگ اور پہول پہل یہ سب زمین
کی استعداد پر موقوف ہین دیکھنا چاہئے کہ زمین اصل
فطرت مین اچھی ہے یا بری آدمی فطرت پر معاملہ ہوگا و لن

اللہ تعالیٰ و اگر دوام عبودیت بوجہ اتم حاصل
شد و مقامات جلوه نه نمود ہیچ باک نیست
شیخ بایزید برائی ہمین نکتہ شخصے را کہ دوام عبودیت
مشق کرده بود و ہیچ نمایشے ندید سلطان
الذاکرین لقب کرد چون کلیہ دانستہ شد
بعد ازان شرح این مقامات و طریق انتشار
ہریکے اجمالاً نیز مے باید دانست صدق عبارت
است از موافقت ظاہر با باطن و این ماخوذ
از صدق احوال است نہ از صدق اقوال
و اصل در وجود آن صحت مزاج قلب است
و قرآن بر جوارح بحکم لو خشع قلبہ لخشعت
جوارحہ قلب بر جوارح فرمان روائی میکند
و بحسب محبت خود آداب جوارح و کیفیت
اوضاع مے گرداند چون این صفت جبلی
قلب باشد و مدتے مدید دوام عبودیت التزام نماید
درمیان این صفت و میان عبودیت مقامے
متولد گردد و آن صدق است و خشوع جوارح
و آداب تعظیم و رسخن رعایت کردن و جمیع
منتسبان محبوب را دوست داشتن و تعظیم
نمودن پیدا گردد مثلاً اگر نام خدا بر ورقے
نوشتہ یابد آنرا تعظیم کند اگرچہ از کسی نشنیده باشد کہ
تعظیم ورقے کہ بران نام خدا نوشتہ باشد میباید کرد و چون
اگر نام خدا از کسی شنود جل جلالہ گوید سر فرو کند اگرچہ از کسے این
سبق نگرفتہ باشد بعد حصول علم عبودیت باید کہ مرشد تفصیل
آداب جوارح مطلع سازد و بر حفظ آن تعہد نماید و بہ تکرار

اللہ تعالیٰ اور جو دوام عبودیت بہت پوری پوری
وجہ سے حاصل ہوئی اور مقامون نے جلوہ نہ دکھایا
تو کچھ مضایقہ نہین شیخ بایزید قدس سرہ نے اسی نکتہ
کے سبب ایک شخص کو جسنے دوام عبودیت مشق کی
تھی اور کچھ نمایش نہ دیکھی تھی اوسکا سلطان الذاکرین
لقب کیا جب کلیہ جان لیا تو اوسکے بعد ان مقامون
کی شرح اور ہر مقام کا طریق بھی اجمالاً جان لینا چاہیے۔
صدق کہتے ہین ظاہر کا موافق ہونا باطن سے اور
یہ لفظ ماخوذ صدق احوال سے ہے نہ صدق اقوال سے
اور اصل اوسکے ہونیکی قلب کے مزاج کی صحت ہے
اور قلب کا غلبہ جوارح پر بموجب لو خشع قلبہ لخشعت
جوارحہ قلب جوارح پر فرمانروائی کرتا ہے اور
اپنی محبت کے موافق آداب جوارح اور کیفیت اتصال
کرلیتا ہے جب یہ صفت جبلی قلب کی ہو اور ایک
مدت دوام عبودیت کا التزام کیا تو اس صفت اور
دوام عبودیت کے درمیان ایک مقام پیدا ہوتا
ہے وہ صدق ہے اور خشوع جوارح کا اور آداب
تعظیم کی بات کرنے مین رعایت رکھنی اور سب
منتسبان محبوب کو درست رکھنا اور اونکی تعظیم کرنا
پیدا ہوجاتا ہے مثلاً اگر خدا کا نام کسی کاغذ پر لکھا پایا اوسکی
تعظیم کی اگرچہ کسی سے سُنا نہ تھا کہ جس کاغذ پر خدا کا نام
لکھا ہوا ہو اوسکی تعظیم کرنی چاہیے۔ اور جو کسی سے نام خدا کا
سنا اور جل جلالہ کہا اور سر جھکا لیا اگرچہ کسی سے یہ سبق
پڑھا نہ تھا اور دوام عبودیت کو حاصل ہونیکے بعد چاہیے کہ
مرشد جوارح کے آداب کی تفصیل پر مطلع کرے اور اوسکی نگاہ رکھنیکا

رسد و اینہمہ ثمرات تہذیب اند و فوائد تربیت
و اصل تہذیب دوام عبودیت است و فایدۂ
آن عام است بر ہر سہ لطیفہ و عایدہ او شامل
است جمیع این شعب را و درین مقام اختلافے
ہست در اوایل صوفیہ و اواخر ایشان
اوایل تہذیب نفس و عقل و قلب را باعیانہا
و خصوصیاتہا معتبر تر داشتندی و ریاضات
ثلثہ را مقدم تر دانستندی و دوام عبودیت
را متمم و مکمل ریاضات شناختندی و اواخر نخست
بغیر دوام عبودیت مشغول نمیشوند و ازین مہم
تر و مفید تر چیزے را ندانند بعد از تکمیل و تتمیم
این نسبت می بینند کہ این تخم بچہ نوع در دل
سالک شاخ و برگ آورد و این نہال بچہ
اسلوب گل گیرد و اگر بہ سبب سلامت فطرۃ
و استقامت طبیعت ہمہ مقامات ظہور کردہ
اند فبہا و الا آنچہ ظاہر نشدہ است قصد ظہور
آن کنند و بحقیقت متاخرین درین مقالہ مصیب
اند و بے شبہہ این نعمتے است عجیب کہ برائے
متاخرین ذخیرہ نہادہ بودند پس اگر یقین و
محبت پیش از تہذیب نفس حاصل شود آنشخص
را مجذوب و مراد گویند و اگر تہذیب نفس و
توبہ و ریاضت پیش از ظہور یقین و جذبہ محبت
بظہور رسد سالک و مرید گویند بالجملہ دوام
عبودیت دو قسم است یکی تعلق بجوارح و
لسان دارد و آن معمور داشتن اوقات است

آئین اور یہ سب ثمرے تہذیب کے ہین۔ اور
تربیت کے فائدے اور اصل تہذیب دوام عبودیت
ہے اور اوسکا فائدہ عام ہے تینون لطیفون پر
اور اوسکا نفع سب شعبون کو شامل ہے اور اس مقام
مین کچھ اختلاف ہے پہلے اور پچھلے صوفیون مین کہ
پہلے صوفی تو تہذیب نفس و عقل و قلب کو بعینہ
مع اوسکے خصوصیتون کے معتبر رکھتے تھے اور تینون
کی ریاضتون کو بہت مقدم جانتے تھے اور دوام
عبودیت کو متمم اور مکمل سب ریاضتون کا جانتے تھے
اور پچھلے صوفی پہلے بغیر دوام عبودیت کے مشغول
نہین ہوتی اور اس سے زیادہ اس سے کوئی شے
بہت ضروری اور بہت مفید نہین جانتے اس
نسبت کے پورا اور کامل کرنے کے بعد دیکھتے ہین
کہ اس تخم کی کسطرح سالک کے دل مین شاخ و برگ
پیدا ہوتے اور یہ درخت کسطور کا اُگا اگر سلامتی
فطرت کے سبب اور استقامت طبیعت کے باعث
سب مقامون نے ظہور کیا ہے تو فبہا اور نہین تو
جو ظاہر نہین ہوا اوسکے ظاہر ہونے کا قصد کرتے ہین
اور فی الحقیقت متاخرین صوفیہ اس مقام مین ٹھیک
ٹھیک ہین۔ اور بیشک یہ ایک بڑی نعمت ہے کہ
اونکے واسطے ذخیرہ تھی تو اگر یقین و محبت پہلے
تہذیب نفس سے حاصل ہو تو اوسے مجذوب کہتے ہین
اور مراد کہتے ہین اور جو تہذیب نفس و توبہ اور ریاضت
پہلے یقین و جذب محبت سے ظہور مین آوے تو اس شخص کو
سالک اور مرید کہتے ہین الحاصل دوام عبودیت دو قسم

آنکہ از احیاد عالیہ یقینے بتجلی اعظم کہ در حظیرۃ
القدس ثابت است بروی مترشح شود از
راہ ماساریقا د جزمے بخاطرش رسد و نداند کہ
از کدام طریق این جزم حاصل شدہ و در تفاصیل
آن یقین بہ نیز نتواند حرف زدن سہ واند
امی کہ مادرے دارد ۔ لیکن چونی بخاطرش
ناید ۔ و این یقین مقتضے بتوکل و تسلیم شود و
دل و نفس را خلعتے از رنگ خود پوشاند۔
دوم آنکہ از ادعیہ علم عالی کہ در شرع بلوح
ازان تعبیر میشود و در عرف صوفیہ بعالم
مثال صورت آنچہ بودنے است بر وے
فائض شود در رؤیا یا در تیقظ بصورۃ خیالیہ
یا ذہبیہ و این را کشف گویند و باعتبار تصرف
خود در ماتحت نیز دو چیز است یکی آنکہ
حدس و انتقال از مقدمات بہ نتیجہ در ذہن
او قوت گیرد و در مجاری امور فراست صادق
داشتہ باشد و اشراف بر قلوب و اطلاع
بر مخبات او را دست دہد دوم آنکہ در کتاب
و سنت و اقوال سلف و احوال انسان کہ
بحکم عادت بگوش وی رسد عقل با برکتی عظیم
تصرف نماید و مقصد ہر کلمہ و تاویل ہر حدیث
و اعتبارات و اشارات ہر آیتے ادراک
کند و صورت صفات و اسما بر ذہن وی
پرتوی افگند و یکساعقہ ظاہر و باطن او را منقاد
خود سازد و تجلیات معنویہ بوفور تمام ظہور

ایک تو یہ کہ احیاز عالیہ سے وہ یقین جو تجلی اعظم سے
حظیرۃ القدس مین ثابت ہوا و سپر ترشح کرے۔ عروق
ماساریقا کی راہ سے اور اوسکے خاطر مین جزم حاصل
ہوا اور اوسکی تفصیلون مین جسکا یقین کیا ہی کچہ نکر سکے
سہ واند امی کہ مادری دارد ۔ لیک چونے بخاطرش
ناید اور یہ یقین توکل اور تسلیم کو پہنچاتا ہے اور دل و
نفس کو اپنے رنگ کا خلعت پہنا دیتا ہے دوسری
یہ کہ علم عالیہ کے مقامون سے کہ شرع مین اوسے
لوح کہتے ہین اور صوفیہ کے عرف مین عالم مثال
جو چیز ہونے والی ہے اوسکی صورت اوسپر فائض
ہو خواب مین یا بیداری مین صورت خیالیہ مین
یا ذہبیہ مین اور اوسکو کشف کہتے ہین اور باعتبار
اپنی تصرف کے ماتحت مین بھی دو چیزین ہین ایک
تو حدس و انتقال مقدمات سے نتیجہ کی طرف
اوسکی ذہن مین قوی ہوجاوے اور سب امور
جاری مین فراست صادق رکھتا ہو اور دلون کا
حال معلوم ہوجاوے اور غایب چیزون کی اطلاع
اوسے حاصل ہو دوسری یہ کہ کتاب و سنت اور اقوال
اور احوال سلف کہ بموجب عادت کے اوسکی کان
مین پڑی عقل بہت بڑی برکت کے ساتھ اوسمین تصرف
کرے اور ہر کلمہ کا مقصد اور ہر حدیث کی تاویل اور
ہر آیت کے اعتبار اور اشارے ادراک کرے اور
صفات و اسما کی صورت اوسکو ذہن پر پرتو ڈالی اور
ایکساعقہ ظاہر و باطن اوسکو اپنا مطیع و فرمانبردار کرکر
اور تجلیات معنویہ خوب کثرت سے ظہور مین +

این تغییر جمیع جوانب را در گیرد و استیلای
قلب را در جوارح بوده است برهم زند
و این وجد گاہی صعق باشد یعنی بیہوشی و
گاہی خرق و حرکت باشد و گاہی بکا و
حزن و گاہی مجرد نفرت از ماسوی و
منجذب شدن بجانب حق و زاجر افاضۂ عقل
است بر قلب و وجد کار قلب است و مقید
شدن نفس است بدست قلب و بعد ازان
تیقظ باشد و آن ہوشیاری و خبرداری
است و مخالفات را مخالفات دانستن و
ازان بدبردن و نفرت پدید آمدن و آن
امداد عقل است و جریان عقل بر وفق حکم
قلب و ادراک او و مصروف شدن در
مقتضیات قلب است و بعد ازان اقلاع است
از مخالفات و تغییر اوضاع قدیم خود و لازم
گرفتن طاعات و نفس را بر مکاره آن صبر
فرمودن و سرکشی او زایل کردن و این تسخیر
قلب است جوارح و عادات را و در زیر
حکم خود در آوردن و بمذہب خود متمذہب
ساختن و بعد ازان زہد است در مباحاتے
کہ مانع مشغولی دل میشوند خواه مانع خارجی
باشد مانند شغلے کہ اکثر اوقات را در گیرد و
فرصت نگذارد کہ بکار آخرت مشغول شود
یا مانع نفسانی مثل الهام بمال و اہل و محبت
ایشان و انس بایشان مانع حلاوت ذکر

دل کو سب طرف سے گھیر لے اور دل کو جو جوارح میں
ایک گرفت حاصل تھی اوسے برہم کر دی اور یہ
وجد کبھی تو صعق یعنی بیہوشی ہوتا ہے اور کبھی خرق
یعنے کپڑے پھاڑنا و حرکت ہوتی ہے اور کبھی بکا و حزن
غمگین ہونا اور کبھی ماسوا سے نفرت فقط اور اللہ
کی طرف کھینچنا اور زاجر عقل کا افاضہ ہو قلب پر اور
وجد کام قلب کا ہوا اور نفس کا مقید ہونا قلب
کے ہاتھ میں اور اوسکے بعد تیقظ ہوتا ہے اور
تیقظ ہوشیاری و خبرداری ہے مخالفات کو
مخالفات جاننا اور اُس سے بدگمانی - اور
نفرت اور امداد عقل کی ہے اور جاری ہونا
عقل کا موافق قلب کے حکم کے اور اوسکے ادراک
مصروف ہونا قلب کے مقتضیات میں ہے اوس
کے بعد اقلاع ہے مخالفات سے اور اپنی قدیمی
وضعوں کے تغیر ہے اور عبادت کا لازم کر لینا
اور نفس کو اوسکے مکروہ پر صبر کرنا اور اوسکی سرکشی
زایل کرنا اور یہ تسخیر قلب کی ہے کہ جوارح اور عادات
کو مسخر کر لیا اور اپنا تابعدار بنا لیا اور اپنے مذہب سے
متمذہب کر لیا اسکے بعد زہد ہے اُن مباح چیزوں
میں جو دل کی مشغولی سے باز رکھیں خواه مانع
خارجی ہو جیسے ایسا شغل کہ سارا وقت اُس
میں صرف ہو جاوے اور فرصت نہ ملے -
آخرت کے کام کی یا مانع نفسانی ہو جیسے مال
کے ہم کرنیکی اور اہل کی محبت کا [illegible] محبت اور اُنکی
طرف رغبت کرکے حلاوت کی مانع ہے +

است و همچنین سخن با مردمان گفتن و در فکر
شعر و معقولات افتادن و این نیز اعراض
قلب است از غیر محبوب بعد از آن محاسبه
و هوش در دم یعنی هر دم باید که واقف حال
خود باشد که بغفلت میگذرد و یا بمعصیت
میگذرد و یا در طاعت اگر موافق مقصد است
شکر گفتن و در فکر بقاء آن افتادن بلکه فکر
زیادت کردن و اگر مخالف است تجدید
توبه نمودن بالجمله این قدر تهذیب نفس است
خواه اول حاصل شود یا بعد تهذیب قلب
عقل این مجموعه را توبه میگوییم و مقام توبه
صورتها مختلف دارد چنانکه چون مرد جوان
شود رغبت به نساء پیدا آید و آهسته آهسته
مقتضیات محبت از اشتغال اوقات باین
و بذل مال و نفس در تحصیل آن در دل او دل
میکند و چه چیزها که ابتدا و سیر سید در هر شخصے
بنوعی ظاهر شود احوال دیگر [illegible] اما عقل
آنهمه را باتحاد اصل آن [illegible] شمارد همچنان
این مرد را چون نفس شهوی مسخر شد و حکم قلب
عقل قبول نمود چه احوال که ظاهر میشود و
عقلا آنرا بیک نام [illegible] آن نام توبه
است پس مقام [illegible] احوال و ثمرات
بسیار دارد [illegible] اعانت کرده
میشود بچهار خصلت قلت طعام و قلت منام
و قلت کلام و قلت [illegible] صحبت مع الانام مثل

اور اسی طرح لوگون سے باتین کرنی اور فکر شعر
اور معقولات مین پڑنا اور یہ بہی قلب کا پہیرنا ہے
غیر محبوب سے اسکے بعد محاسبہ ہے اور ہوش در
دم یعنے ہر دم اپنے حال سے واقف ہو کہ غفلت
مین جاتا ہے یا معصیت اور گناہ مین گذرتا ہے
یا عبادت مین اگر موافق مقصد کے ہے شکر کرے
اور اوسکے باقی رکہنے کے فکر مین رہے بلکہ فکر زیادتی
کا کرے اور جو مخالف ہے تو نئی سر سے توبہ کرے
غرض اسقدر تہذیب نفس کی ہے خواہ پہلے حاصل
ہو جائے خواہ بعد تہذیب قلب و عقل کے اوراس
مجموعہ کو ہم توبہ کہتے ہین اور توبہ کا مقام مختلف
صورتین رکہتا ہے جیسے جب مرد جوان ہو تو
عورت کی محبت واقع ہوتی ہے اور آہستہ آہستہ
محبت کے مقتضیات جیسے اوقات کا اوسمین
مشغول کرنا اور مال و نفس اوسکے حاصل کرنے کو
خرچ کرنا دل مین ظہور کرتا ہے اور بہت چیزین ظاہر
ہوتے ہین ہر شخص مین ایک طرح کا دوسرا حال
ہوتا ہے مگر عقل اُن سب کو ایک ایک اصل ہونے
کے سبب ایک ہی جانتی ہے اسی طرح اس مرد کا
جب نفس شہوی مسخر ہوگیا اور قلب و عقل کا حکم قبول
کیا کیسے کیسے احوال ظاہر ہوتے ہین اور عقلا اُن
سب کا ایک نام کہتے ہین وہ نام توبہ ہے پس مقام توبہ کا
ایک ہے اور احوال اور ثمرے [illegible] بہت ہین اور قلب
جو نفس کو تسخیر کرے تو مدد کیجاتی ہے چار خصلتوں سے
قلت طعام اور قلت منام اور قلت کلام اور قلت صحبت

مربوط نمائیم یا مثل سیماب کہ در وے دو جزو
بہم آمدہ اند سیلان از مار است و ثقل از فضہ
عجائب آثار کہ از سیماب ظاہر میشود - اثر
ہمین گرہ است اگر فرض کنند کہ آب و فضہ
از ہم جدا شوند مانند دریمی باشد کہ در یک
غرفہ آب نہادہ شود و آنجا آن اعاجیب ہمہ
نابود گردد و آن نمایش ہا ہمہ مختفی شود ہم
چنین بسیاری از احوال متصوفہ بہ سبب
این گرہ ظہور میکند و چون صحو صرف و تمکین
محض و بقاء مطلق بوجود آید و ہر لطیفہ بکار
خود مقید باشد بغیر اختلاط بدیگرے این نمایشہا
ہمہ نیست گردد نہ وجد ماند و نہ شطح و صوفی
از عامی شناختہ نشود و باید دانست کہ مقام
صنفی است کہ در سلوک راہ خدا تعالی کسب
بیباید کرد تا سلوک او تمام شود و لابد حد متسع
است کہ اختلاف احوال و اوقات استعداد
را گنجایش دارد زید را طریقے پیش آید و عمرو
را بوضعی و حال نام ثمرۂ این مقام است یا
تام وضع خاص او باشد کہ درین شخص و درین
وقت بحسب استعداد خاص او ظہور نمودہ
است لہذا مقام را مکتسب گویند و حال را
موہبت شمرند مثلاً ترک مقتضیات نفس شہویہ
و نفس سبعیہ مقام است و ثمرہ کہ عقیب
آن آید از جنس نورانیہ و صفا و وجد و روح
حال است و ہم چنین صورت اثر کردن پند

مربوط کریں یا اُس گرہ کی مثال ایسی ہے جیسے سیماب
یعنی پارہ کہ اوسمیں دو چیز بہم ہیں سیلان پانی کا
اور ثقل چاندی کا سیماب سے جو عجیب عجیب آثار
ظاہر ہوتے ہیں اسی گرہ کا جو فرض کریں کہ آب
و فضہ یعنی پانی اور چاندی جدا ہو جائیں تو ایسا
ہو کہ ایک روپیہ ایک چلو پانی میں رکھا ہوا ہے
تو اب وہ عجیب عجیب اوسکی باتیں سب نابود
ہو جائینگی اور وہ نمائشیں سب چھپ جائینگے اسطرح
بہت سے احوال متصوفہ اس گرہ کی سبب سے ظاہر ہوتے
ہیں اور جب یہ صحو صرف اور تمکین محض اور بقائے مطلق
واقع ہوتا ہے ہر لطیفہ اپنے کام میں مقید ہوتا ہے کسی
دوسرے سے مختلط نہیں ہوتا یہ نمائشیں سب نیست و
نابود ہو جاتی ہیں نہ وجد رہتا ہے نہ شطح اور صوفی اور
عامی میں کچھ تمیز نہیں ہوتی ہے کہ صوفی کونسا ہے اور
عامی کونسا ہے - اور جاننا چاہیے کہ مقام ایک صفت
ہے کہ اللہ کے رستہ چلنے میں حاصل کرنا چاہیے تاکہ اوسکا
سلوک پورا ہو جاوے اور ضرور ایک حد وسیع ہے کہ اختلاف
احوال اور اوقات اور استعداد اوسکی گنجائش رکھتی ہے
زید کو اس طرح پیش آتا ہے اور عمرو کو اور وضع اور
حال اس مقام کی ثمرہ کا نام ہے یا ایک اوسکی خاص
وضع کا نام ہے کہ اس شخص اور اس وقتمیں بموجب اوسکی
استعداد خاص کے ظہور کیا ہے اسیواسطے مقام کو کسب
یعنے حاصل اور پیدا کیا ہوا کہتے ہیں اور حال کو موہبت کہتے ہیں
یعنی اللہ کا بخشا ہوا مثلاً مقتضیات نفس شہویہ کا ترک کرنا اور
مقتضیات نفس سبعیہ کا چھوڑنا مقام ہے اور اوسکے بعد جو اوسکا

در دل سالک بمقام توبہ رسانیدن حال
است چون اصل جبلت نفس تقاضائے
شہوات است لاجرم تہذیب او توبہ و
زہد باشد و چون اصل جبلت او طیش و
سکسری است در طلب مقتضیات خود
لاجرم علاج او تسلیط نفس سبعیہ بر وے بود
تا آدمی خود بر خود جوش زند و خود را خود مکدر
داند و خود بر خود حاکم باشد چنانکہ بسیار مے
بینیم کہ او مے خود را عتاب مے کند و از خود باز
خواست مینماید و ندامت و خجالت روے
مید ہد و این تسلط نفس سبعی است۔ بر
نفس شہوی و این معنی بغیر فہم نکتہ و فرو رفتن
آن در دل و چابک زدن آن بر دل
میسر نشود چنانکہ بسیار مے بینیم کہ بعض سخنہا
بدل اثر مے کند و مدتے آن اثر میماند این
تسلط قوۃ دراکہ است بر قلب و لہذا اکابر
صوفیہ مفتاح توبہ زاجر را نہادہ اند یا شد کہ
تقلب دنیا بہ بیند و بیک دفعہ خود بخود جدا از
معاصی دست باز دارد و باشد کہ سخن واعظ
شنود و وقتے عجیب مصادفہ نماید و بیکدفعہ
دل بجانب او گردد و باشد کہ طول صحبت
با اہل اللہ آہستہ آہستہ او را میل استقامت
بدل ساند و در ینصورت زاجر دفعی نباشد
بلکہ تدریجی ، و زاجر سبب انبعاث وجد شود
و حقیقت وجد تغیر قلب است بوجہے کہ

سالک کے دل مین اوس مقام توبہ مین پہنچا تا حال ہے چونکہ
اصل جبلت اور سرشت نفس کے تقاضا شہوات ہے
تو اوسکی تہذیب ضرور توبہ اور زہد ہے اور جب اصل
جبلت اوسکی غصہ اور سکسری ہے اپنی مقتضیات کا
طالب کرتی ہین ضرور علاج اوسکا اسپر نفس سبعیہ کا
مسلط کرنا ہے تاکہ آدمی خود اپنے پر آپ جوش مین
آئے اور آپ اپنے تئین مکروہ جانے اور اپنے پر آپ
حاکم ہو جیسے اکثر ہم دیکھتے ہین کہ آدمی اپنی پر غصہ ہوتا
ہے۔ اور اپنے سے آپ بازپرس کرتا ہے اور اوسے
ندامت اور شرمندگی ہوتی ہے یہ تسلط نفس سبعی کا ہے
نفس شہویہ پر اور یہ بات بے سمجھے ایک نکتہ کو اور اوسکے
دل مین اتر جانیکے اور اوسکی دل پر چابک مارنیکے
میسر نہین ہوتے جیسے ہم اکثر دیکھتے ہین کہ بعضی
باتین دل مین اثر کرتی ہین اور مدتون اوسکا اثر
رہتا ہے اور یہ تسلط قوت دراکہ کا ہے قلب پر اوسی
واسطے بڑی بڑی صوفیون نے توبہ کی کنجی زاجر کو
ٹھیرایا ہے ایسا ہو کہ دنیا کی گردش دیکھکر ایک دفعہ
پیچ و تاؤ کھا کر گناہون سے توبہ کرے اور یا ایسا ہے
کہ واعظ کی باتین سنکر اوسے ایک عجیب وقت حاصل
ہو اور ایک دفعہ ہی اوسکی طرف دل پھر جاوے اور یا
ایسا ہو کہ اہل اللہ کی صحبت مین بہت رہنے سے
آہستہ آہستہ استقامت کی رغبت اوسکے دل مین آجاوے
اور اس صورت مین زاجر ایکبارگی کا نہوا تدریجی ہوا
یعنی دفعتہ دفعتہ اور زاجر وجد کا اور حالت کہڑی ہونیکا سبب ہے
اور وجد کی حقیقت ایک دل کی تغیر ہے ایسی وجہ سے

قلب بمضغہ صنوبریہ مربوط است و پاۓ
نفس بکبد و پاۓ عقل بدماغ و ہمچنین روح
گاہے اطلاق کردہ میشود بر مسبد حیوۃ و گاہے
بر نسیم طیب کہ در بدن ہمی ساری است و
گاہے بر روح ملکوت کہ پیش از آفرینش
آدمی بدو ہزار سال مخلوق شدہ و اخذ
میثاق نیز شائیش از بعض تنزلات او بود
و مراد ما اینجا از روح ہمان قلب است۔
چون احکام سفلائیہ را بگذارد و مشابہتہ
روح ملکوت و نفس ناطقہ بروے غالب
آید و ہمچنین ستر در اصل لغت و شرع برای
ہیچ معنی موضوع نیست و بحسب لفظ دلالت
بر اختفا میکند و ہر لطیفۂ از لطائف نفس
مختفی است و از ینجا است کہ گاہے عقل
را ستر گویند و گاہے روح را آنچہ ما ارادہ مے
کنیم ہمان عقل است چون اخلاد بارض بگذارد
و احکام علوی بروے غالب آید و مشاہدہ
تجلی اعظم او را میسر شود از ین تحقیق دانستہ
شد کہ لطیفۂ روح از جسد برتر است۔ اما او
را نظرے ہست خاص بمضغہ قلب و لطیفۂ
ستر از جسد برتر است اما او را نظرے ہست
بدماغ بالجملہ از اختلاف اصطلاحات ایشان
انفہام مراد و صعوبت فہم مرام پیش آمدہ و
بعض صوفیہ حالی را از احوال قلب تقریر کنند
و در بیان آن تعمق نمایند۔ و حالی روح را

مضغہ صنوبریہ میں بندھی ہوئی ہیں اور نفس کے
پاؤں جگر میں اور عقل کے دماغ میں جمے ہوئے
ہیں اور اسیطرح کبھی روح بولتی ہیں مسبد حیات
کو اور کبھی نسیم طیب کو جو سارے بدن ہی میں
سرایت کئے ہوئے ہے۔ اور کبھی روح ملکوت کو جو
آدمی کی پیدائش سے دو ہزار برس پہلے خلق
ہوئے ہیں اور میثاق لینا بھی اوسی کے
بعضے تنزلات سے ایک نمائش ہے۔ اور
ہماری مراد یہاں روح سے وہی قلب
ہے جب احکام سفلیہ کو چھوڑ دے اور مشابہت
روح ملکوت اور نفس ناطقہ کی اوسپر غالب
آئے اور اسی طرح ستر اصل لغت اور شرع
میں کسی معنے کے واسطے موضوع نہیں۔ اور
بحسب لفظ چھپنے پر دلالت کرتا ہے اور لطائف
نفس کا ہر لطیفہ چھپا ہوا ہے اور اسی سبب سے کبھی
عقل کو ستر کہتے ہیں اور کبھی روح کو مگر ہم جو ارادہ
کرتے ہیں وہ ہی عقل ہے جو زمین پر چپکنے سے چھوڑ دے
اور احکام علوی اوسپر غالب آئیں اور تجلی اعظم کا
مشاہدہ اوسے میسر ہو اس تحقیق سے معلوم
ہوا کہ لطیفہ روح کا جسم سے برتر ہے مگر اوسکی
ایک خاص نظر ہے مضغہ قلب پر اور لطیفہ ستر
سے بلند و برتر ہے مگر اوسکی نظر خاص دماغ پر ہے غرض
صوفیوں کی اصطلاحات و تعبیرات کے اختلاف سے مراد
اچھی طرح نہیں معلوم ہوتی اور مطلب مشکل سے سمجھ میں آتا
ہے اور بعض صوفی ایک حال احوال قلب میں سے تقریر کرتے ہیں

ن او نهند مثلاً محبت قلب را تقریر کنند و
لیفی از والفت وانس وانجذاب نهند و آن از
حال روح است نه از احوال قلب و هم
ین یقین را که کار عقل است کشید وکشیده
ہند و بطون مختلف از آن منشعب سازند گویند
مرتبه اول علم الیقین است و مرتبه ثانی
ین الیقین و مرتبه ثالث حق الیقین و پس
بسبب تشقلن را باید که این کلیه را یاد گیرد و
ز اختلاف عبارات ایشان مشوش نشود و
باید دانست که میان قلب و نفس و هم چنین
میان عقل و قلب علاقه قوی واقع است
و با یکدیگر گرہے خورده اند و اتصالی پیدا کرده
مثل آن گره مثل کمان است که در وے
قرون حیوانات و خشب را ترکیب داده اند
و گره زده پس هر یکے بحکم اتصال و مجاورت
از خاصیت دیگر بهره میگیرد و در حقیقت آتش
نرم شدن خاصیت شاخ است و بالفعل
خشب نیز بگردش آن میگردد و بحرکت آن
حرکت مینماید و صلابت و کرخت بودن
کار چوب است و بالفعل شاخ نیز حکم چوب
گرفته است اما چون اصلاح قوس خواهند و
اراده کنند که آنرا بمنزلهٔ که اعتدال صورة
نوعیه تقاضا میکند موزون سازند لابد است
که هر یکے را بمنبع آن منسوب کنیم و قدر ظهور
هر اثرے به قدر قوة اصل ۰ ۰ ۰

باطن ٹھیراتے ہین مثلاً محبت قلب بیان کرتے ہین
اور اوسکا باطن الفت وانس اور انجذاب یعنی
کشش ٹھیراتے ہین اور وہ احوال روح کا ہے نہ
احوال قلب کا اور اسی طرح یقین جو کام عقل کا ہے
کھینچتے کھینچتے اوسے بہی آجاتے ہین اور بہت باطن
مختلف اوسکے شعبے بناتے ہین کہتے ہین کہ مرتبہ پہلا
علم الیقین ہی اور دوسرا مرتبہ عین الیقین ہے
اور تیسرا مرتبہ حق الیقین ہی تو دریافت کرنے
والے دانا کو یہ بات چاہئے کہ اس کلیہ کو یاد
کرنے اور صوفیون کی عبارت کے مختلف ہونیسے
پریشان نہو اور جاننا چاہئے کہ قلب ونفس کے درمیان
اور اسی طرح قلب وعقل کے درمیان ایک بہت
قوی علاقہ ہی اور باہمدگر گرہ کہائی ہوئی اور لپٹی ہوئے
ہین اور ایک اتصال ہو اس گرہ کی مثال کمان
کی مثال ہے جسمین حیوانات کی سینگ اور لکڑی
لگی ہوئی ہو اور گرہ دی ہوئی ہی تو ہر ایک لکڑی اور
سینگ بہ سبب اتصال اور پاس ہونے کے
ایک دوسرے سے حصہ لیتا ہی حقیقت مین آگ سے
نرم ہونا سینگ کی خاصیت ہی اور اب لکڑی
بہی اوسکی گردش سے پہر جاتی ہین اور اوسکی حرکت
کیساتہ حرکت کرتی ہی اور سختی اور کرخت ہونا لکڑی کا
کام ہی اور اب سینگ نے بہی لکڑی کا حکم پیدا کیا ہی گو
جب کمان کی اصلاح چاہین اور ارادہ کرین کہ جو صورت
نوعیہ کا اعتدال ہی اوسمین موزون کرین تو ضرور ہے کہ
ہر حکم کو اوسکی جائے سے نسبت دین اور ہر اثر کے ظہور کی قدر

مقدار قوت اصل کے

سپید اسکروند بعض ملہم میشوند کہ در امور بنی آدم
تصرف کنند مثل تصرف ملائکہ سفلیہ و ایشان
ابدال میشوند و بعض ملہم باین قسم نمیشوند اما
بعض قوائے مثالیہ در ایشان حسبۂ حسبۂ ظہور
مے گردد کشف و رؤیا صادقہ و ہاتف بلکہ طی
ارض و مشی علی الماء بہ روئے کار مے آید
سید الطائفہ جنید اول کسی است کہ ازین تعمق
برآمده راه متوسط اختیار کرد و ہر ریاضتے را
بجائے خود نہاد و ہر کہ بعد از جنید پیدا شده
است از متصوفین براه او رفتہ است۔ و
منت جنید در گردن اوست داند یا نداند
و صاحب قوۃ القلوب کہ ابو حنیفہ صوفیان
است ہم روش جنید را شرح و بسط کرده اما
فی الجملہ طریقہ محاسبی نیز مخلوط ساختہ است
زیراکہ در آن عصر بالکلیہ ازان تشدد منقح نشده
بود واللہ اعلم بالجملہ بناء سلوک سید الطائفہ جنید
بر تہذیب پنج لطیفہ است نفس و قلب و
عقل و روح و سر و ہر یکے را تہذیبے است
و خاصیتے و مکانے از جسد ابن آدم و تہذیب
نفس و قلب و عقل را باصطلاح ایشان
طریقت گویند و تہذیب روح و سر را معرفت
نامند و درین مقام از تسامح تعبیرات صوفیہ
خللی پدید آمده است و ما میخواہیم کہ بر اصل آن
خلل مطلع سازیم تا مونتہ تفاصیل آن کشیدن
در ہر بابے ۔

کے پیدا کرتے تہے اور بعضون کو الہام ہوتا تہا کہ بنی آدم
کے کامون مین تصرف کرین جس طرح ملائکہ سفلیہ کرتے ہین
اور یہ ابدال ہوتے ہین اور بعضون کو اس قسم کا
الہام نہین ہوتا مگر بعضے قوائے مثالیہ ان مین کچہ کچہ
ظہور کرتے ہین اور کشف اور سچے خواب اور ہاتف بلکہ
طی ارض اور پانی پر چلنا حاصل ہوتا ہے سید الطائفہ حضرت
جنید قدس سره اول وه شخص ہین کہ اس تعمق سے نکلکر
راه متوسط اختیار کی اور ہر ریاضت کو اوسکی جگہ پر مقرر
کیا جو حضرت جنید قدس سره کے بعد پیدا ہوا ہے صوفیون
مین سے وه اونکی راه پر چلا ہے اور حضرت جنید قدس
سره کا احسان اونکی گردن پر ہے وه جانے یا نجانے اور
صاحب قوت القلوب جو صوفیونکا ابو حنیفہ رہے اونہون نے
بہی حضرت جنید قدس سره کے روش کی شرح اور بیان
کیا ہے مگر کسی قدر طریقہ محاسبی بہی ملادیا ہے اسواسطے
کہ اس زمانہ مین بالکل اس تشدد کی تنقیح نہوئی تہی واللہ
اعلم الحاصل حضرت جنید سید الطائفہ قدس سره کے سلوک
کی بنا پانچ لطیفون کی تہذیب پر ہے نفس و قلب و
عقل و روح و سر اور ہر لطیفہ کی ایک تہذیب ہے اور
ایک خاصیت ہے اور ایک مکان بنی آدم کے جسم
مین اور نفس و قلب و عقل کی تہذیب کو اونکی اصطلاح
مین طریقت کہتے ہین اور روح و سر کی تہذیب کا
معرفت نام ہے اور اس مقام مین سہل انگاری سے
صوفیون کے تعبیر کے ایک خلل ہوگیا ہے اور ہم چاہتے ہین
اس خلل کی اصل سے مطلع کردین تاکہ محنت نہ پہنچے
ہر باب مین اوسکی تفصیل کے

م نباید دانکه این الفاظ بر معانی بسیار اطلاق
ره میشود مثلاً گاہے نفس گویند و مید او
ت اراده کنند و باین معنی مرادف روح
شد و گاہے نفس گویند و طبیعت بشریہ کہ
تقضی اکل و شرب است اراده کنند و
ہے نفس گویند و نفس شہوی اراده سے
ند و تفسیر آن سابقاً ذکر کردیم کہ طبیعت
شریہ حکم رانے سکیند بر قلب و عقل و ہر دو را
ادم خود میسازد و ازینجا رذایل بسیار متولد
شوند و مجموع آن رذایل را نفس میگوییم و ہم
چنین گاہے قلب گویند و مضغہ صنوبری اراده کنند
و گاہے قلب گویند و لطیفہ دراکہ خواہند و باین معنی مرادف
عقل باشد لیکن آنچہ ما قصد میکنیم آنست کہ ارواح قلبیہ جملہ صفات
نفسانیہ از غضب و حیا می کنند و عقل و نفس
مدد او میشوند پس این را قلب میگوییم و عقل گاہی
بمعنی دانستن یا قوتی کہ دانستن بسبب آن
باشد اطلاق کرده میشود و باین معنی عرضی باشد
از اعراض نہ جوہر قایم بنفسہ و گاہی عقل گویند
جوہر روح را خواہند بسبب بعض افعال او کہ
ادراک است و از عقل آن اراده میکنیم کہ
قوی ادراکیہ تصور و تصدیق نماید و قلب و
نفس تابع او شوند و ہیئت اجتماعیہ میان خراج
قوت دراکہ و امداد قلب و نفس او را حادث
شود پس ازین تحقیق دانستہ شد کہ این ہم
سہ لطیفہ در تمام بدن ساری اند اما پاے

پس جاننا چاہئے کہ یہ الفاظ بہت سے معنی پر بولی
جاتی ہین مثلاً کبھی نفس کہتے ہین اور اُس سے
سبد و حیات ارادہ کرتے ہین اور اِس معنی سے
روح کا مرادف ہوا اور کبھی نفس بولتے ہین اور
اُس سے ارادہ کرتے ہین طبیعت بشریہ جو کھانے
پینے کی مقتضی ہے اور کبھی نفس کہتے ہین اور نفس شہوی
مراد ہوتی ہے اور اُسکی تفسیر ہم پہلے بیان کر چکے ہین
کہ طبیعت بشریہ حکمرانی کرتی ہے قلب اور عقل پر اور
دونون کو اپنا خادم بناتی ہے اور یہان سے بہت
بُری باتین پیدا ہوتی ہین اور اُن سب برائیون
کے مجموعہ کو ہم نفس کہتے ہین اور اسی طرح کبھی قلب
کہتے ہین اور مضغہ صنوبری ارادہ کرتے ہین اور
کبھی قلب کہتے ہین اور لطیفہ دراکہ ارادہ کرتے ہین
اور اِس معنی مین عقل کا مرادف ہوا لیکن ہم جسکا
قصد کرتے ہین وہ یہ ہے کہ ارواح قلبیہ صفات نفسانیہ
کو جو اوٹھاتی ہین جیسے غضب اور حیا اور عقل و نفس
اُوسکے مددگار ہوتے ہین ہم اوسی قلب کہتے ہین اور
عقل بمعنی جاننے کے یا اُس قوت کو جسکے سبب سے
جاننا ہے بولتے ہین اور اِس معنے سے ایک عرض ہے اور
اوس مین سے جوہر قایم بنفسہ نہین اور کبھی عقل [illegible]
اور جوہر روح مراد ہوتا ہے سوا اُسکے بعض افعال کے
کہ ادراک ہے اور ہم عقل سے ارادہ کرتے ہین کہ قوائے ادراکیہ
تصور و تصدیق کرے اور قلب و نفس اوسکے تابع ہون اور ہیئت
اجتماعیہ قوت دراکہ کو مزاج کے درمیان اور قلب و نفس کے [illegible]
اوس سے پیدا ہو تو اِس تحقیق سے جانا گیا کہ یہ تینون لطیفے سارے

وعدا این فرق بسطی سیطلبد کہ وظیفہ این کتاب نیست
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم علامات منافقان
و مقربان و اصحاب الیمین علی الوجہ الاتم بیان
فرمودہ اند قال ثلث من کن فیہ کان منافقا
خالصا اذا عاھد غدر و اذا خاصم فجر و اذا
ائتمن خان و خدا تعالی در قرآن عظیم صورتہا
ہر سہ فرق را باشباع تمام شرح دادہ وآنچہ
جہال درین طب روحانی خلط کردہ بودند
بر انداخت لہذا از وصال و دوام صیام
منع فرمود و ترک سحور را مکروہ داشت و تبتل را
مستقبح دانست تا حکم این اعتدال مزاج
و موافقہ صناعۃ بطبیعۃ سلیمہ کہ میزان طب
روحانی ست از دست نرود و ذلک تقدیر
العزیز العلیم *

فصل پنجم

در تہذیب لطائف خمس بروش سید الطائفہ
جنید قدس سرہ وآن بطریقت و معرفت
مسمی میگردد بعد انقضاء عصر صحابہ و تابعین
جمعے پیدا شدند کہ بہ تعمق و تشدد افتادند و
احتیاط و کسر نفس کہ از شرع بگوش ایشان
رسیدہ بود بغیر رعایت وزن و تشخیص ہر دوائے
برائے ہر دائی پیش گرفتند و گفتند کہ مانع
بجز نفس و عادت و رسم نیست پس اقصے
الغایۃ سعی باید کرد و نفسے شہوی و سبعی را
کسر باید نمود پس ترک جماع و طعام لذید

اور اس سے زیادہ کا شمار بہت بیان چاہتا ہے کہ
اس کتاب کے لائق نہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے منافقون کی علامتین اور مقربون اور
اصحاب یمین کے نشانیان خوب پوری وجہ سے
بیان فرمادین ہین قال علیہ ثلث من کن فیہ کان منافقا
خالصا اذا عاھد غدر و اذا خاصم فجر و اذا ائتمن
خان اور خدا تعالی نے قرآن عظیم مین تینونکی صورتین
بہت سیر کر دینے کے ساتھ کہولدین ہین اور جو
جاہلون نے اس طب روحانی مین ملا جلا دیا تہا
سب کو دور کر دیا ہے اسیواسطے صوم وصال
صوم دوام سے منع فرمایا اور ترک سحور کو مکروہ
اور تبتل کو برا رکہا تا کہ اس اعتدال کا مزاج اور موافقت
صناعت طبیعت سلیمہ کے جو میزان طب روحانی
ہاتہ سے نجاتی رہی و ذلک تقدیر العزیز العلیم *
فصل پانچوین تہذیب مین پانچون لطیفون
بموجب روش سید الطائفہ حضرت جنید قدس سرہ کے
اور اسے طریقت اور معرفت کہتے ہین بعد اصحاب
تابعین کے زمانہ سے ایسے لوگ کچہہ پیدا ہوگئے
غور اور تشدد مین پڑے اور احتیاط اور کسر نفسی جو
اونکے کان مین پڑی تہی تو بغیر رعایت وزن
تشخیص کے ہر دوا ہر درد کی اختیار کی اور کہا کہ
و عادت اور رسم کے سوا اور کوئی شئے مانع قرب
نہین تو پرلے درجہ کی کوشش کرنی چاہئے او
شہوی و سبعی کو توڑنا چاہئے تو جماع ترک کیا اور
اچہے لذید کہانے *

باس ناعم اختیار کردند تا آنکہ طبیعت ایشان
ل طبیعت ناقہین گشت کہ تقاضا ہا را
اموش کردہ باشد یا مثل طبیعت متقشفین
یا تبعات اہل حضر آشنا نباشد بعد اللتیا
اللتی قسطی از ضروریات زندگانی نفس
دند مثل دادن دوا مر تا بدن از ہم نپاشد
ہم چنین خود را در ول افگندند و سیاحات
تیار کردند و مشغول کردند نفس را باشتغال
بسبب آن حب جاہ و حب غلبہ و حرص
ل مطلقاً فراموش کند و ہمیشہ در بیابانہا
بگذرانیدند و موت احمر و موت ابیض و
دت اسود لازم گرفتند نہ ایشان را با
نیا کاری و نہ دنیا را با ایشان راہی و قوۃ
زاکہ را ریاضت کردند تا غیر معانی اذکار
در باہد و احادیث نفس بخاطر نگذرد و در
بادات و معاملات خروج از اختلاف فقہا
دور بودن از شبہات مطمح نظر ساختند و
وقات خود را چندان بعبادات مشغول نمودند
زیادہ بر آن متصور نبود انہمہ تصوف
وام است کہ بے وزن ریاضت کشند و
ول و آخر راہ را نشناسند و اول کسی کہ این
قاعدہ نہاد حارث محاسبی است و در
ین کلمات چند کہ نوشتیم عمدہ این مشرب را
درج نمودہ ام فہم من فہم بعد این ریاضات
بعض مستعدان حالتے مثل ملائکہ سفلیہ

اور عمدہ عمدہ لباس چھوڑ دئیے یہانتک کہ اونکی طبیعت
ناتوانوں کی سی ہو گئی - کہ سب تقاضائے نفس بھول
گئے ہوں - یا ایسی جیسی مفلس قانع جو اہل وطن کے
نعمتوں سے واقف نہوں بعد حیلہ حوالہ کے کچھہ
ضروریات زندگی سے نفس کو دیا جیسے کہ کڑوی دوا
دیتے ہین کہ بدن قایم رہے اور اسیطرح اپنے تئین
ذلت مین ڈالا اور سیاحت اختیار کی اور نفس
کو ایسے کامون سے مشغول کیا جس سے وہ حُبّ
جاہ و حبّ غلبہ و حرص مال مطلق بھول جاوے اور
ہمیشہ جنگل مین زندگی بسر کرتے تھے اور موت احمر
اور موت ابیض اور موت اسود اپنی پر اونہون نے
لازم کر لی تھی نہ اونکو دنیا سے کچھہ کام اور نہ دنیا کو
اونکی طرف راہ اور قوت دراکہ کی ریاضت کی کہ تا
سوائے معنی ذکر کے اور کچھہ نہ پاسکے اور حدیث
نفس خاطر مین نہ گذری اور عبادات و معاملات
مین فقہاء کے اختلاف سے نکلنا اور شبہات سے دور رہنا
اپنی مد نظر کیا اور اپنی اوقات کو اتنا عبادت مین مشغول
کیا کہ اس سے زیادہ متصور مین نہ آئے تو یہ تو سب
تصوف عوام کا ہے کہ بے وزن ریاضت کرین اور
اول و آخر راہ کا کچھہ نہ پہچانین اور جس نے پہلے یہ راہ نکالی وہ
حارث محاسبی ہے اور ان چند کلمون مین جو مین نے لکھے ہین
اس مشرب کا عمدہ درج کیا ہے فہم من فہم یعنی جو
سمجھہ گیا وہ سمجھہ گیا - ان سخت ریاضتون کے بعد بعضے
بعضے مستعد ایک حالت مثل ملائکہ سفلیہ

+ + + + + + + + + + + +

بہ حکم نقصان مادہ آثار نوع را وجہ التمام
قبول نکردہ و در بعض ہیئتے منافی احکام نوع
قایم شدہ مثل آنکہ صورۃ نوعیہ انسانیہ مقتضے
آن است کہ شبق و غضب و جرات در مرد
علی وجہ الکمال ظاہر شود پس در بعض افراد علی
وجہ الکمال ظاہر است و در بعض دون ازان
و در بعضے آخر عُنّہ و جبن مفرط بسبب فساد
مادہ پیدا شد ہمچنین مزاج نفس انسانی مقتضے
آنست کہ عقل بر نفس سبعیہ مسلط باشد و
نفس سبعیہ بر نفس شہویہ بدان ماند کہ
شخصے بر اسپ سوار شدہ و پس پشت خود
یوزی را نشاندہ تا بواسطہ او شکار کند
مقتضی طبیعے درین صورت آن است کہ
مرد غالب باشد بر یوز و یوز توانا بر دابہ
پس شرع نیست مگر موافقت طبع سلیم
انسانی و این معنے در حدیث مبین شدہ
جائیکہ فرمودہ اند مامن مولود
الا یولد علی الفطرۃ ثم ابواہ یھودانہ
وینصرانہ ویمجسانہ کما تنتج البھیمۃ
جمعاء ھل تحس فیھا من جدعاء
پس اگر عقل بر نفس سبعی مسلط و غالب
شود و نفس سبعی بر قوۃ بہیمی غالب آید
اعتدال انسانی پیدا شود و قوت بہیمی را
مصرفے معین کند تا بان مصرف ہر چہ ضروری
است از مطعم و مشرب و ملبس و مسکن ۔

نقصان مادہ کے سبب پوری پوری نہین اور بعض مین
ایسی ہیئت قایم ہے کہ احکام نوعیہ کے منافی
ہے اُسکی مثال یہ ہے کہ صورت نوعیہ انسانیہ اُس
کے مقتضے ہے کہ مرد مین قوۃ باہ اور غضب و جرأت
خوب کامل ہو تو بعضی مین تو کامل ہے اور بعضے
مین اُس سے کم اور بعضے نامرد اور بزدل نہایت
بسبب مادہ کے فساد کے ہین اسی طرح مزاج
نفس انسانی اس کا مقتضے ہے کہ عقل نفس سبعیہ
پر مسلط ہو اور نفس سبعیہ مسلط ہو نفس شہویہ پر اُس
کے مانند کہ ایک شخص گھوڑے پر سوار ہے ۔ اور
پیچھے اپنے ایک چیتا بٹھا ہوا ہے کہ اُوسکے واسطہ
سے شکار کرے مقتضائے طبیعی اس صورت
مین یہ ہے کہ وہ شخص چیتے پر مسلط ہو اور چیتا
قوی ہو اوس پر جس کا شکار کرے تو شرع موافقت
ہے طبع سلیم انسانی کے اور کچھہ نہین اور یہ بات
حدیث شریف مین بیان ہے جہان فرمایا ہے
مامن مولود الا یولد علی الفطرۃ ثم ابواہ
یھودانہ وینصرانہ ویمجسانہ کما تنتج
البھیمۃ جمعاء ھل تحس فیھا من
جدعاء تو اگر عقل نفس سبعی پر مسلط ۔ اور
غالب ہو جاوے اور نفس سبعی قوت بہیمیہ
پر غالب ہو جاوے ۔ تو اعتدال انسانی
پیدا ہو جاوے ۔ اور قوت بہیمیہ ایک مصرف
پیدا کرے ۔ کہ وہ اُس مصرف
مین جو کچھہ ضروری ہے کھانا پینا ۔ رہنا

[illegible]

و ملکہ بکار برد بوجہی کہ نہ مخالف عقل شود و نہ
مزاحم قوت سبعیہ و از تقاضاء مزاحمت باز ماند
و این اصلاح قوت بہیمیہ است و قوۃ سبعیہ را
وسعتی دہند تا بدو کار مشغول باشد در معاش
خود باعتدال تصرف کند نہ با عقل عصیان و
رزد نہ قوۃ بہیمیہ را از ہم پاشد و با پروردگار
خود محبت و وفا و خوف و رجا راست وارد
و علی ہذا الاسلوب عقل را ہم در دو کار صرف ہمت
نماید کما لا یخفی و انقیاد بہیمیہ زیر لجام سبعیہ و
عقل و ورزشی مقرر ساختند و آن صوم ہست
و کفارات است تا عقل و سبعیہ جمع شدہ تقاضائے
کاری کنند و بہیمیہ را خواہی نخواہی بر سر آن آورد
و تہذیب سبعیہ را راہی تعین کردند و آن دوام
عبودیت و اقامت سماعت است بالجملہ مہذبان
باین تہذیب نیز سہ قسم اصلی دارند مہذبے کہ
لطیفہ قلبیہ او مہذب تر است ایشان را صدیقین
و شہداء و عباد گویند و دوستی با خدا و رسول
او و دوام عبودیت بر ایشان غالب است و
صرف قوۃ غضبیہ در جہاد اعداء اللہ میکنند و
مہذبے کہ لطیفہ شہویہ او شایستہ تر شد ایشان
را زہاد گویند ترک حظوظ فانیہ بر ایشان غالب
تر است و مہذبے کہ لطیفہ عقلیہ او زور آور تر
ست ایشان را راسخین فی العلم گویند و جماعہ کہ تہذیب
کامل حاصل نکردند و از شرارت نفاق نیز
بدی خلاص یافتہ اند اصحاب یمین اندہ

شجاع اوسے شرح کرے ایسی وجہ سے کہ نہ مخالفت
عقل کی ہو نہ مزاحم قوت سبعیہ کی ہو اور مزاحمت کے
تقاضی سے باز رہے اور یہ قوت بہیمیہ کی اصلاح ہے
اور قوت سبعی کو وسعت دین کہ وہ کاموں میں مشغول ہو
ایک تو اپنی معاش میں اعتدال سے نصرت کرے کہ
نہ عقل کی نافرمانی کرے اور نہ قوت بہیمیہ کو پراگندہ کرے
اور دوسرے اپنے پروردگار سے محبت اور وفا
اور خوف اور امید درست کرے وعلی ہذا الاسلوب
عقل کو بھی ان دو کاموں میں مصروف ہمت کرے
کما لا یخفی اور بہیمیہ کے تابع سبعیہ اور عقل کے کرنے
کے واسطے ایک ورزش مقرر کی وہ کیا ہے روزہ
اور کفارے تاکہ عقل اور سبعیہ جمع ہو کر تقاضا کام
کا کریں اور بہیمیہ کو خواہ نخواہ اوس میں مصروف کریں
اور واسطے تہذیب سبعیہ کی ایک راہ مقرر کی وہ دوام
عبودیت سماعت کا قایم کرنا ہے الحاصل مہذب بھی
اس تہذیب کی تین قسم اصلی رکھتے ہیں ایک وہ مہذب
جسکا لطیفہ قلبیہ بہت مہذب ہو اُن لوگوں کو صدیق اور شہدا
اور عابد کہتے ہیں خدا اور رسول خدا سے دوستی اور دوام عبودیت
اپر غالب ہے اور قوت غضبیہ کو اللہ کے دشمنوں کے جہاد
میں صرف کرتے ہیں اور دوسری قسم وہ ہے کہ اوسکا لطیفہ
شہویہ بہت شایستہ ہے اونکو زہاد کہتے ہیں حظوظ فانیہ کا
ترک کرنا اپر بہت غالب ہے اور ایک وہ مہذب جسکا لطیفہ
عقلیہ بہت زور آور ہے اونکو راسخین فی العلم کہتے ہیں اور
جو لوگ ایسے ہیں کہ تہذیب کامل نہیں حاصل کئے اور نفاق
کی شرارت سے بھی خلاصی پائی جاتی ہے وہ اصحاب یمین ہیں

المزاج دارد اما در شبہات تجسیم و تشبیہ و
اشتراک و تعطیل درماندہ است یا در قرآن
عظیم و رسول کریم و معاد و مجازات شکوک
بسیار بہم رسانیدہ است۔ اگرچہ تا آنجا رسیدہ
کہ خلع ربقہ اسلام کند یا این است کہ افکار
رذیہ ظلمانیہ بر ویرا کہ او غالب آمدہ است
و یقینے نمیتواند بخاطر نشاند و عزمی نمیتواند
سرانجام داد اگرچہ جہت مخالف ہم راسخ نشدہ
است یا این است کہ بشعر و ریاضی و مثل آن
دور رفتہ و تا آنجا عقل او وسعت ندارد کہ خوض
در شرع نیز کند بالجملہ اقسام منافقین در اصل
تقسیم شدہ اند بعد ازان بسبب اختلاط بعض
اقسام بہ بعض قلت و کثرت و باعتبار یک جہتہ
و یک کار ازین قسم شدن و باعتبار جہتہ دیگر
و کار دیگر از قسم دیگر بودن اقسام بسیار پیدا
شدند کہ حصر آن متعذر و عقل نباشد علاجی کہ
شارع در حق منافقین معین فرمود تسلیط
عقل است بر نفس سبعیہ و تسلیط نفس سبعیہ
بر نفس شہویہ و ہر تسلیطے را بعملے کہ مؤید اوست
مربوط ساختن پس باید کہ اثبات معبود
حق کند و او را مرسل رسل و منزل کتب و
حلال کنندہ حلال و حرام کنندہ حرام و جزا
دہندہ بر اعمال عباد و دانندہ سر و
علانیہ اعتقاد کند و آن را خدا تعالی بتذکیر
بالاء اللہ و بایام اللہ و بالموت و ما بعدہ

المزاج رکھتا ہے۔ مگر شبہون مین خدا کے جسم ہونے مین
اور تشبیہ اور شرک مین اور عقل بیکار ہونے مین پڑ
گیا ہے۔ یا قرآن عظیم اور رسول کریم صلعم اور قیامت
وغیرہ اوسزا مین بہت اوسے شک پڑ گئے ہین اگرچہ
وہ نوبت نہین پہنچی کہ اسلام سے نکلجائے یا بُرے بُرے
فکر ظلمانیہ اوسکو دراکہ پر غالب ہین اور کسی چیز کا یقین
نہین جمتا اور کوئی قصد پورا نہین کرسکتا اگرچہ اسکے
برخلاف بھی مضبوط نہین آیا یہ کہ شعر اشعار اور علم
ریاضی وغیرہ مین دور دور چلا گیا ہے اور وہان تک
اوسکی عقل وسعت نہین رکھتی کہ شریعت مین بھی غور
کرے الحاصل منافقون کی قسمین اصل تقسیم مین تین
ہین اسکے بعد پھر اختلاط سے ایک دوسری قسم کی
کمی بیشی قلت و کثرت ہے باعتبار ایک جہتہ اور ایک
کام کے اس قسم سے ہے تو دوسری جہت دوسری
کام کے سبب دوسری قسم سے ہے اسطرح بہت قسم
ہوگئی ہین اسقدر کہ ان منافقونکا شمار عقل سے باہر
ہے تو شارع نے جو منافقونکا علاج مقرر کیا ہے تو
عقل کو نفس سبعیہ پر مسلط کرنا اور نفس سبعیہ کو نفس شہویہ پر
اور ایک مسلط کرنیکو وہ عمل جو اوسکے مدد کرے اوس سے
مربوط کیا ہے پس چاہئے کہ اثبات معبود حق کا کرے اور
اللہ کو رسولونکا بھیجنے والا اور کتابونکا نازل کرنے والا اور
حلال کو حلال اور حرام کو حرام کرنیوالا اور اور بندونکو
انکے اعمال کی جزا دینے والا اور ظاہر اور چھپے کا جاننے والا
اعتقاد کرے اور اسے خدا تعالی نے اللہ کی نعمتون کی
یاد دلانے اور اوسکے عذاب نازل کرنے اور موت اور حشر

مضبوط ساخت و باعمالی کہ محض باین نظر
صادر شوند از صلوٰۃ و صوم و غیر آن مربوط
نمود تا چون جزم عقل باین امور حاصل شود
طبیعت نفس سبعیہ باصلاح آید و خوف
و رجا از ثواب و عذاب باشد و محبت
او با خدا و شعائر او بود و نفس جزء رسے کہ
در اصل فطرت دارد و ہمین خوف و رجا
و محبت صرف کند و بہیمیہ قہر نماید و او
را از افعال او باز دارد و لطف فرمود
بعقل تا با او بحسب جبلت او مکالمہ کرد
و از ان کہ در فہم صفات اللہ ارخاء نمان
نمود و شکوک و شبہات او را دفع کرد
و لطف کرد بتسلیط او بر سبعیہ تا بوفق جبلت سبعیہ معاملہ کرد
از ارشاد خوف عذاب و رجاء ثواب و حب منعم و احسان صفت
سبعیہ این صفات را برگزید و آنرا در باب معاد صرف نمود
و لطف کرد بتسلیط سبعیہ بر بہیمیہ پس حوالہ امور مرغوب بہیمیہ
بر آخرت نماد و سبعیہ بآن شد کہ مرغوب
عاجل را بہ نفع آجل فروخت و بالجملہ این
علاج محاکات فطرۃ سلیمہ است و درست
شد آن قول کہ گفتہ اند صناعۃ اقتدا بالطبیعت
است پس طب جسمانی اقتدا است بطبیعت
بدن و طب روحانی اقتدا است بجبلت نفس
قویہ سلیمہ تفصیل این اجمال آنکہ افراد ہر
نوعی کہ باشد با یکدیگر مختلف اند بعضے منصہ و شن
الاوعیہ بروجہ کمال شدہ است و بعض آخر

اضبط کیا ہو اور ایسی اعمال جو اس نظر سے صادر ہوں
نماز و روزہ وغیرہ مقرر کئے ہیں اسلئے کہ جب عقل کو
ان امور کا یقین حاصل ہو تو نفس سبعیہ کی طبیعت کی
اصلاح ہو جائے اور خوف و امید اوسے ثواب و
عذاب سے ہو اور اوسکی محبت خدا اور اوسکی شعائر
سے ہو اور نفس جسقدر سرشت میں زور رکھتا ہو
بسے خوف و امید و محبت میں صرف کرے اور بہیمیہ پر
غالب ہو جاوے اور اوسکو اوسکے افعال سے باز رکھے
اور عقل پر عنایت فرمائی کہ اوسنے نفس سبعیہ سے
اوسکے جبلت کیموافق ہمکلامی کی اور اللہ کی صفات
سمجھنے میں ذرا باگ ڈھیلی کی اور شک سب شبہ اوسکی
دفع کئے اور لطف فرمایا اوسکے مسلط ہونیکو سبعیہ پر
کر عقل نے موافق جبلت سبعیہ کے معاملہ کیا عذاب کا خوف
اور ثواب کی امید اور انعام دینے والی نعمتیں دینے
والی کی محبت ارشاد کے اور سبعیہ صفتوں میں سے
ان صفتوں کو اختیار کیا اور اونہیں آخرت کے
باب میں صرف فرمایا اور خدا تعالی نے سبعیہ کو مسلط
کرنے کو بہیمیہ پر تو جو باتیں بہیمیہ کے مرغوب ہیں
آخرت کے حوالہ کیں اور اوسکے منشا بہیمیہ ہوا کہ
ہوا اوسے مرغوب جلدی ہے اوسی مدت میں حاصل ہو
پہونچا اور غرض یہ علاج ہمکلامی فطرت سلیمہ کا ہوا اور
وہ قول ٹھیک ہو گئی جو کہا کرتے تھے صناعت اقتدا
طبیعت کو ہے تو طب جسمانی تو اقتدا ہے بدن کی طبیعت کا اور
روحانی اقتدا ہے جبلت نفس قویہ سلیمہ کا اس اجمال کی تفصیل
یہ ہے کہ کوئی نوع ہو اوسکی افراد باہم مخالف ہوتی ہیں بعضے نوعیہ

صرف وزر وگناہست ازینجا فروتر رود و استحسان
آن نماید و اثبات حسن آن کند و درین صورة
خطیئہ احاطہ بوے کردہ باشد قال اللہ تعالے و
احاطت بہ خطیئتہ اولئک ہم اصحاب النار ہم
فیہا خالدون نعوذ باللہ من شرور انفسنا و
من سیات اعمالنا و برین مراتب تہالک بر
طعام لذیذ و شراب مسکر و مفتر و استماع مزامیر و
ارتکاب شطرنج و لعب حمام و تحریش بہائم و
استحسان وقت و طلب کردن ثیاب ناعمہ و بیوت
منقوشہ و بساتین رائقہ و مراکب فارہ بذہن خود
تصویر باید کرد و در ہر یکے التذاذ نفس و سرگرم
شدن قلب و سعی کردن عقل بسبب آن باید شناخت
چگونہ رضا قلب بارتکاب این امور و سخط از
مخالف آن و دوست داشتن ہرچہ بدان رساند
و نفور شدن از ہرچہ از ان باز دارد و در صورت
دوستی بذل مال و خدمت بدن در کار او کردن
و در صورت نفرت شتم و سب بل ضرب و قتل
سہل دانستن و زمان دراز بدل حقد مضمر
داشتن پدید مے آید و چگونہ عقل در تصویر صورت
التذاذ و تقدیر حیل وجدان آن و دفع موانع
آن و ترخص بانچہ پیش خود معذور دارد سعی
مینماید و این صورتہا باندک تامل میتوان شناخت
و منافقے کہ قوۃ سبعیہ او افراط کردہ است
و نفس و عقل مقتدی او شدند حال این شخص
آنست کہ دلش پیوستہ غلبہ بر اقران و انتقام

اور کبھی اس سے بھی بدتر ہوجاتا ہے اور اوسکو بھی اچھا سمجھتا
ہے اور اوسکی خوبیان ثابت کرتا ہے اور اس صورت
مین اوسکو خطاؤن نے گھیر لیا ہے قال اللہ تعالی واحاطت
بہ خطیئتہ اولئک ہم اصحاب النار ہم فیہا خالدون نعوذ
باللہ من شرور انفسنا و من سیات اعمالنا اور اسی
طرح اچھی اچھی کھانون اور شراب نشون اور مزامیر
اور شطرنج و کبوتر بازی اور جانور لڑانے اور راحت
و آرام مین رہنے کو اچھا جاننا اور اچھی اچھی عمدہ
کپڑے طلب کرنا اور اچھی عمدہ مکان منقش اور باغ
سرسبز اور سواریان اچھی اچھی اپنی ذہن مین سمجھ
لو اور ہر ایک نفس کی لذائذ مین سرگرم ہونا اور قلب
کا سرگرم ہونا اور عقل کی کوشش اوسکو موافق سمجھنی
چاہیے کیسے قلب کی رضا ایسی کامون سے اور اوسکی
مخالف سے غصہ و غضب اور اوسی دوست رکھنا
جس سے وہ کام بن آئی اور اس سے نفرت کرنی جو
ایسی کام سے روکے اور دوستی کی صورت مین مال
خرچ کرنا اور بدن سے خدمت اوسکی کرنی اور
نفرت کی صورت مین برا بھلا کہنا اور مار پیٹ بلکہ قتل
سہل جاننا اور مدتون دلمین کینہ رکھنا ظہور مین
آتا ہے اور کیسے عقل لذت کی صورت بنا دکھاتی ہے اور حیلے
اوسکے وصول کو اور اوسکے موانع کو دفع کرنیکو اور اوسکی
رخصت جس سے وہ نزدیک معذور ہو سمجھاتی ہے۔ یہ
صورتین تھوڑے سے غور سے آدمی پہچان سکتا ہے اور جس منافق
کی قوت سبعیہ غالب ہے اور نفس و عقل اوسکی مقتدی اپنا
اس شخص کا یہ حال ہے کہ اوسکا دل ہمیشہ اپنے برابر والون پر

ازمزاحمت کنندگان دوست دارد و مدتہا حقد
دردل مضمر کند و پیوستہ درخیال کشتن یا زدن
یا مصادرہ کردن یا اہانت نمودن خصوم باشد
ہرکہ منقاد او ست مسلم داشتن وہرکرا ہمسر او
ست از پا انگندن و درادستے حرشے
غیرت ہم آوردن ست گویم من از ان ناکسان
نیستم کہ سخن کسے بردارم یا بر بے حقیقتی
و بے حفاظتی صبر کنم و دراین راہ ہرچہ شود
گو شود اختارت النار علی العار مذہب او
ست و طلب عزت و در دور رفتن مشرب
او و درین راہ نفس مطاوع اوست و عقل
معاون او و در امضاء غضب ہر سختے کہ کشد
بر وسے گواراست و در اجرائے حقد و انتقام
ہر منصوبہ و دوراندیشی ہموار است یا آنست
کہ دوستی قومی یا رسمی دامنگیر حال اوست
و در آن باب مساعی جمیلہ صرف میکند و از
منع شرع و عقل آن را حسابے نمیگیرد میگوید
وفا بدوستان دین من است و لازم
گرفتن وضع خود آئین من از ان بے حفاظان
نیستم کہ ہر روز دوستی گیرند و ہر زمانے وضعی
اختیار کنند و نزدیک جہال اصحاب قوۃ
سبعیہ ہر جو لیتہ متصف باشند و در نظر ایشان
از شہویان فاضلتر نمایند ﷲ و للناس فیما یعشقون
مذاہب و منافقے کہ قوۃ درّاکہ او مشوش شدہ است
اینست کہ عقل صحیح ◆

اور مزاحمت کرنے والون سے بدلا لینا اور مدتون
دل مین کینہ چہپا رکہتا ہے اور ہمیشہ مار ڈالنے کے
خیال مین رہتا ہے یا مار پیٹ یا مصادرہ یا اہانت
مین جہگڑا کرنے والون کے خیال مین رہتا ہے جو
اوس کا مطیع ہوا و سے مانتا ہے اور جو ہمسر اوسکا
ہے اوسے گرانا چاہتا ہے اور ذرا سی بات پر غیرت
آنے لگتی ہے کہنے لگتا ہے کہ مین اُن نالائقون مین
سے نہین ہون کہ کسی بات کی سہون یا بے غرتی اور
بے حفاظتی پر صبر کرون اوسمین کچہہ ہی ہوجا وے اختارت
النار علی العار کے لئے نار قبول کرنا اوس کا
مذہب اور عزت کی طلب مین دور دور جانا اوسکا
مشرب ہے اس راہ مین نفس اوس کا ساتھی ہے
اور عقل مددگار ہے اور قہر و غضب کرنے مین جو سختی
و رنج نفس کو ہو سب گوارا ہے اور کینہ اور بدلہ لینے
مین جو حیلہ و دوراندیشی ہے وہ عقل نے بتا یا ہے یا یہ
ہے کہ کسی قوم کی دوستی یا کسی رسم کی دوستی اوس کے
دامنگیر حال ہے اور اوسمین بڑی بڑی کوششین کرتا ہے اور
اوسے شرع اور عقل جو منع کرتے ہین کچہہ نہین گنتا کہتا ہے
صاحب دوستون سے وفا کیش دین ہے اور اپنی وضع
اپنے پر لازم جاننے میرا آئین ہے مین اُن بے حفاظون
مین سے نہین ہون جو ہر روز نیا دوست اور ہر دم
نئی وضع اختیار کرین اور جاہلون کے نزدیک قوی
سبعیہ والی ہین وہ بڑی مرد ہین اور جو شہوت والی ہین
اونسے افضل ہین ﷲ و للناس فیما یعشقون مذاہب
اور جس منافق کی قوت دراکہ مشوش و پراگندہ ہو یا تو وہ عقل صحیح

باسلام است وہو قولہ تعالےٰ قالت الاعراب
آمنا قل لم تومنوا ولکن قولوا اسلمنا مسکوت عنہ
لطیفہ جوارح است از اقرار آنچہ اقرار آن باید کرد
و عمل آنچہ عمل بدان باید نمود و تحقیق این لطیفہ
آنست کہ قلب و عقل و نفس باعتبار تقویم جوارح
و آلہ بودن برائے تکمیل افعال جوارح و فنا در
جوارح مسمے بلطیفہ جوارح میگیرد و برائے تفہیم
این لطیفہ براین فقیر شتری ظاہر ساختند کہ مشرف
بر موت بود و غیر رمقے از حیوۃ او باقی نماندہ و
جمیع لطائف ثلث بارزہ او ضعیف گشتہ اما او
را در قطارے بستہ بودند و او غیر از رفتن قوتی
نداشت پس تا آخر انزہاق روح راہ میرفت
بعد از ان بعد از رفتن باز ماندش ہمان بود و
مردنش ہمان در این حال آگاہانیدند کہ این شتر
فانی است در لطیفہ جوارح و مواخذہ اعمال تشریع
برہمین لطیفہ است و در شرائع اکثر بحث ازین
مقولہ است بالجملہ علاج فاسق در شرع از خارج
مقرر فرمودہ اند و او را از ہر جہت تنگ گرفتہ اند تا
خواہی و نخواہی از ان کار باز ماند مثلاً نخست وجوہ
ستر در میان نسا و رجال تعیین کردند کہ اگر آنرا
استوار دارند شری پدید نیاید آنگاہ بر مقدمات
زنا از نظارہ جمال نسا و اختلاط باہم و غیر آن تعزیر
را راہ کشادہ ساختہ اند آنگاہ بر زنا حدی زاجر
مشروع نمودہ اند و مثلاً ساختن شراب و فروختن
آن منع فرمودہ اند آنگاہ بر شارب حدی زاجر

اسلام ہے اور اللہ نے فرمایا ہے قالت الاعراب آمنا قل
لم تومنوا ولکن قولوا اسلمنا مسکوت عنہ لطیفہ جوارح ہے
یعنے اقرار کرنا اوس کا جسکا اقرار کرنا چاہیے اور جو
عمل کرنا چاہیے وہ عمل کرین اور اس لطیفہ کی تحقیق یہ
ہے کہ قلب و عقل و نفس کا نام لطیفہ جوارح اس اعتبار
سے ہے کہ جوارح اونسے قایم ہین اور آلہ ہین اونکو
افعال کامل کرنیکے اور فنا ہیں جوارح مین اور اس
لطیفہ کے سمجھانے کے واسطے اس فقیر پر ایک اونٹ
ظاہر کیا کہ وہ قریب مرگ تھا اوسکی حیات کی ایک
رمق باقی رہی تھی اور تینون لطیفے بارزہ اوسکے
ضعیف ہوگئے تھے۔ مگر اوس اونٹ کو اونٹون کی
قطار مین باندھا ہوا تھا اور اوسکو چلنے کے سوا کچھ
قوت نہ تھی وہ جان نکلنے تک چلا جاتا تھا پھر مرگیا
او پھر وہ چلنے سے باز رہا اور پھر مرگیا اس حال مین
مجھے آگاہی دی کہ یہ اونٹ فانی ہے لطیفہ جوارح مین
اور مواخذہ اعمال شرع کا اسی لطیفہ پر ہے اور احکام
شرع مین اکثر اسے مقولہ کی بحث ہے الحاصل شریعت
مین فاسق کا علاج خارج مین مقرر فرمایا ہے اور
اوسے ہر طرف سے تنگ کیا ہے اسلئے کہ وہ خواہ
نخواہ اس کام سے باز رہے مثلاً پہلے پردہ فرمایا ہے مرد
و عورت مین کہ اگر مرد عورت کو اور عورت مرد کو نہ
دیکھے تو شر نہو پھر مقدمات زنا پر جیسے دیکھنا عورتونکا
اور اونسے اختلاط وغیرہ اسپر تعزیر مقرر کی ہے پھر زنا کی
حد تنبیہ کو مقرر کی ہے اور مثلاً شراب کا بنانا اور بیچنا منع
فرمایا ہے پھر پینے والے پر حد زاجر + + +

وفاسدی که نهی برائے آن بوده است و این
باطن شرع است ومسمی باحسان وچون شرع
ایشان را باین تدبیر بر ساخت وخواهی نخواهی
بر این کار آورد ایشان در قبول آن اثر بحسب
جبلت وکسب مختلف بودند لاجاله متنوع گشتند
چنانکه در قرآن عظیم بدان اشاره رفته است ثم
اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا
فمنهم ظالم لنفسه ومنهم مقتصد ومنهم سابق بالخیرات
یعنی وارث کتاب ساختیم امت محمدیه را که بهیئه
اجتماعیه از جمیع امم بهتر وبرگزیده تر اند پس از
ایشان بعض آن اثر را اندکی قبول کردند و
بعض علی وجه التمام وبعض بین بین تفصیل این
اجمال آنکه چون قوه ملکیه با قوه بهیمیه مصارعت
کنند از سه حال بیرون نخواهد بود یا بهیمیه غالب باشد
و ملکیه مقهور ومغلوب که جز در بعض اوقات اثر او
ظاهر نشود وبصفات مختصه خود محظوظ نگردد
بر این شخص اگر اعمال خبیثه و افعال ضاره غالب
تر باشد فاسق گویند واگر ملکات سیئه و اخلاق
فاسده قوی تر بود منافق گویند به نفاق عمل واگر
قوه بهیمیه وقوه ملکیه باهم مصارعت سکنند وقوه
ملکیه گلوئے قوه بهیمیه محکم گرفته است اما قوه بهیمیه
را هنوز دست وپا کشاده است دست سے
اندازد وپائے سکوبد و قوه ملکیه از گیرو دار وے
فارغ نشده واز جهاد وی دست نکشیده این را
صاحب الیمین گویند وسبب بقا بعض قوای

اور اُن مسندون کے جنکے واسطے نہی ہوتی ہی شریعت
کا باطن ہی اور اسکا نام احسان ہی اور جب شریعت نے
بنی آدم کو اس تدبیر سے آراستہ کیا اور خواہی نخواہی
اسپر اونکی طرف لائے تو یہ اوس اثر کے قبول کرنے
مین موافق اپنی اپنی سرشت اور اعمال و افعال کے مختلف
تھی تو بالضرور تنوع ہوئی جیسا قرآن عظیم مین اسکا
اشارہ ہے ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من
عبادنا فمنهم ظالم لنفسه ومنهم مقتصد ومنهم سابق بالخیرات
یعنی ہمنے کتاب کا وارث کیا امت محمدیہ کو جو ہیئت
اجتماعیہ کے اوسے سب امتون سے بہت بہتر اور برگزیدہ ہے
پھر انہین سے بعضون نے اثر تہوڑا قبول کیا اور بعضون نے پورا پورا
اور بعضون نے درمیان درمیان اس اجمال کی تفصیل یہ ہو کہ جب قوۃ ملکیہ
نے قوۃ بہیمیہ سے کشتی کی تو تین حال سے خالی نہین یا تو بہیمیہ غالب ہوگی
اور ملکیہ مغلوب کہ سوائے بعضے اوقات کے اوس
کا اثر ظاہر نہوگا اور اپنی خاص صفتون سے وہ محظوظ
نہین کی اور ایسے شخص کو جسکے اعمال بہت برے اور افعال
ضرر دینے والے بہت ہون فاسق کہتے ہین اور جو ملکی
بری اور اخلاق فاسد بہت قوی ہون تو منافق نفاق
عمل کہتے ہین اور جو قوت بہیمیہ اور قوت ملکیہ باہم کشتی کریں
اور قوت ملکیہ بہیمیہ قوۃ کا گلا پکڑے مضبوط مگر ابھی
قوت بہیمیہ کے ہاتھ پاؤن کھلے ہوئے ہین وہ ہاتھ ڈالتی
ہی اور پاؤن پٹختی ہی اور قوت ملکیہ اوسکی گیرو دار سے
فارغ نہین اور اوسپر جہاد کرنے سے ہاتھ نہین کھینچتا اسکو
صاحب الیمین کہتے ہین اور اوس مین قوت بہیمیہ
کی بعضے قوتون کے

بہیمیہ دراین صورت یکی از دو وجہ خواہد بود یا آنست کہ در اصل فطرۃ قوۃ سبعیہ یا قوۃ عقلیہ ضعیف افتادہ است و معہذا اکثار اعمال آنہا نکند پس ازین اعمال آن قدر بہرہ بدست نمی آید کہ می باید یا اینست کہ در اصل فطرۃ این قوۃ صحیح خلق شدہ است لیکن اکثار عمل خیر نکردہ است و اشتغال معاش بر وے غالب است و اگر قوۃ ملکیہ فیروز و منصور شد و قوۃ بہیمیہ را اسیر کرد و بسلاسل و اغلال مقید ساخت و لیفا قہا و متواتر کسر شہوۃ او نمود این شخص را سابق و مقرب گویند و درین شخص دو چیز ضرور است این دو قوۃ بیابد کہ صحیح المزاج [illegible] آفریدہ شدہ باشد و اکثار اعمال تر تیبز از وے بوجود آمدہ تا عقل بعقاید حقہ مہذب شود و قوۃ عازمہ قلبیہ را در گیرد و تابع خود سازد و این قوۃ عازمہ کہ سبعیہ مے نامیم ضبط نفس کند و آدمی بہمہ جہت شایستہ حضرت قرب شود پس درین بحث لازم است کہ علامات ہریکے از اصناف ثلثہ را شرح کنیم و قوانینے کہ شارع در تہذیب این سہ شعبہ این سہ قوۃ افادہ فرمودہ است بسط نمائیم بعد ازان تمیز کنیم درمیان این تہذیب کہ عبارت از اصلاح است از تہذیب دیگر کہ حاصلش تغیر جبلت است نہادہ است و فرقے کہ میان این ہر دو بیان فرمودہ است ذکر کنیم و اللہ یہدای الی سواء السبیل و ظاہر شرع کہ مسمی

باقی ہنی کا اس صورت میں دو میں سے ایک سبب ہے یا تو یہ ہے کہ اصل فطرت میں قوت سبعیہ یا قوت عقلیہ ضعیف ہے اور باوجود اسکے اچھی کام بہت کرتا ہے اور یہ عمل اسقدر فائدہ نہین کرتے جیسا فائدہ چاہئے اور یا یہ سبب ہوگا کہ اصل فطرت میں تو یہ قوت صحیح مخلوق ہوئی ہے لیکن اچھی اعمال کثرت سے نہیں کیئے اور دنیا کے دہندے اوسپر غالب ہیں اور اگر قوت ملکیہ فتحیاب اور غالب ہوئی قوت بہیمیہ کو قید کر دیا اور طوق و زنجیر میں مقید کیا اور پے در پے تاوان سے اوسکی تندی و تیزی کو توڑ دیا تو اس شخص کو سابق اور مقرب کہتے ہیں۔ اس شخص میں دو چیزین ضرور ہیں یہ دو قوتین چاہئی کہ آدمی میں صحیح المزاج پیدا ہوئی ہون اور اچھی اعمال بھی اُس سے بہت ہوئے ہون تا عقل حق عقیدون سے مہذب ہو اور قوت عازمہ قلبیہ کو پکڑ لی اور تابع کر دے اور یہ قوت عازمہ جسکا ہمنے سبعیہ نام رکھا ہے ضبط نفس کرے اور آدمی سب جہت سے حضرت قرب کے لائق ہو تو اس بیان میں لازم ہے کہ ان تینون نوعکی علامتین شرح کریں اور جو قانون ان تینون شعبون کے تہذیب کے اور ان تینون قوتون کی بیچ افادہ فرمائے ہین اونہین تفصیل سے ذکر کریں اسکے بعد جو تمیز اس تہذیب کی درمیان جسے اصلاح کہتے ہین دوسری تہذیب سے جسکا حاصل تغیر و تبدیل سرشت کا ہے شارع نے رکھی ہے اور جو دونون میں فرق ہوا ہے بیان فرمایا ہو وہ ذکر کرین و اللہ یہدی الی سواء السبیل ظاہر شریعت میں جس کا نام + + + + + + +

دیگر را نشناسد و بنت او قائل نباشد بهمین اسلوب
نفوس کلیه که سید افیض ایشان را برای مصلحت
کلیه بزمین فرود آورده است نفوس ناقصه را بکمال
میسازد و انجا هیچ پیغامی و کلامی در میان نمی
باشد آری اذکیا نفوس بوجهی از وجوه این نکته
را اینشناسند و آنچه حاصل برآن میشود که از کلمات
واقوال آن برزخ بر سبیل اعتبار و اشاره استنباط
آن اسرار کنند اما آنچه من از آن برزخ اعظم دریافته
ام همین است که آن اعتبارات را لقصد سے که
مردمان از لفظ قصد میفهمند وتجدد ساعة فساعة
خاصه او است این معانی را اراده نفرموده
است اراده طبیعی که مثل اراده نار بجانب فوق
باشد و مانند اراده ارض بجانب تحت و دیگر است
چون مرا داعیه بخاطر ریخته اند که تمیز قصد متجدد از
قصد طبیعی کنم وخللی که از تسامح تعبیرات صوفیه در
هر بابی پیدا شده است بر اندازیم در امثال
این موضع کافیها مثل اهل بصیرت معذور خواهیم
بود والله علی ما نقول وکیل بالجمله حاصل این
تدبیر آنست که در آدمی دو قوة ودیعت نهاده اند
قوة ملکیه و قوة بهیمیه و هر یکی را خواص است که
امداد او مینماید پس میباید که متحلی بخواص ملکیه
باشد تا ملکیه قوی تر شود و بهیمیه آداب او
متادب گردد و رنگ او پذیرد تا انکه از طبیعت
خود بر آید و مزاج خود را بگذارد و قلب حقیقة
بوے راه یابد پس خدا تعالی بر چهار خصلت

کو جاڑے کا موسم آوے اور مردم تر جاڑے کے موسم کو نہ
پہچانے اور اوسکا احسان نہ مانے اسی طرح سے نفوس
کلیہ جنکو سید افیاض نے مصلحت کلیہ کے واسطے زمین پر اوتارا
کیا ہے وہ نفوس ناقص نفسون کو کمال کو پہنچاتے ہین اور
یہان کچھہ کلام وپیغام درمیان نہین آتا ہان جو ذہین نفوس
ہین وہ کسی وجہ سے بہ لسان ناتی ہین او معنی حاصل اوسپر
ہوتے ہین کہ کلام واقوال سے ان برزخ اعظم کے یعنی آنحضرت
صلعم سے بسبیل اعتبار و اشارہ کے استنباط ان اسرار کا کرین
لیکن ہمنے جو اس برزخ اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت
کیا ہے وہ یہی ہے کہ ان اعتبارات کو اسی قصد سے جو لوگ لفظ
قصد سے سمجھتے ہین اور اوسکا خاصہ ہر ساعت نیا ہوتا ہے
اس بات کا ارادہ نہین فرمایا ہے ارادہ طبیعی جیسے آگ کا فوق کو اور
خاک کو تحت کو ہے اور چونکہ میرے دل مین یہ بات ڈالی ہے کہ قصد متجدد
کو قصد طبیعی سے امتیاز کرون اور علیحدہ علیحدہ سمجھون اور
اس خلل کو دور کرون جو صوفیون کی سہل نگاری عبارت سے
ہر باب مین پیدا ہوا ہے تو اسی موقع کا فیون مین اہل بصیرت
کے روبرو معذور ہون واللہ علی ما نقول وکیل الغرض
حاصل اس تدبیر کا یہ ہے کہ ہر آدمی مین دو قوتین امانت رکھی
ہین ایک قوة ملکیہ اور ایک قوة بہیمیہ اور انہین ہر ایک کے
خواص ہین جو انکی مدد کرتے ہین تو چاہئے کہ خواص ملکیہ سے
آراستہ ہو کہ قوت ملکیہ اور زیادہ قوی ہو جاوے اور قوت
بہیمیہ اوسکے آداب سے مودب ہو جاوے اور اوسکا رنگ پکڑے یہ
نہو کہ اپنی طبیعت سے نہ نکل جائے اور اپنا مزاج بھی چھوڑ دے
اور قلب حقیقیہ اوسمین راہ پاوے تو خدا تعالے
نے چار خصلتون کی +

تنبیه ساخت و برعایت آنها فرمود و از اضداد
آنها نهی نمود اگر نیک بنگاری همه انواع بر شرح
و بسط این چهار خصلت است و همه اقسام اثم
تفصیل و تفریع اضداد این خصلت این چهار
خصلت چیزی است که همه انبیا بآن دعوت
نموده اند و بآخذ آن فرموده نسخ را بآن راه نیست
و تغییر و تبدیل را در آن گنجایش نه اختلاف شرائع
در اشباح و قوالب آن است نه در حقیقت
مغز آن ❊ دم بدم گر شود لباس بدل ❊
مرد صاحب لباس را چه خلل ❊ یکی طهارت
و بآن مناسبة ملائکه پیدا میکند و دیگر خضوع
و بآن محاکات ملاء اعلی کسب مینماید سیوم سماحت
و بآن رنگهای صفات رذیله بشری که از افعال
سبعیه و شهویه پیوسته دامن گیر نفس ناطقه
اوست از خود می افشاند و شستن و شوی
خوبی میدهد و چهارم عدالت و بآن رضای ملاء
اعلی و موافقت ایشان و رحمت و رأفت ایشان
حاصل میشود و تدبیر شریعت متوجه بدو جهت
است یکی اصلاح بفعل اعمال بر و ترک اعمال
اثم بکبایر معبر میشود و اقامة شعائر ملة مقدسه
این سه فصل را موقت و محدود فرموده و همه
مکلفین را الزام نمود و آن ظاهر شرع است
و مسمی باسلام و دیگر تهذیب نفوس بحقیقت این
خصال اربعه و رسیدن از اشباح بر باب آن
و تجاوز کردن از کف صور اثم بکف از معانی آن

تنبیه فرمائی ہے اور اونکی رعایت کا حکم فرمایا اور انکے اضداد
خصلتوں کی جو جدا خصلتین ہین اونسے نہی فرمائی اگر تم خوب دیکھو تو سب انواع
نیکی کے ان چار خصلتوں کی شرح اور تفصیل ہے اور سب
قسمین برائی کے انہین چار خصلتوں کی تفصیل
اور بیان ہے یہ چار خصلتین ایسی چیز ہین کہ سارے نبیون
نے انہین کیطرف بلایا ہے اور ہدایت کی ہے اور انکو
اختیار کرنے کو ارشاد کیا ہے یہ کبھی منسوخ نہین ہوئین
اور نہ انہین تغیر و تبدل آئی شرائع کا اختلاف انکے اجسام
و قالبون مین ہے انکی حقیقت اور مغز مین نہین ❊ دم بدم گر
شود لباس بدل ❊ مرد صاحب لباس را چه خلل ❊ وہ چار
چیزین یہ ہین ایک تو طہارت اس سے ملائکہ سے مناسبت
حاصل ہوتی ہے اور دوسری خضوع اس سے ملاء اعلی سے
ہمکلامی حاصل ہوتی ہے تیسری سماحت اس سے جو بری
بری صفتین بشری ہین کہ سبعیہ اور شہویہ افعال کے سبب
اسکے نفس ناطقہ کے دامنگیر ہوتے ہین وہ سب دہو جاتے ہین
اور خوب شست و شو اور صفائی حاصل ہو جاتی ہے اور چوتھی عدالت
اس سے ملاء اعلی کی خوشنودی اور اونکی موافقت اور اونکی رحمت مہربانی
حاصل ہوتی ہے اور شرع کی تدبیر دو طرف متوجہ ہے ایک تو اسطرف کہ اصلاح نیک
اچھے اعمال کی اور بُرے اعمال نکرنے جو کبیرہ گناہ کہلاتے ہین اور شعائر
ملتہ مقدسہ کی قائم کرنی۔ تو ان تین چیزونکا وقت اور حد فرمائے
اور سب مکلفین پر اونکو لازم کیا ہے تو شرع کا ظاہر
ہے اور اسکا نام اسلام ہے اور دوسری طرف یہ ہے کہ نفسون
کی تہذیب ان چار خصلتونکی حقیقت کیساتھ اور اجسام
سے اونکے انوار کو پہنچنا اور گناہون کی صورتون سے
سے اُن گناہون کے معانی سے تجاوز کرنا ❊ ❊

خلقی لیکن اقرب شی است بحکمت خلقی واللہ اعلم وچون نفوس بنی آدم در شعب ثلثہ ونفوس مذکورہ مختلف اند شعب تہذیب نیز مختلف شد و دایرہ کلام در آن باب متسع گشت ونیز باید دانست بسیار است کہ طبقات این شعب ثلث ومراتب تہذیب آن متمایز شوند وہر یکی صورتے وارد وہیکلی پدید آرد تا آنکہ بر بعض سالکان امر مشتبہ شود وبحیرت در مانند ونتوانند کہ اتحاد شعبہ در آن صور تہائے مختلفہ وہیاکل متباینہ تفطن نمایند اما اہل تمکین ہمہ را جدا جدا می شناسند بصور ہا وہیاکلہا واتحاد آن نیز میدانند بہ اصولہا ومتابعہا واللہ یقول الحق وہو یہدی السبیل ❊

فصل چہارم

در تہذیب جوارح ولطائف ثلثہ بارزہ بوجہی کہ طب روحانی کہ خدا تعالی برائے جمہور انام چہ خاص وچہ عام فرو د آوردہ است تقاضا میکند وآنرا باسم شریعت مخصوص میکند مرتبہ اول از تہذیب این لطائف خروج است از طبیعت بشریعت وحقیقت ۔ شریعت اگر خواہی کہ بفہمی بدانکہ بنی آدم در قید نفس امارہ گرفتار شدہ بودند وشیطان بر ایشان غلبہ کردہ بود وبوجہی شدہ بودند کہ اگر در آن حالہ بمیرند ہمہ بعذاب قبر وعقاب روز حشر مبتلا شوند وبجز چند کس از آن زمن ہیچ یک نجات نیابد

خلقی کا ہنین ہے ۔ لیکن حکمت خلقی کی سب چیزوں سے بہت قریب ہے واللہ اعلم اور چونکہ بنی آدم کے نفس تینوں شعبوں مین اور نفسوں مذکورین مختلف ہین اسلئے تہذیب کے شعبے بہی مختلف ہین ۔ اور اِس باب مین کلام کا دائرہ بہت وسیع ہوگیا اور یہ بہی جاننا چاہئے کہ اکثر ان تینوں شعبوں کے طبقے اور تہذیب کے رتبے جدا جدا ہین اور ہر ایک کی ایک صورت وشکل ظاہر ہوتی ہے یہان تک کہ بعضے سالکوں پر امر مشتبہ ہوجاتا ہے اور حیرت مین رہ جاتے ہین اور وہ سالک اُن صورتوں مختلف اور متغایر شکلوں مین اتحاد شعبہ کا ادراک کرین لیکن اہل تمکین سکو جدا جدا پہچانتے ہین ہر ایک کی صورت وہر ایک کی شکل کو اور اُنکے اتحاد کو بہی اُنکے اصول اور تابعوں سمیت واللہ یقول الحق وہو یہدی السبیل ❊

چوتھی فصل جوارح اور تینوں لطائف کی تہذیب مین ایسی وجہ سے کہ خدا تعالی نے سب آدمیوں کے واسطے خاص ہون یا عام طبیب روحانی نازل فرمائی ہے وہ تقاضا کرتی ہے اور اُوسے شریعت کے نام سے مخصوص کیا ہے ان لطائف کی تہذیب کا پہلا مرتبہ طبیعت سے نکلنا ہے شریعت کی طرف اور جو شریعت کی حقیقت کو اگر سمجھنا تو جاننا چاہئے کہ بنی آدم نفس امارہ کی قید مین گرفتار تھے اور شیطان نے اُنپر غلبہ کیا تھا اور اُنکا ایسا حال ہوگیا تھا کہ اگر اِسحالت مین مرجاتے تو سب عذاب قبر عقاب حشر مین مبتلا ہوسکتا اور سوا چند آدمیون کے اُوس زمانہ کے کوئی نجات نہ پاتا ❊ ❊ ❊

چوتھی فصل تہذیب لطائف ثلثہ میں بارہ وجہ سے کہ خدا تعالی نے سب آدمیوں کے واسطے خاص ہوں یا عام طبیب روحانی ذریعہ [illegible]

مدبر سموت والارض برحمت کاملہ خود برین مشت
خاک لطف فرمود و حصہ از تدبیر کلی دربارہ ایشان
مبذول ساخت و تدبیر کلی در بعض احوال و اوقات
منفضی بتدبیر جزئی شد یعنی را از میان زمرہ بنی آدم
برگزید و در دل او علم آن اشیا کہ علاج آن بلیہ
حاسم کند ریخت و او را نخواہی نخواہی بر آن آورد کہ
آن علم جبرا و کرہا ایشان را یاد دہد و بسبب آن
مقید کند و علاجے کہ در دفع این بلیہ عنایت شد
آنرا شریعت گویند - والتفات در این علاج بصور
نوعیہ و خواص کلیہ آن نوع است نہ باستعدادات
خاصہ ہر جزوی فردی و علت غائیہ آن اخلاص از
تظالم در دنیا و مبتلا شدن بعذاب قبر و روز حشر
است نہ وصول بفنا و بقائے ہر لطیفہ و حصول
مرتبہ بقاء مطلق و تمکین تام ہر کلامے از ان خلاصہ
بشر علیہ افضل الصلوات والتسلیمات کہ بتوسط
محل آن فی الحقیقة ہمان قدر است مقاصد و
مصالح او امر و نواہی آنحضرت نشناختہ است
کسے کہ بر مراتب دیگر عمل میکند آری آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم بوجہے دیگر ارشاد آنہمہ مراتب
فرمودہ است و افادہ آنہمہ کمالات نمودہ و آن
وجہ شبیہ بان است کہ آفتاب خربوزہ را
پختہ میکند و آفتاب نداند کہ در زمین خربوزہ
کاشتہ اند و خربوزہ نشناسد کہ تکمیل او بدوست
آفتاب شدہ است و مانند آن است کہ فصل
زمستان مرد مجبور را تر و تازہ میسازد و ہر یکے

مدبر آسمان و زمین نے اپنی رحمت کاملہ اس مشت خاک کو
عنایت فرمائی اور تدبیر کلی سے ایک حصہ اُنکی بابت
مین مبذول فرمایا اور تدبیر کلی بعض حال و بعض اوقات
مین تدبیر جزئی کو پہنچے تو ایک شخص کو بنی آدم میں سے
چن لیا اور اُسکے دل مین اُس بلاء عام کا علاج الہام
کیا وہ علم اشیاء اُسکو دیا جس سے وہ قید نفس امارہ
سے رہا ہو جائین اور شیطان کے بہکانے سے بچین
اور عذاب قبر و حشر سے نجات پاوین اور اُس شخص کو
اوسپر آمادہ کیا کہ وہ شخص خواہ نخواہ بنی آدم کو جبرا و
قہرا سکھائے اور اُنکو اسکا پابند کرے تو وہ علاج جو اُس
بلاکو دفع کرے اُسکو شریعت کہتے ہین اور التفات
اُس علاج مین بصورت نوعیہ اور خواص کلیہ اُس نوع
کی ہے نہ موافق خاصہ ہر جزء و فرد کے اور علت غائی
اُسکی یہ ہے کہ دنیا مین ایک دوسرے پر ظلم نہ کرین اور
عذاب قبر اور عقاب حشر سے خلاصی پائین یہ اُسکی علت
غائی نہین ہے کہ ہر لطیفہ کی فنا اور بقا سے واصل ہون اور
مرتبہ بقاء مطلق اور تمکین پوری حاصل کرین تو جو کلام
اُن خلاصہ بشر یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تمکو پہنچے تو
اُسکا محل اسیقدر ہے کہ دنیا مین ظلم سے ایک دوسرے
کے اور عقبی مین عذاب و عقاب سے نجات پائین جو
شخص کلام صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا مراتب پر حمل کرے اور
مراتب کو محمل ٹہیرائے وہ شخص مقصد اور مصلحتین امر و نہی کے
آنحضرت صلعم کی نہین پہچانتا ہان یہ امر ہے کہ آنحضرت صلعم نے
ان مراتب کے اور وجہ سے ارشاد فرمایا ہے اور ان سب کمالات
کو ہدایت کیا ہے اور وہ وجہ ایسی ہے جیسے آفتاب خربوزہ کو

[illegible]

شمیتو اند و ہر چند عقل او را بکر رزجر میکند و بآواز
بلند ندا مے نماید کہ خشم نباید کرد و این اندوہ
نباید خورد ———— و
در این خشم و اندوہ ضرر بسیار است و نفع
اصلا نیست اقلاع از حکم قلب میسر نیست
و مرد قوی النفس بجماع زنے و خوردن طعامی
لذیذ فرو رفتہ است ہر چند خوف از مواخذہ
مردم بر ان فعل در دل میگذرد و صورت آن
ضرب و شتم و اہانت و حقارت کہ متوقع است
عقل متمثل میسازد وے ہمچنان مانند خرے
باشد کہ بر مادہ متہالک شود یا بر علفے اقتحام
نماید و از ضرب تازیانہ و عصا حسابی نمیگیرد
و در کار خود مقید است پس این صورتہا متفطن
لبیب را آگاہ میسازد کہ ہر یکے تہ دیگر میکند و
معاونت او مینماید گاہے عقل شناعت آن
فعل وے یا بد و سوء عاقبت آن ادراک میکند
اما جریان حکم او میسر نیست و گاہی عقل —
از راہ عروق ماساریقا علوم مناسبہ بآن قاہر
در میکشد پس مصلحت و تدبیر درست ہمان
تفصار اسے انکار و از یقین سابق رجوع می
کند و شبیہ نجطار اجتہادی حادث شود و
این ذلیت بغایت عسیر البرا است و گاہی
قلب سرگرم محبت معشوقہ باشد و سنی یافتہ نشود
یا قلب سرگرم حمیت و انتقام است اما زور
دست بآخر رسید و گاہے نفس ممداد

بھی نہین کر سکتا اور ہر چند عقل اوسکو زجر و تنبیہ بار بار
کرتی ہی کہ غصہ نہ کر اور یہ رنج نہ کر اور اس غصہ اور
رنج مین بہت نقصان ہی اور کچھ فائدہ نہین قلب کا حکم
نہین ٹلتا اور ایک مرد قوی النفس کسی عورت سے جماع
یا کسی طعام لذیذ کے کہانے مین جٹ جاتا ہی ہر چند اوسکے
دل مین لوگون سے مواخذہ کا خوف آتا ہی اور اس مار
پیٹ اور دشنام و اہانت و حقارت جو ہوتی ہے
اوسکی شکل عقل اوسکو دکہاتی ہی مگر وہ اسی طرح جیسا
گدہا کہ ہی یہ یا چارہ پر گرا ہوا ہی لکڑیان اور کوڑے کہاتا ہے
اور کچھ پرواہ نہین اپنے کام سے غرض ہی یہ صورتین
عقلمند دانا کو آگاہ کرتی ہین کہ ہر ایک دوسرے کو زیر
کرتا ہے اور اوسکی مدد کرتا ہی کبھی عقل اس فعل کی برائی
اور اوسکی بد انجامی ادراک کرتی ہی مگر اوسکا حکم جاری
نہین اور کبھی عقل عروق ماساریقا کی راہ سے اس
نفس غالب کے مناسب باتی ہے تو وہ مصلحت
اور درست تدبیر اوسے خلاصی پانے کی جانتا
ہے اور پہلے یقین سے رجوع کرتا ہے اور اوسکو
غلط سمجھتا ہے۔ اور شا ہبہ خطائی اجتہادی
کے پیدا ہوتا ہے۔ اور یہ برائی نہایت
سخت ہے اور اس بیماری کا علاج بہت
مشکل ہی اور کبھی قلب معشوقہ کی محبت مین سرگرم ہوتا ہی
اور منی ہوتی نہین اور یا قلب غیرت اور بدلا لینے پہ
سرگرم ہوتا ہے۔ مگر ہاتہون مین زور رہا
نہین اور کبھی نفس اوس کا مددگار

+ + + + + + + + + + + + +

شود از اعماق بدن مسی و ریاح غلیظہ را در باعظ
ریزہ و زور سے تازہ کہ در حالت صحت محسوس
نشود بر روئے کار آرد و این رذیلت بغایت
عسیر البرء است و این اخلاق نیز حکم جبلت
دارد و زوال آن اصلا میسر نیست یا رب مگر
آنکہ بریاضات شاقہ مختفی شود باز در وقت
بقا ظاہر گردد آری تہذیب این اخلاق صرف
آنہا است در مصرف آنہا و اکتفا بر ضروری
وکف از زاید و مثل آن واللہ اعلم بالجملہ میباید
دانست کہ شعبہ نفس در کبد اقامت دارد و
شعبہ قلب در مضغہ صنوبری و شعبہ عقل در
دماغ و نفس بہیمی در ہمہ بدن ساریست اما
پاے او بکبد محکم است و نفس سبعی در ہمہ بدن
جاری است اما پاے او بمضغہ صنوبری مضبوط
است و نفس مطمئنہ در ہمہ بدن نافذ اما پاے او
بدماغ بستہ است و نیز بباید دانست کہ
خدا تعالی در انسان دو قوۃ خلق فرمودہ است
قوۃ ناسوتیہ ارضیہ کہ آنرا بقوۃ بہیمیہ نیز مسمی
مے کنیم و بدان قوۃ محاذاۃ بہائم و سباع کند
و در شمار آنہا داخل میشود و قوۃ ملکیہ و بدان
قوۃ مساواۃ ملائکہ مییابد و در اعداد ایشان معدود
میشود و معنے تہذیب نفس تصرف است در قوۃ
ناسوتیہ بحکم قوۃ ملکیہ و ظاہر شدن احکام قوۃ
ملکیہ و مختفی شدن و کم بودن آثار قوۃ بہیمیہ
و این مسئلہ از تہذیب شرع است نہ از حکمت

ہوتا ہے بدن کے تہہ مین سے مٹی اور ریاح
غلیظہ کو ناعظ مین پہنچاتا ہی اور نیاز ور کہ پہلے محسوس
نہ تہا ظاہر کرتا ہے اور یہ رذیلت بہی بیماری دشوار
علاج ہی اور یہ اخلاق بہی سرشت کا حکم رکہتا ہی اُس
کا دفع کرنا ہرگز میسر نہین ہان مگر بہت بڑی بڑی
ریاضتون سے پوشیدہ ہوجاتی اور وقت بقا کو ظاہر
ہوجاتے سچ ہی تہذیب ان اخلاق کی یہ ہی کہ انکو انکی
مصرف مین خرچ کیے اور بقدر ضرورت کے اکتفا
اور زیادہ سے باز رہی اور اُسکے مثل سے ہی واللہ
اعلم غرض جاننا چاہیے کہ شعبہ نفس کا جگر مین رہتا
ہی اور قلب کا شعبہ گوشت کے ٹکڑہ صنوبری مین
رہتا ہے اور عقل کا شعبہ دماغ مین اور نفس بہیمی ساری
بدن مین پہیلا ہوا ہی مگر اُسکے پانون جگر مین جمے
ہوئے ہین اور نفس سبعی سارے بدن مین موجود
ہی مگر اُسکے پانون مضغہ صنوبری مین گڑی ہوئی ہین
اور نفس مطمئنہ سارے بدن مین نافذ ہے مگر اُسکے پانون
دماغ مین بندہی ہوئے ہین اور یہ بہی جاننا چاہیے کہ
خدا تعالی نے انسان مین دو قوتین پیدا کین ہین
ایک قوۃ ناسوتیہ ارضیہ کہ ہم اُسکا قوۃ بہیمیہ نام رکہتے ہین
اور اُس قوت مین بہائم اور درندہ جانورون مین گنا
جاتا ہی اور دوسری قوت ملکیہ اور قوت ملکیہ سبب ملائکہ کی
مساوات و برابری کرتا ہی اور ملائکہ مین گنا جاتا ہی اور
تہذیب نفس کے معنے ہین قوت ناسوتیہ مین تصرف کرنا بحکم قوۃ
ملکیہ کی اور ظاہر ہونے احکام قوۃ ملکیہ کے اور چہپ جانے اور
کم ہوجانے آثار قوۃ بہیمیہ کے اور یہ مسئلہ تہذیب شرع کا ہی حکمت

انتفاخ اوداج و ظهور ارواح کی صورت گیرد تا
عقل خطره را برائے قلب ممثل نسازد و کراهته
و حب انتقام چگونه بظهور آید معرفتے که عزم دل
باوے یار نباشد حکم حدیث النفس دارد و تصدیق
و یقین ادراکی که قوائے طبیعت مختصه بحواس
غیر آن همراه وے نباشد حکم مفقود اعرج دارد
و نفسی که عقل و قلب یار او نشد از افعال طبیعیه
طفل دو سه ماه بتمیز نباشد و سلامت و متانت
و قوة با خود ندارد و نیز بحکم اجتماع و وجه تغایر
و اتحاد درمیان هر یکی از اینها عروق ماساریقا
ممدود است و رشته‌ها مربوط هر یکے با دیگرے
حکم خود القا میکند و وسوسه خود میفرستد و از
اینجا اخلاق و ملکات بسیار متولد شوند و شرح
آن بسطی میطلبد آنچه درین مقاله معرفت آن
ضرور است نوشته میشود از انقیاد قلب و
عقل نفس را رزائل بسیار پدید آید که اجمالاً
آنرا بنفس بهیمیه تعبیر کنند مثلاً وجدان لذت
جماع یا لذت نظر و لمس قلب را تابع خود سازد
و حب او و میل کلی بسوئے او در قلب القا نماید
و عقل را بتصور صورت محبوب و یاد داشتن
او و اندیشه کردن در حیل وصال او فرماید این
مجموع را عشق گویند و علی هذا القیاس وجدان لذت
مطعم و مشرب قوائے قلبیه و عقلیه را تابع خود
میسازد و آن صورتها باندک التفات میتوان
شناخت و از انقیاد نفس و عقل قلب را رزائل

گردن کی رگونکا پہولنا اور ارواح کا ظہور کرنا نہین ہوسکتا
اور جبتک عقل خطرہ کو قلب کیواسطے پر نہ بناوے کراہت
اور حب انتقام کیونکر ظہور مین آوے جس معرفت سے
عزم دل یار نہو وہ حدیث نفس کے حکم مین ہی اور حس
ادراک کی تصدیق و یقین کے طبیعت جو حواس و غیرہ
کی مختص ہی ہمراہ نہو وہ تصدیق و یقین مانند جاماندہ
اور لنگڑے آدمی کے ہی اور جس نفس کی عقل و قلب
ساتہ نہو اوسکے افعال طبیعیہ دو تین مہینے کے بچے کے
سے ہوتی ہین اور سلامت و متانت و قوة اوسے
کچہہ نہین ہوتی تو بسبب اجتماع و دو وجہون کے کہ انہین
تغایر بہی ہی اور اتحاد بہی ہے انکے ہر ایک کے درمیان
عروق ماساریقا ممدود اور علاقہ مربوط ہی ہر ایک اپنا
حکم دوسرے کو پہنچاتا ہی اور وسوسہ اپنا ڈالتا ہی۔ اور
یہان سے اخلاق اور ملکی بہت سے پیدا ہوتے ہین
اور اونکی شرح کرنے کو بہت بیان چاہئی جسقدر اس مقالہ
مین ضرورت ہی اوسکے جاننے کے وہ لکھے جاتے ہین
اگر قلب عقل نفس کے مطیع ہوجاوین تو نفس مین بہت
رذائل پیدا ہوتے ہین کہ اجمالاً اوسے نفس بہیمیہ کہتے
ہین جیسے جماع سے لذت پانے یا گہورنے اور چہونے
سے فرولینا قلب کو اپنا تابع کرتا ہی اور اوسکی محبت قلب
مین ڈالتا ہی اور عقل کو معشوق کی صورت کا تصور اور
اوسکا یاد رکہنا اور اوسکے وصال کے حیلے سوچنے فرماتا
ہی اس سب کو عشق کہتے ہین اور علی ہذا القیاس کہانے
پینے کی لذت کا حاصل ہونا قوتی قلبیہ و عقلیہ کو اپنا تابع کرتا
ہی اور ان صورتوں کو انسان تہوڑی سی التفات سے

قلبیہ و ادراکات عقلیہ گرفتن وصرف وبلیہ محض
باشد غضب و جرأت یا خوف وخجالت دیرتر
در وے ظاہر شود و در اندک زمانے متلاشی
گردد و در یاد داشت آنچہ گذشتہ است و
در اندیشیدن تدبیر آیندہ و جزم کردن بحسن حسن
وقبح قبیح فتورے عظیم دارد و این شخص را بہ نباتات
میتوان تشبیہ داد و شخصے باشد با جرأت
وغیرت یا با سخاوت و تمکین و در این صفات
گوی سابقت از اقران بردہ بود و در قوائے
طبیعیہ و عقلیہ بعشر عشیر دیگران نمی رسد و این
را بفحول بہائم و سباع میتوان تشبیہ داد و
شخصے باشد متمیز از اقران بحفظ مسموعات و
اصابت در تدبیرات و آنچہ بدان ماند و او را از
قوائے طبیعیہ و قلبیہ چندان بہرہ نبود و این را
بملائکہ سفلیہ میتوان مناسبت داد و تفتیش
احوال مردم در ضعف بعض شعبہا و قوۃ بعضی
و در اختلاف آشیانہا و دخول اختلال در ہر
یکے نزد یک غلبۂ اخلاط ردیہ بر آشیانہ او بہ
ضرورت حکم مے کند بہ تباین این شعبہا و تغایر
آنہا و وجہ اتحاد آنکہ نفس ناطقہ کہ مقوم آن شعب
است یکے است و در اصل مزاج او اختلاف
نیست این ہر سہ فوارہ اند از یک منبع
جوشیدہ و انہار اند از یک دریا منشعب شدہ
و مع ہذا فعل مخصوص ہر یکے بدون معاونت
دیگر تمام نمیشود تا نفس مطاوعت قلب نکند

قلبیہ اور ادراکات عقلیہ ہیں، وہ بالکل بیوقوف اور کودن
اور کند ذہن ہوتا ہی اور اوسمین غضب دلاوری یا خوف
وشرمندگی دیر مین ظاہر ہوتی ہے اور تھوڑی دیر مین
سب جاتی رہتی ہی اور گذشتہ کی یاد رکھنے مین اور آئندہ
کی تدبیرین اور اچھے کے اچھے جاننے مین اور برے
کے برے سمجھنے مین بہت فتور ہوتا ہے ایسے شخص
کو نباتات سے تشبیہ دیسکتے ہین اور ایک شخص ہوتا
ہے دلاور اور غیرتمند اور سخی اور صاحب تمکین اور ان
صفتون مین اپنے ہمسرون مین سبقت رکھتا ہی اور قوائے
طبعیہ اور عقلیہ مین اونکے عشر عشیر کو بھی نہین پہنچتا۔
ایسے شخص کو نر چارپایون سے اور درندون سے تشبیہ
دیسکتے ہین اور ایک شخص ہوتا ہے کہ اوسکی یادداشت
بھی سب اچھی اور تدبیر وغیرہ بھی عمدہ اور اوسکو قوائے
طبعیہ اور قلبیہ سے چندان بہرہ نہین ہوتا ایسے کو ملائکہ
سے مناسبت دیسکتے ہین اور جب لوگونکا حال غور
سے دیکھو بعضے کے شعبے ضعیف اور بعضے کے قوی ہین
اور اونکے مقام کے اختلاف مین اور ہر ایک کے درمیان
خلل آجانے مین اخلاط ردیہ کے غلبہ سے اونکے مقام پر تو ضرور معلوم
ہوتا ہی کہ ان شعبون مین تباین اور بہت فرق ہی یہ صورت تو
تباین کی ہی اور اتحاد کی وجہ یہ ہی کہ نفس ناطقہ جو ان شعبونکا
مقوم ہی وہ ایک ہی ہی اور اوسکے اصل مزاج مین اختلاف
نہین ہی یہ تینون فوارہ ایک چشمہ کے ہین اور ایک دریا کی
نہرین ہین اور باوجود اسکے ایک کا فعل بدون دوسرے کی مدد کے
پورا نہین ہوتا ہے جب تک نفس اطاعت
قلب کی نہ کرے

روح ہوائی است متمکن در دماغ اما در بعض دو جزو
لطیف و متشرب از نداوۃ آن دو و تسر عبارت
از ان دو جزو لطیف است با یکدیگر گرہ خوردہ بتقاضا
روح ہوائی مستدرع شدہ فی الجملہ بران تکیہ زدہ
ولہذا روح لطیف تر است از قلب و تسر روشن
تر از عقل کار قلب وجد است و کار روح الفت
و کار عقل یقین است و کار تسر مشاہدہ شتان بین
الرتبتین و چون سالک از روح ہوائی بالکلیہ
فارغ شد و کار او با دو جزو لطیف افتاد کہ با یکدیگر
بر شکل سیماب متحد گشتہ اند از سہ حالت بیرون نخواہد
بود یا این است کہ روح ملکوت بجانب خود کشند
و در روح القدس اضمحلال حاصل شود و دران متلاشی
گردد و باز بقا از سر نو پیدا کند و باز خود را بیاد آرد
و این مرتبۂ نبوت است یا این است کہ نفس ناطقہ
بجانب خود کشد و در انانیۃ کبری متلاشی گردد
و باز از سر نو بقا یابد و بخود آید و این ولایت کبری
ست یا این است کہ جمع کند میان ہر دو علی الوجہ
الاتم و این جمع الجمع است صاحب جمع الجمع از
دو راہ محدث میشود گاہی حدیث کردہ میشود از
قبل نفس کلیہ و داعیۂ انانیہ کبری مانند نداوۃ در
وے فایض گردد و گاہے حدیث کردہ میشود
از قبل روح القدس و دواعی ملاء اعلی شبیہہ با
ساریقا در وے افتد و من اسید وارم کہ ازین
قسم آخیر باشم شعر و در اندک فلا اقول لانہ
مس لسان النطق عنہ اخرس ٭

دماغ مین مکان کئے ہوئے لیکن ہر دو جزو لطیف کے
فیض سے اور متشرب تری اور رساؤ سے اُن دو جزو
کے اور تسر کہتے ہین اُن دو جزو لطیف باہم گرہ کھائی ہوئی
لباس روح ہوائی کا پہنے ہوئے اور کسیقدر اوس پر
تکیہ کئے ہوئے کو اور اسی سبب سے روح تو بہت لطیف
ہی قلب سے اور تسر بہت روشن ہی عقل سے قلب کا کام
وجد ہے اور روح کا کام الفت اور عقل کا کام یقین اور
تسر کا کام مشاہدہ مرتبون مین بہت فرق ہی اور جب
سالک روح ہوائی سے بالکل فارغ ہوجاتا ہی اور اُن
دو جزو لطیف سے کام پڑتا ہے جو مانند سیماب کے یا ریکے
متحد اور ایک ہو رہی ہین تو تین حال سے خالی نہین یا تو
یہ کہ روح ملکوت اُوسکو اپنی طرف کھینچے اور روح القدس
مین اُوسی ہویت اضمحلال حاصل ہو اور اُوسمین نیست و
نابود ہو جاوے اور پہر از سر نو بقا پیدا کرے اور پہر اپنے تئین
یاد کرے یہ تو نبوت کا درجہ ہی یا یہ کہ اُوسے نفس ناطقہ اپنی
طرف کھینچے اور وہ انانیت کبری مین فنا ہوجاوے اور نئے
سر سے پہر بقا پاوے اور ہوش مین آئے تو وہ
ولایت کبری ہے یا یہ کہ درجہ نبوت و ولایت دونونکو
جمع کرے پورا پورا یہ جمع الجمع ہی۔ صاحب جمع الجمع دو
طرف سے حدیث کیا جاتا ہی کبہی تو نفس کلیہ کی طرف سے اور
انانیت کبری کا ارادہ مانند تری کے فایض ہو اور کبہی
حدیث کیا جاتا ہی روح القدس کی طرف سے اور ملاء اعلی کے
ارادے ماساریقا کے مشابہ اوسمین آئین اور مجہے اسید ہے
کہ مین اس قسم آخیر سے ہون شعر و در اندک فلا اقول
لانہ مس لسان النطق عنہ اخرس ٭

فصل سوم

در تہذیب لطائف ثلثہ بارزہ بوجہی کہ حکمت خُلقی
تقاضا میکند انشعاب لطیفہ انسانیہ بسہ شعبہ قلب و نفس
و عقل بنقل ثابت است در حدیث حضرت خاتم صلی
اللہ علیہ وسلم آمدہ است کہ الا و ان فی الجسد مضغۃ
اذا صلحت صلح الجسد کلہ واذا فسدت فسد
الجسد کلہ الا وھی القلب و نیز آمدہ است کہ مثل
القلب کریشۃ بارض فلاۃ یقلبھا الریاح ظھرا لبطن
و نیز آمدہ والنفس تتمنی و تشتہی والفرج یصدق
ذالک ویکذبہ و نیز آمدہ است دین المرء عقلہ
ومن لا عقل لہ لا دین لہ و از تتبع موارد استعمال
معلوم میشود کہ اتباع شہوات و تقاضا لذات
منسوب بنفس است و تعہد کاری و حب و بغض و
جرارت و جبن و مثل آن متصف شدن کار
قلب است و فہم و معرفت و جزم بانچہ جزم آن
باید کرد مخصوص بعقل و عقلا قوی نفس ناطقہ را
بسہ قسم منقسم یافتہ اند قوی طبعیہ و قوی حیوانیہ
و قوی ادراکیہ آشیانہ اول کبد است و آشیانہ
ثانی مضغہ صنوبری است و آشیانہ سیم دماغ
است و این مباحث را در کتب خود بتفصیل
تمام بیان کردہ اند و آن یکے از مسائل مشہورہ
ایشان است و نقل آن مباحث وظیفہ این
کتاب نیست بالجملہ کار نفس بالاصالۃ اقتضاء
شہوات و اتباع لذات است. و قایم داشتن
بنیہ بدن بتقاضا آنچہ بدن را درست باید و دفع

تیسری فصل تینوں لطیفوں کی تہذیب ایسی صورت سے
کہ حکمت خلقی کا اقتضا ہے لطیفہ انسانیہ کی تین شاخین
ہوتی ہیں قلب و عقل و نفس ثابت ہیں نقل اور عقل سے
حدیث شریف حضرت خاتم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں
آیا ہے الا وان فی الجسد مضغۃ اذا صلحت صلح الجسد
کلہ واذا فسدت فسد الجسد کلہ الا وھی القلب اور نیز
یوں آیا ہے کہ مثل القلب کریشۃ بارض فلاۃ یقلبھا
الریاح ظھرا لبطن اور نیز آیا ہے والنفس تتمنی وتشتہی
والفرج یصدق ذلک ویکذبہ اور نیز آیا ہے دین المرء
عقلہ ومن لا عقل لہ لا دین لہ اور تتبع موارد استعمال
سے معلوم ہوتا ہے کہ شہوتوں کا تابع ہونا اور لذتوں کا
تقاضا نفس سے منسوب ہے اور کسی کام کا قصد اور حب و
بغض اور دلاوری اور نامردی وغیرہ سے متصف ہونا
قلب کا کام ہے اور فہم و معرفت اور یقین کرنا اوسے جس کا
یقین کرنا چاہیے عقل سے منسوب ہے اور عقلا نے
نفس ناطقہ کو تین قسم سے منقسم پایا ہے قوائے طبعیہ اور
قوائے حیوانیہ اور قوائے ادراکیہ قوائے طبعیہ کا مقام جگر
ہے اور قوائے حیوانیہ کا ٹھکانا ایک گوشت پارہ صنوبری
ہے اور قوائے ادراکیہ کی جائے دماغ ہے اور ان مباحث کو انکی
کتابوں میں خوب تفصیل سے بیان کیا ہے اور یہ انکے ایک
مسائل مشہورہ سے ہے اور انکے ان مباحث کو یہ کتاب نہیں
ہے غرض نفس کا اصلی کام اقتضائے شہوات و اتباع لذات
ہے اور بدن کی بنیاد میں قایم رکھنی آن ان چیزوں سے جو بدن کو
چاہیئیں اور دفع کرنا + + + + + + + +

+ + + + + + + + + + + + + +

زندآن روح ہوائی بمنزلہ آدمی دست وپابریدہ باشد وآن نفس ہمچنان بہ تدبیراو قایم ودر آن روح ہوائی حس مشترک ومتصرفہ ووآہمہ وخیال وحافظہ ہمچنان باقی است واخلاق راسخہ وارادہ ہامتجددہ ہم چنان برحال خود اگر بصر وسمع مفقود شدہ است حس مشترک بجاے او نشستہ بسبب آنکہ مدتے در دنیا بواسطہ سمع وبصر ادراک میکرد وبآن وضع آشنا شدہ بود وبعد ازین یافتہ بسبب مفارقت بسبب فیض نفس ناطقہ ملکہ بسبب مصلحت کلیہ کہ اینجا مقتضی بمصلحت جزئیہ شدہ است ہمان حس مشترک کار سمع وبصر میکند وباین التفات از مبداء فیاض صورت آن مسموع وآن مبصر بروے فایض میگردد مثل فیضان صورۃ نتیجہ بر قوۃ دراکہ نزدیک ملاحظہ بعض مقدمات در صورۃ حدس و خاصیت نفس ناطقہ بہ نسبت اصل خود اضمحلال در نفس کلیہ است واز راہ عروق ماساریقا واحیہ انانیۃ کبرے قبول نمودن واز راہ روح ملکوت الہام ملائکہ ومشاہدہ حظیرۃ القدس پذیرفتن۔ اگر روح ہوائی مغلوب روح ملکوت گیرد وبمنزلہ فرشتہ شود از فرشتگان ملاء اعلیٰ یا فرشتہ از فرشتگان ملاء سافل ودرمیان این دو جزو لطیف وروح ہوائی پنج لطیفہ متولد شود۔ وسر تولید آنکہ این ہر دو جزو لطیف قایم شدند۔ بآن روح ہوائی واعتماد کردہ اند بروے وعشق والفت بہم رسانیدہ اند باوے پس لاچار فیض ہر دو جزو

کر دے تو وہ وہ روح ہوائی مانند آدمی ہاتھ پانون کٹے ہوئے کے ہے۔ اور وہ نفس ویسا ہی اوسکی تدبیر مین قایم ہے اور اوس روح ہوائی مین حس مشترک اور متصرفہ اور واہمہ اور خیال وحافظہ ویسا ہی باقی ہے۔ اور اوس مین اخلاق راسخہ اور ارادے متجددہ ویسے ہی موجود ہین۔ اگر آنکھہ کان جاتے رہتے ہین اونکے جای حس مشترک موجود ہے۔ اِس سبب سے کہ مدت تک اون آنکھہ کانون کے واسطے سے دنیا مین ادراک کرتے تھے اور اوس وضع سے آشنا ہو گئے تھے۔ اور عادت ہو گئی تھی تو جدائی کے بعد نفس ناطقہ کے فیض کے سبب بلکہ مصلحت کلیہ کے سبب جو یہان بمقتضے مصلحت جزئیہ کے ہوئی ہے وہی حس مشترک آنکھ اور کانون کا کام کرتی ہے اور اوسی التفات سے اوس سننے اور دیکھنے کی صورت مبدء فیاض سے اوسپر فایض ہوتی ہے جیسے صورت نتیجہ کا فیضان قوۃ دراکہ پر وقت ملاحظہ بعض مقدمات کے تیز ذہنی اور دانائی کی حالت مین اور خاصیت نفس ناطقہ کے یہ ہے کہ بہ نسبت اپنی اصل کے نفس کلیہ مین محو و فنیت ہو جانا اور عروق ماساریقا کی راہ سے انانیت کبرا کا ارادہ قبول کرنا اور روح ملکوتی کی راہ سے ملائکہ کا الہام اور حظیرۃ القدس کا مشاہدہ قبول کرنا اگر روح ہوائی تابع روح ملکوتی ہو بمنزلہ فرشتہ کے ہو خواہ ملاء اعلیٰ کے فرشتے یا ملاء سافل کے فرشتے اور درمیان ان دو جزو لطیف اور روح ہوائی کے پانچ لطیفے پیدا ہوتے ہین اور تولید کا سِر یہ ہے کہ یہ دو جزو لطیف قایم ہین روح

روح ہوائی سے پانچ لطیفے پیدا ہوتے ہین

[illegible]

بحسب تنوع قوائے روح ہوائی تنوع شد قوتی
کہ عمدہ آن در کبد است نفس شہوی است و قوتی
کہ عمدہ آن در مضغہ صنوبری است کہ حامل ملکات
واخلاق است قلب است و قوتے کہ عمدہ آن
در دماغ است وادراک معقولات ومتوہمات
خاصہ اوست عقل است نفس و قلب و عقل
تمام تمکن آنہا در روح ہوائی است اما فیض
دو جزو لطیف قبول میکند مانند قبول زمین کہ
متصل چشمہ باشد طراوت ونداوت را از آن چشمہ
یا مانند قبول بدن تازگی ونضارت از کبد براہ
عروق ماساریقا وہریکے ازین قوای ثلث ہر
چند در اصل متولد سہ جزو شد اما نفس مناسب
بروح ہوائی است۔ وعقل بروح سماوی و قلب
بنفس ناطقہ ولہذا قدمائے صوفیہ قلب را عبارت
از لطیفہ انسانیہ بجمیع شراشرہا داشتہ اند۔ و
عقل را لسان روح فرض کردہ وچون سالک از
غلبہ روح ہوائی فی الجملہ خلاص یابد و او را باد
دو جزو لطیف کار افتد قلب او روح گردد۔ و
عقل او سر شود و فرق درمیان قلب و روح
آنست کہ قلب قوۃ روح ہوائی است منبعث
از اعماق بدن اما مدد بفیض دو جزو لطیف و تشرب
از نداوۃ آن دو جزو و روح عبارت ازین دو
جزو لطیف است با یکدیگر گرہ خوردہ بنقاوۂ روح
ہوائی متدرع شدہ۔ وفی الجملہ سر آن تیکہ زدہ۔ و
فرق درمیان عقل وسر آنست کہ عقل قوت

بموجب قسم ہونے قوای روح ہوائی کے قسم قسم
ہوا۔ وہ قوت جسکا عمدہ جگر مین ہے نفس شہوی ہے
اور جس قوۃ کا عمدہ صنوبری گوشت مین ہے اور اخلاق
اور ملکون کا حامل ہے اوسکا نام قلب ہے اور جس
قوۃ کا عمدہ دماغ مین ہے اور اوسکا خاصہ ہے
ادراک کرنا معقولات اور تخیلات اور متوہمات
کا وہ عقل ہے نفس و قلب و عقل سبکا ٹھکانا روح ہوائی
ہے مگر فیض دو جزو لطیف کا قبول کرتی ہے اسطرح
جیسے زمین چشمہ کے متصل کی تری اور رساؤ اوس
چشمہ کا قبول کرتی ہے۔ یا جیسے بدن تر و تازگی
قبول کرتا ہے جگر سے عروق ماساریقا کی راہ سے
اور ہرچند یہ تینون قوتین۔ یعنے نفس و قلب و عقل
اصل مین تین جزو سے متولد ہوئین ہین۔ مگر نفس
روح ہوائی کے مناسب ہے۔ اور عقل روح سماوی
کے اور قلب نفس ناطقہ کے اور اسی واسطے قدمائے
صوفیہ نے قلب کو معہ اوسکے سب شعبون کے لطیفہ
انسانیہ کہا ہے اور عقل کو زبان روح کی فرض کیا ہے اور جب
سالک روح ہوائی کے غلبہ سے کسیقدر خلاصی پاتا ہے اور اوسکو ان دو
جزو لطیف سے کام پڑتا ہے اوسکا قلب روح ہو جاتا ہے اور اوسکی
عقل سر ہو جاتی ہے اور قلب اور روح کے درمیان فرق یہ ہے کہ قلب روح
ہوائی کی قوت ہے جو بدن کی تہ سے پیدا ہوتی ہے لیکن مدد اون
دونو جزون لطیف کے فیض اور تشرب تراوت و رساؤ سے
ان دونو جزون لطیف کے اور روح کہتے ہین ان دونو جزو لطیف
باہم گرہ کہائی ہوئی کو اور روح ہوائی کا لباس پہنے ہوئی کو اور اوسے
کسیقدر لیٹا دئے ہوئی کو اور فرق عقل اور سر کے درمیان یہ ہے

اجزاء روح دانسته شد بعد ازان باید دانست
که هر جزو را خاصیتی است علیحده و هر دو را نیز
خاصیتی و جمیع آنچه بر روح وارد میشود از احکام
معاش و معاد مستند بهمان خواص است و لطیفهٔ
نفس نیز منشعب ازین کثرة اجزا پس خاصیت
روح هوائی آنست که بعناصر متحد باشد و در ناسوت
متمکن شود و روح هوائی را سه حالة است یکے
آنکه مقهور و مغلوب جوارح باشد کار وے اتمام
آن افعال است که از جوارح صادر شوند بآن معنی
که در مقتضات طبیعت بحکم عادت جوارح جاری
شوند و روح بکلی مغمور در آن باشد و درین حالت
نفس بهیمی خواهد بود و حالت دوم آنست که از مغمور
بودن در حکم جوارح خلاص شود و آن اخلاق و
صفات که تعلق با رواح قلبیه و داعیه دارد بروے
غالب آید یا این است که عمل جوارح هیاکل آن
اخلاق و متممات آن باشد و آن اخلاق بدون
عمل جوارح صورت نگیرد یا این است که اخلاق فی
انفسها تمام باشند و عمل جوارح مقتضے آن اخلاق
و شرح آن باشد و کیف ما کان درین حالت
نفس انسانی خواهد بود و حالت سیوم آنکه این
روح هوائی مغلوب و مقهور یکے از دو چیز و
دیگر باشد و درین حالت نفس ملکی خواهد بود و
خاصیت روح ملکوت آنست که پیش روح القدس
که در حظیرة القدس قایم است حاضر شود و با او
اتصال پیدا کند و در ملاء اعلی قدم راسخ دانسته

روح ہوائی مین حالتیں

پہلی حالت

دوسری حالت

تیسری حالت

روح ملکوت کی خاصیت

روح کے اجزا جان لیے اُسکے بعد جاننا چاہیئے کہ ہر ایک جزو
کی ایک خاصیت ہے علحدہ اور ہر دو و ملکر ہر ایک دو
کے اور خاصیت ہی اور جو کچہ روح پر وارد ہوتا ہی معاش
و معاد کے احکام سے اُونہین خواص سے مستند ہی
اور نفس کے لطیفہ بہی اسی کثرت اجزا سے منشعب ہین تو
روح ہوائی کی یہ خاصیت ہے کہ عناصر سے اتحاد رکہے اور
ناسوت مین یعنی دنیا مین قرار پذیر ہو اور روح ہوائی کی
تین حالتین ہین ایک تو یہ ہی کہ فرمان بردار اور
مغلوب جوارح کے ہو اوسکا کام افعال کا پورا کر دینا ہی
جو کام جوارح سے صادر ہوتے ہین اس معنی سے - کہ
طبیعت کی مقتضیات مین بموجب عادت جوارح کے
جاری ہون اور روح بالکل اسمین غرق ہوتی ہی - اور
اسحالت مین نفس بہیمی ہوگا اور دوسری حالت روح
ہوائی کی یہ ہی کہ جوارح کے حکم مین ڈوب جانے سے
خلاص ہو اور خو اخلاق و صفات جو ارواح قلبیہ اور
داعیہ سے تعلق رکہتی ہین اوسپر غالب آئین تو یا یہ بات
ہی کہ جوارح کا عمل اُن اخلاق کی شکل اور اُونکا پورا کرنے
والا ہوگا اور وہ اخلاق بدون عمل جوارح کے ممکن نہون
یا یہ بات ہے کہ اخلاق بنفسہ تو پورے ہون اور جوارح کا
عمل اُن اخلاق کا مقتضا اور اُنکی شرح ہو تو دونون
باتونمین کوئی ہو اسحالتمین نفس انسانی ہوگا اور روح
ہوائی کی تیسری حالت یہ ہی کہ مغلوب تابع ایک اور دو
چیزون کے ہو اور اس حالت مین نفس ملکی ہوگا اور خاصیت
روح ملکوت کی یہ ہے کہ روح القدس کے سامنے جو حظیرة القدس
مین قایم ہی حاضر ہو اور اُس سے اتصال پیدا کرے اور ملاء اعلی مین

باشد و با ملائکہ ملاء اعلی بقدر استعداد او ہم زبانی داشتہ
باشد و از ارواح افلاک رموز و اسرار بروی فایض گردد و سبب مجازاة بحقیقت انجذاب این
جزو است بخاصیت خود بسوی حظیرة القدس
پس اگر صفات مناسبہ بآن مقام در روح ہوائی
مرکوز است انس و راحت یابد و اگر صفات مضادہ
این مقام در روح ہوائی ثابت است وحشت و نفرت
و مثل ارتباط روح ہوائی با این روح علوی مثل
اختلاط رطوبتہ مائیہ است با جوہر فضہ در جسم سیماب
پس رطوبتہ و فضہ ہر دو گرہی خوردہ اند و عقدہ
بہم رسانیدہ کہ اصلا انفکاک یکے از دیگر گنجایش
ندارد و عقلاء مے شناسند کہ سیلان از رطوبتہ
است و ثقل از فضہ ہمچنین روح علوی و روح
ہوائی باہم منعقد شدند و انفکاک متعذر شدہ و
بمقتضائے انجذاب یکے دیگر منجذب شود و
بصفات یکے دیگر متالم یا متنعم گردد و خاصیت نفس
ناطقہ بہ نسبت این روح ہوائی جمع شتات بدن
اوست و در میان اجزاء او گرہ زدن چنانکہ
در نفس نبات معاینہ میکنیم کہ اجزاء را بیک صورة
ساختہ است و باہم آن اجزاء را گرہ زدہ بوجہی
کہ اگر از بیخ بریدہ گردد مدتے باید کہ آن اجزاء
منفک شوند ہمچنین اعضاء روح ہوائی را نفس
ناطقہ باہم متصل ساختہ است و مزاجے در وے
بخشیدہ پس اگر موت در میان این روح ہوائی
و بدن لحمے حایل شود و آن تغذیہ و تولید را ہم

اور ملائکہ ملاء اعلی سے بقدر اپنی استعداد کے ہمزبانی رکھے
اور ارواح افلاک سے اوسکے دل پر رمزین اور اسرار
فایض ہوں اور جزا کا سبب حقیقت مین اسی جزو کا
جذبہ قبول کرنا ہے اپنی خاصیت سے حظیرة القدس
کیطرف تو اگر ایسی صفتین جو اوس مقام کے مناسب ہین
روح ہوائی مین مرکوز ہین تو آرام و انس پائیگے اور جو
روح ہوائی مین ان صفتون کی ضد مرکوز ہے یعنے وہ
صفتین جو اوس مقام کے مناسب نہین ہین تو اوسکو
وحشت و نفرت ہوگی اور روح ہوائیکا ربط اس روح
علوی سے ایسا ہی جیسے رطوبت مائیہ کا اختلاط چاندی
سے پارہ کے جسم مین رطوبت اور چاندی دونون کے
ایک گرہ بندہ گئی ہے اور ایسی گتھ گئی ہے کہ ہرگز جدا ہونا
ممکن نہین اور عاقل لوگ جانتے ہین کہ اس مین سیلان
تو رطوبت کے سبب سے ہے اور ثقل اوس بوجہ چاندی کا ہے
اسیطرح روح ہوائی اور روح علوی دونو ایک
دوسرے سے گتھ گئی ہین ایسی کہ ایک دوسرے سے جدا ہونا
دشوار ہے اور ایک کے کشش سے دوسرے کی کشش ہے اور
ایک کے رنج پانے سے دوسرے کو رنج یا ایک کے آرام و
راحت سے دوسرے کو راحت و آرام ہے اور خاصیت
نفس ناطقہ کی اس روح ہوائی مین یہ ہے جمع کرنا اوسکے بدن
کے اجزا کا اور اونمین گرہ لگانی جیسے ہم نفس نبات مین
دیکھتے ہین کہ اجزا کی ایک صورت بنا دی ہے اور ان اجزا کے باہم
گرہ لگا دی ہے ایسی کہ اگر جڑ سے کاٹ ڈالا جائے تو ایک مدت مین
اوسکے اجزا ایک دوسرے سے الگ الگ ہون اسیطرح اعضا روح
ہوائی کی نفس ناطقہ نے باہم متصل کر دیے ہین اور اسمین ایک مزاج

خاصیت نفس ناطقہ

[illegible]

از امواج آن تفصیل این معنی آنکه اہل وجدان
ادراک کردہ اند که در عالم یک نفس است مدبر
کلیه ما فی الکون ہر چه از عرش تا فرش میگذرد ہمه
مقتضائے آن نفس است و آنرا نفس کلیه گویند
وباعتبار مبدائیت افعال خاصه طبیعت کلیه و نظامے
راکه مقتضائے آن نفس است مصلحت کلیه نفوس
جزئیه افلاک و طبائع عناصر و نفوس نباتیه و حیوانیه
ہمه بمنزله مزاجہائے مختلف اعضاء و ارواح
حامله قوی اعتبار باید کرد ہمه مجتمع در یک نفس اند
و مدبر یک تدبیر و بار و کامن در اطوار و ادوار
خلق ہمان نفس است وقتیکه آب و ہوا میشود
و ہوا آب نفس کلیه باقی در حالتین است که بیک
طور خود کمون نمودہ است و بیک وضع ظہور
فرمودہ پس حقیقت نفس ناطقه ہمین نفس کلیه
است بالانضمام بروزہ خاصه که بمقتضائے استعداد
ہیولی خواہد بود و رائسا براس و فنا از وجود روحانی
اضمحلال نفس ناطقه در نفس کلیه ناشی میشود و
جزو سیم روح ملکوت است و تفصیلش آنکه بعض
قوی نفس کلیه حمل میکند صورة آنچه بودنی است
قبل از بودن آن مانند حمل آدمی صورة کار مطلوب
را در نفس خود قبل از ظہور این کار در خارج
بوجہی که میتوان گفت که مربعه موجود در نفس ما
ہمان مربع است که در خارج موجود شدہ
بہمان وجه میتوان گفت که آن صورة مکنونه در
آن قوی بعینہا ہمان صورة است که در خارج

۱۴۹ ۱۵۰

روح کا تیسرا جزو

نفس کلیه کے دریا کی اس بات کی تفصیل یہ ہے کہ اہل کشف نے
معلوم کیا ہے کہ عالم مین ایک نفس ہے مدبر کلیه ہے کل
موجودات کا جو کچھہ عرش سے فرش تک گذرتا ہے وہ
سب اس نفس کا مقتضا ہے اور اوسے نفس کلیه کہتے
ہین اور مبدائیت افعال خاصه کے اعتبار سے طبیعت
کلیه کہتے ہین اور جو اوس نفس کے مقتضا کا نظام ہے
اوسکو مصلحت کلیه نفوس جزئیه افلاک کے اور عناصر کے طبائع
اور نفوس نباتیه و حیوانیه یہ سب بمنزل اعضا کے مختلف
مزاجون اور ارواح حامله قوا کے سمجھنا چاہئے کہ ایک
نفس مین سب جمع ہین اور مدبر ایک تدبیر ہے اور بار ہوا اور
کامن تمام اطوار و ادوار خلق مین وہی نفس ہے جس وقت کہ
پانی ہوا ہو جاتا ہے اور ہوا پانی دونو حالتونین نفس کلیه باقی
ہے کہ اپنی ایک طور سے چھپ گیا ہے اور دوسری وضع مین
ظاہر ہو گیا ہے تو حقیقت نفس ناطقه کی وہی نفس کلیه ہے
ظہور خاص کے ملانیکے ساتھ جو بمقتضائے استعداد ہونیکے
ہوگے ٹھیک ٹھیک اور وجود روحانی سے فنا نفس ناطقه
کی محو و مضمحل ہونیسے نفس کلیه مین ظاہر ہوتی ہے اور تیسرا
جزو روح ملکوت ہے اور اوسکی تفصیل یہ ہے کہ نفس کلیه کی
بعضی قوتین جو کچھہ ہونا ہے اوسکی صورت اوٹھاتی ہین
پہلے ہونیسے جسطرح انسان کسی کام کی صورت اپنی نفس مین اوسکو
خارج ہونیسے پہلے اوٹھاتا ہے ایسی وجہ سے کہہ سکتے ہین
نفس مربعه موجود ہمارے نفس مین وہی مربعه ہے جو خارج مین موجود
ہوا اوسیطرح کہہ سکتے ہین کہ وہ صورت مکنونه اون
قوی مین بعینه وہی صورت ہے کہ خارج
مین * * * * * * * * * *

وجزو دیگر نفس ناطقہ است آنرا نیز باید دانست
چون نواۃ را در زمینے نشانیم و اجزاء لطیفہ آب و
ہوا و ارض از ہر جنبہ بوے احاطہ کنند آن نواۃ بقوۃ
کہ خداتعالیٰ در وے نہادہ است اجزاء لطیفہ را بخود
در کشد و آنرا تحویل کند بصورتے دیگر و صرف نماید
در زیادہ جسم خود بوجہے خاص و نظام معین آنگاہ
برگ و شاق پدید آید و رفتہ رفتہ باؤ [illegible] و ثمار
و اوراق و غصون کشد و در آخر ضعف پیدا
کند و متلاشی شود و چون ہر نواۃ را تصرف نوعی
دیگرے بنیم و ہر درخت را نظمے دیگر معلوم نمایم
عقل مضطر میشود باثبات نفسے کہ تحمل این قوی
کردہ است و ہمچنین چون عفونت مرکبات
ارضیہ بحد خود میرسد باین است کہ منی و
خون حیض در رحم بہم آید و نفس والدہ تدبیر او کند
تا آنکہ قلب و کبد و دماغ ظاہر شود و در وی
ہوائے در ان منفوخ گردد و در ہر دو صورت
بروز و کمون ظاہر شود و آن اجزاء را صورت
دیگر دو صورت دیگر پدید آید و این صورت
را احکامے دیگر باشند ستند بآن و این را نفس
حیوانے گویند و ہمین قیاس نفسے ہست کہ
نظام انسانی را تقاضا میکند و خواص انسان
از رائے کلی و لطائف خمس تفصیل و توفیر از ان
منشعب میگردد و آنرا نفس ناطقہ گویند و این
نفس ناطقہ خصوصاً و ہر نفسے کہ ہست عموماً
حبابے است از دریائے نفس کلیہ و موجی است

اور دوسرا جزو نفس ناطقہ ہے اور اوسکو بھی جان لینا چاہئے
جب ہم تخم کو زمین مین بوتے ہین اور اجزائے لطیفہ
پانی او ہوا اور زمین کے ہر طرف سے اوسے گھیر لیتے
ہین تو وہ تخم اُس قوت سے جو خداتعالیٰ نے اُس
مین رکھی ہے اُن اجزائے لطیفہ کو اپنی مین کھینچتا ہے
اور اونہین ایک اور صورت کے حوالہ کر دیتا ہے
اور صرف کرتا ہے اپنے زیادہ جسم مین ایک خاص
وجہ سے اور مقرری نظام سے اوس وقت پتّی
اور شاخ ظاہر ہوتی ہے اور رفتہ رفتہ پہول پہل اور
پتّہ اور ٹہنیان ظاہر کرتا ہے۔ اور آخر کو ضعف
پیدا کرتا ہے و نیست و نابود ہو جاتا ہے۔ اور ہر
تخم کا تصرف دوسری طرحکا ہم دیکھتے ہین اور
ہر ایک درخت کا نظم اور ہی معلوم ہوتا ہے تو عقل
بے قرار ہوتی ہے اُس نفس کے ثابت کرنے مین
جسنے یہ قوی حمل کئے ہین اسی طرح جب عفونت
مرکبات ارضیہ کے اپنے حد کو پہنچتی ہے تو یا تو یہ
امر ہے کہ منی و خون حیض رحم مین جمع ہوتی ہین۔
اور نفس والدہ کا اوسکے تدبیر کرتا ہے۔ یا یہ ہے
کہ قلب و جگر و دماغ ظاہر ہوا اور روح ہوائی اوس مین
منفوخ ہو تو دونون صورتون مین بروز و کمون ظاہر ہوتا ہے
اور آن اجزا کی صورت بدل جاتی ہے اور ایک اور ہی صورت
ظاہر ہو جاتی ہے اور اس صورت کے اور ہی احکام ہوتے ہین اُس سے
مستند اور اُس صورت کو نفس حیوانی کہتے ہین اسیطرح ایک
نفس کہ نظام انسانی کا تقاضا کرتا ہے اور انسان کے خواص رائے
کلی اور پانچون لطیفہ تفصیل و توفیر اُس سے نکلتے ہین اُسی نفس ناطقہ

[illegible]

[illegible]

وبحیرت در ماند ونظن عدم یافت مبتلا شود
وداند کہ آنچہ پیش ازین ظاہر شد محض غرور نفس
بود وازین سبب حزنے قوی وقبضے عظیم دامن
گیر وقت او شود واز کار باز ماند واگر انتساب
ہر حالتے بلطیفہ ورجوع ہر فنائی وبقائی بامری
خاص ادراک نماید۔ ازین نوع قبض خلاص شدہ
باشد۔ دیگر آنکہ احوال اولیاء را ملاحظہ کند و
اختلاف اقوال واحوال ایشان دریابد ودرشک
افتند وگاہی باین حالت متوجہ شود وگاہی بآن
وازکار باز ماند وباشد کہ انتہاء شخصے تأمل نماید
وانکار وکہ این انتہائے حقیقے سلوک است
وبحقیقت اختلاف احوال واقوال ایشان متنوع
انتہاء ایشان بنی بر اختلاف قوۃ وضعف لطائف
است در اصل فطرۃ ودیگر آنکہ کارے کہ بعد
احاطہ لعلۃ غائیہ ومناسبت آن کار بآن علۃ
کردہ شود اندک کوشش در آن کار حکم کوشش
بسیار دارد وروز بروز آن فائدہ می بینند و از
روئے بصیرۃ ومعرفۃ خوض مے نماید وراہ کشادہ
تر میگردد وبالجملہ شرف وفائدہ این بسیار است
والقلیل ینبئ عن الکثیر ؛

فصل دوم

فصل دوم ماہیت علم لطائف

در ماہیات این لطائف بیان حقیقۃ این
لطائف وخواص آن موقوف بر بیان حقیقۃ
روح است وآن مسئلہ از علم حقائق است نہ
از علم سلوک وشارع صلوات اللہ علیہ سلامہ

تو حیرت میں رہیگا اور یہ جانیگا کہ مجھے کچھ حاصل نہیں ہوا اور
جو اس سے پہلے ظاہر ہوا تھا وہ فقط نفس کا غرور تھا اس سبب سے
رنجیدہ اور قبض میں رہیگا یا اوس کام سے باز رہیگا اور جو ہر
حالت کی نسبت ہر لطیفہ سے اور ہر فنا وبقا کو رجوع ایک امر
خاص سے سمجھیگا تو اوس سے وہ نہ رنج ہوگا نہ قبض اور تیسرے یہ
کہ جب وہ اولیا کا حال دیکھیگا اور اونکے اقوال اور احوال
میں اختلاف پائیگا تو شک میں پڑ جائیگا اور کبھی اس حالت
کی طرف کبھی اُس حالت کی جانب متوجہ ہوگا مطلب سے
رہجائیگا اور ایسا بھی ہے کہ ایک شخص کی انتہا میں غور کرے
اور یہ گمان کرے کہ بس سلوک کی حقیقت یہی انتہا ہے اور
فی الواقع یہ بات ہے کہ اونکے احوال اور اقوال میں جو
اختلاف ہوتا ہے اور ابتدا طرح طرح سے ہوتی ہے
وہ بسبب لطائف کے قوت وضعف کے اختلاف
سے ہوتا ہے جو اونکے اصل سرشت میں ہے
اور یہ ضرور ہے کہ بے علم لطائف کے جو بہت کوشش
اور مدت میں حاصل ہو وہ علم لطائف سے تھوڑی کوشش سے
ہو جاتا ہے۔ اور روز بروز فائدہ دیکھتا ہے۔ اور
بصیرت اور معرفت کی راہ سے خوض کرتا ہے۔ اور
رستہ کھلتا جاتا ہے۔ غرض علم لطائف کے شرف
اور فائدہ تو بہت ہیں تھوڑے سے بیان کردیے ہیں ؛
والقلیل ینبئ عن الکثیر یعنی تھوڑا نمونہ بہت کا ہے ؛
فصل دوسرا ماہیت میں ان لطائف کی حقیقت کا بیان اور انکی
خواص کا روح کی حقیقت کے بیان پر موقوف ہے اور روح کا مسئلہ
علم سلوک کا مسئلہ نہیں علم حقایق سے ہے اور شارع یعنے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ؛

ہیچ رمزے از علم حقایق اظہار نفرمود و بجز علم سلوک
و تہذیب تبلیغ ننمود. مگر مشہور رائے چندے کہ
ہیچ طوائف از طوائف عرب و عجم از ان اجنبی نیست و فرقہ
نیست کہ آن علم ور روز بانش نیست پس آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم این علوم مشہورہ را اجمالا بیاد
ایشان داد و از خوض ۔ تفصیل و تصویر آن زجر
شدید فرمود و ہمین است سنت انبیاء اللہ اجمعین
نہ پنداری کہ حل این علوم مقدور بشر نیست نہ
نہ بلکہ اظہار این علوم موافق مصلحت جمہور۔
مخاطبان نیست سہ مصلحت نیست کہ از پردہ
برون افتد راز ۔ ورنہ در محفل رندان خبری نیست
کہ نیست ۔ اولی و اجرے در حق ما مردم نیز
ہمین است کہ ازین حرف تن زنیم و دیدہ را
نادیدہ سازیم لیکن اختلاف صوفیہ در این
مسئلہ بسیار شد و طبائع ایشان مشغوف شدند
و علم لطائف براین مسئلہ مبنی شد پس ضرورت
پیش آمد و الضرورۃ تبیح المحظورات روح عبارت
از چیزے ہست کہ اقتران آن با جسد سبب حیاۃ
جسد باشد و افتراق آن از جسد سبب موت
جسد دیدہ باشی کہ سرگین عفونتے پیدا میکند
و جوشش میزند و ازان عفونت و جوشش حیوانے
در اجزاء آن سرگین قابض میشود و حسی و حرکتے
پدید مے آید سبب قریب آن حس و حرکتہ
روح است ۔ و چون آدمی میرد و حس و حرکتہ
وے ۔ بعد از آنکہ بود زائل میشود و جماد میگردد

علم حقایق سے کوئی رمز نہین فرمائی اور سوا علم سلوک اور
تہذیب نفس کے نہین ہدایت کے ۔ مگر کچھ مشہور جس سے عرب
و عجم کا گروہ ناآشنا نہین اور کوئی ایسا فرقہ نہین جسکے
ور د زبان یہ علم نہین پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے ان علم مشہورہ کو مجمل یاد کرا دیا ہے اور اوس مین
خوض کرنیسے اور اوسکی تفصیل اور صورت بیان کرنے سی
بہت سخت منع فرمایا ہی اور سب انبیاء اللہ کا یہی طریقہ
ہے اور یہ نہ گمان کرنا کہ ان علوم کو بشر حل نہین کرسکتا
نہین یہ بات ہرگز نہین ۔ مگر ان علوم کا ظاہر کرنا جمہور
مخاطبون کی مصلحت کے موافق نہین سہ مصلحت
نیست کہ از پردہ برون افتد راز ۔ ورنہ در محفل رندان
خبرے نیست کہ نیست ۔ ہم لوگون کے حق مین اولی
اور لائق و مناسب بھی یہی ہے کہ ہم اسمین خاموش رہین
اور دیکھے ہوئے کو ندیکھا ہوا سمجھین ۔ مگر اس مسئلہ مین
صوفیون کا بہت اختلاف ہی اور یہ اونکے
طبیعتون مین داخل ہو گیا ہے اور علم لطائف کے مسئلہ
اسپر بنا ہوئے تو یہ ضرورت پیش آئی و الضرورۃ تبیح المحظورات
روح اوسے کہتے ہین جسکے جسم کے قرین ہونے سے جسم
زندہ ہو اور اوسکی جدائی سے جسم کو موت آئے تمنے دیکھا
ہوگا کہ گوبر مین بدبو ہو جاتی ہے ۔ وہ سڑ جاتا ہی اور جوش
مین آتا ہے اور اس بدبو سے اور جوش سے ایک کیڑا
اوسکے اجزا مین قابض ہوتا ہے اوسمین حس و حرکت
پیدا ہوتی ہی تو سبب قریب اس حس و حرکت کا روح ہی اور جب آدمی
مرتا ہی اور وہ جماد ہمین حس و حرکت نہی رہ جاتی ہتی ہی ۔ اور ایک
جماد کیموافق ہو جاتا ہے ۔

مدارند نعمتی است نہایت بزرگ کہ متاخران بدان
محظوظ شدند ذلک من فضل اللہ علینا و علی الناس
و لکن اکثر الناس لا یشکرون
طریق اذکار و افکار کہ امروز در دست مردم
ہست و آنرا از اسلاف خود نقل میکنند دو قسم
است قسمی آنست کہ عزیزے را شوق راہ
گریبان گیر وقت شد کیف ما اتفق سلوک نمود و
آخر بہ مقر اطمینانے رسید و آثار ارشاد ازوی
دیدہ شد و طالبان بوی رجوع کردند و وی ہمان
مقر خود دلالت نمود گویا غیر آن مقری نیست
و غیر آن کمالی نہ یاران این عزیز ہمان راہ را یاد
گرفتند و بہ ہمان کیفیت اعتقاد کلی نمودند اکثر
این جماعہ یک نسبتہ دارند یا نسبتہ شوق و قلق
یا نسبتہ اویسیہ ارواح یا نسبتہ مشابہتہ با ملائکہ
سفلیہ یا نسبتہ توحید یا نسبتہ طہارت یا نسبتہ
ارتباط بشخوص اذکار در عالم مثال و مانند آن
و درین صورت لطیفہ از لطائف ایشان بحکم آن
نسبت فی الجملہ مہذب شدہ است و باقی بر جہالہ
خود است اگر صورت مثال کمال ایشان پیش
تو متشبح شود صورتے بینی کہ نیمہ روئے آن سیاہ
است و نیمہ سفید خلطوا عملاً صالحاً و آخر سیئاً و
بسیاری ازین جماعہ التزام شرع نکنند و گویند
انہمہ ظواہر شرع است و حقیقۃ و لب آن نیست
کہ ما ادراک کردیم و سیعلم الذین ظلموا ای منقلب
ینقلبون و قسمے آنست کہ استاد آن

ذکر و فکر کی دو قسمین ہین

قسم اول

قسم دوم

نہین علم لطائف بہت بڑی نعمت ہے کہ متاخرین کو عنایت
ہوئی ذلک من فضل اللہ علینا و علی الناس و لکن اکثر الناس
لا یشکرون ذکر و فکر کا طریق جو اس زمانہ مین ہی اور وے
اپنے بزرگون سے نقل کرتے ہین دو قسم ہے ایک قسم تو یہ ہی
کہ ایک عزیز کو خدا تعالی کی راہ کا شوق ہوا اوس نے جس طور بنا
وہ رستہ چلنا شروع کیا آخر ایک اطمینان کے مقام پر پہنچ گیا
اور اس سے ارشاد کے آثار ظاہر ہوئے طالبون نے اس
سے رجوع کی اور اوس نے اوسی مقام تک جہان پہنچا تھا اونکو
بتا دیا گویا اوسکے سوا اور کوئی ٹھکانا نہین اور اس سے آگے
بڑھکر کوئی کمال نہین اوسکے مریدون نے اس راہ کو یاد کر لیا
اور اپنا اعتقاد کلی اوسی پر کر لیا تو اکثر اس گروہ کے لوگ ایک
ہی نسبت رکھتے ہین یا نسبت شوق و قلق کے یا نسبت اویسیت
ارواح کے یا ملائکہ سفلیہ کے مشابہت یا جو عالم مثال مین اذکار
کی صورتین ہین اون سے ارتباط کی نسبت اور اونکے سوا
علی ہذا القیاس اور اس صورتین ان لطیفون مین سے کوئی
لطیفہ اس نسبت کے سبب مہذب ہو گیا ہے۔ اور
باقی لطیفے اوسی جہالت پر ہین اگر انکا کمال تمہاری سامنے
صورت پکڑ آوے تو تم دیکھو کہ آدھا چہرہ سیاہ ہے
اور آدھا سفید خلطوا عملاً صالحاً و آخر سیئاً اور اکثر
ایسے لوگ شرع کے پابندی نہین کرتے اور کہتے
ہین کہ شرع کی یہ ظاہر کی باتین ہین اور حقیقت
اور لب لباب شرع کا وہی ہے جو ہم نے دریافت
کیا و سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون
اور دوسری قسم اس ذکر اور فکر کی یہ ہے کہ کامل اور
مکمل استادون سے

کامل و مکمل کہ تدبیر کلی ایشان را مرشد خلق ساخت
و شطے از امۃ مرحومہ بدست ایشان جمع نمود
و ارشاد بواسطہ ایشان در آفاق بود و ایشان را
آنچہ مے بایست الہام ساختہ اند برائے سالکان
مقرر نمودہ اند و اتباع ایشان کابر عن کابر
تلقی کردند کما ہو الحال فی ہذہ الطریقۃ العظیمۃ التی
سلک فیہا الوف الوف و این بزرگواران تمہید
قواعد کماینبغی نمودہ اند و بحسب ہر دائی دوائی
و بروفق ہر آفتی علاجے مقرر فرمودہ اند [illegible]
اتباع ایشان نیز اگر علم لطائف ندانند بچندے ضرر
متضرر شوند یکی آنکہ بسیارے از مسترشدان یک
لطیفہ ایشان در اصل جبلت قوی تر است و
لطیفہ دیگر ضعیف تر پس اگر علی العمیۃ آن اشتغال
واذکار کنند و تربیت آنہمہ قصد نمایند مدتہا باید
کہ آن لطیفہ قویہ حظ خود از انجملہ بگیرد و انتعاشی
بدست آرد و در جوش و خروش آید و آثار تہذیب
آن لطیفہ ظہور کند و این سالک بمقر اطمینان خود
برسد و اگر تخصیص تقویہ آن لطیفہ پیش گیرند و لطائف
دیگر را علی سبیل الاجمال مہذب کنند زود آن معنی
حاصل شود و سالک بمقر اطمینان خود واصل گردد
و مقر اطمینان کہ بعد از طے مراتب و بعد از فناہائے
متعددہ حاصل شود ہمان لطیفہ است کہ در
اصل فطرت قوی تر بودہ است دیگر آنکہ بسا سالک
احوال مختلفہ فنا و بقا متعدد ظاہر شود و او
انتساب ہر حالتے بلطیفہ فہم نکند ۔

جن کو اللہ کی تدبیر کلی سے خلقت کا رہنما کیا ہے اور
جو باتین امت مرحومہ سے رہ گئیں تھیں وہ انکو دین
اور ارشاد کا ظہور انکے واسطے سے اللہ کا ارادہ تھا
اور جو باتین درکار تھین انکا انکو الہام کیا ہے۔ اُن
استادون نے سالکون کے واسطے مقرر کیا ہے اور
انکے پیرؤن کو مسلسل سکھاتے آئے ہین جیسے
ان بزرگ طریقون مین جنمین ہزارون لاکھون نے سلوک
کیا ہے اور ان بزرگون نے قواعد کی تمہید یون چاہیے
تھی ویسی ہی کی ہے اور ہر درد کی دوا اور ہر آفت کا علاج
مقرر فرمایا ہے باوجود اسکے بہی انکے پیرو بہی ۔ اگر علم لطائف
نجانین تو انکو کئی ضرر پہونچتے ہین ایک تو ضرر یہ ہے اکثر مریدون
کے لطائف مین ایک لطیفہ بہی قوی ہے دوسرا بہت ضعیف
تو جو اندہے ہین سے شغل ذکر کرین اور ان سب لطائف کی
تربیت کا قصد کرین تو مدتین چاہئین کہ وہ بہت قوی لطیفہ
تہذیب پاوے اور بلندی و سرور حاصل کرے اور جوش و خروش
مین آوین اور اُس لطیفہ کی تہذیب کے آثار ظاہر ہون اور یہ
سالک اپنی اطمینان کے ٹھکانے پہنچے اور جو لطائف کے جانتے
ہین اور اوسی خاص لطیفہ کی تہذیب اختیار کرین اور مجملا اور لطیفون
کی تہذیب کرین تو جلدی یہ بات حاصل ہو جاوے اور سالک
جلدی اپنے اطمینان کے موقعہ پر پہنچ جاوے اور مقام اطمینان
جو بہت مدتین اور بہت طے مراتب کے بعد اور کتنی فناؤن کے
بعد حاصل ہوتا ہے وہی لطیفہ ہے جو اصل فطرت مین قوی تہا
اور دوسرا یہ ضرر ہے کہ سالک پر بہت مختلف حال اور بہت فنائین
اور بقائین ظاہر ہوتی ہے جو وہ ہر حالت کی نسبت کسی
لطیفہ سے نہ سمجھیگا ۔

[illegible]

ضرر اول

ضرر دوسرا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی اری المخلصین من عبادہ آیات
عظمتہ و امارات قدرتہ فی الآفاق وفی انفسہم
حتی تبین لہم انہ الحق القیام لکل ما فی الکون انفسیہ
و نفسیہ فی ذاتہ و صفاتہ فکل شئ باطل ماخلا
اللہ وانہ المحیط لجمیع ما فی الوجود من بین یدیہ و
من خلفہ و من جذ رذاتہ وجمیع جہاتہ فاین ما
تولوا فثم وجہ اللہ۔ و اشہد ان لا الہ الا اللہ
وان محمدا عبدہ و رسولہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ و
اصحابہ و بارک وسلم اما بعد میگوید فقیر
ولی اللہ بن عبدالرحیم العمری الدہلوی احسن
اللہ الیہ والی مشایخہ و ابویہ این ورقی چند ست
مسمی بالطاف القدس فی معرفۃ لطائف النفس
در بیان حقیقۃ قلب و عقل و نفس و روح و
سر و خفی و اخفی و حجر بہت و انا و طریق تہذیب
ہر یکے از آنہا قصد درین مقالہ آنست کہ خالص
مسائل وجدانیہ و کشفیہ تحریر کردہ شود و علوم
فکریہ و نقلیہ را درآن مدخل نباشد و اللہ علی ما نقول
وکیل ٭

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سب تعریف اور ثنا اوسیکے واسطے ہی جسنے اپنے اخلاص
والے بندون کو اپنی عظمت کی نشانیان اور اپنی قدرت
کے آثار جہان میں اور اوسکے نفسون مین دکھائی جن سے
انہون نے جان لیا کہ بیشک وہی حق ہے قیام ہر موجودات
کا انفسی ہو یا آفاقی یعنی ظاہر یا باطن عالم اجسام ہو خواہ
عالم ارواح ذات و صفات مین سب اوسی سے ہو فکل شئ
ماخلا اللہ باطل یعنے اللہ کے سوا ہر شئ باطل ہے - اور
جمیع اشیاء کا ہر جہت سے آگے اور پیچھے وغیرہ وہی
محیط ہے فاینما تولوا فثم وجہ اللہ سو اسے ہر جگہ جلوہ گر
دیکھتے ہین ۔ جہان دیکھتے ہین جدہر دیکھتے ہین ۔ اور مین
گواہی دیتا ہون کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہین اور بیشک حضرت
محمد مصطفے اوسکے بندہ ہین اور پیغمبر ہین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ و
بارک وسلم اسکے بعد فقیر ولی اللہ بن عبدالرحیم عمری دہلوی خوش انجام
کرے اللہ اوسے اور اوسکے مشایخ اور والدین کو کہ یہ چند ورق جنکا
نام لطائف القدس فی معرفۃ لطائف النفس ہے بیان مین ہین قلب
عقل و نفس و روح و سر و خفی اور اخفی و حجر بحت و انا کی حقیقت
کی اور اونکی تہذیب کے طریق کی اور میرا قصد ہی کہ اس مقالہ مین مسائل وجدانیہ
و کشفیہ فقط لکہے جاوین اور علم نقلی و عقلی کا اسمین کچھ دخل نہو واللہ علی ما نقول وکیل

فصل اول

در شرف و فائده علم لطائف سرّی است عظیم
که خدا تعالی متاخران صوفیه را بآن برگزیده بصیر
ترین ایشان به تهذیب نفس بصیر ترین ایشان
است بلطائف و قادر ترین ایشان بر ارشاد
مسترشدین قادر ترین ایشان است بر تمیز
احکام لطائف عالم علم لطائف بنسبت آن صوفیان
که عمرها در تصوف بسر برده اند و ازین علم بهره
نیافته اند مانند طبیبی است عالم به تشریح و انواع
مرض و سبب حدوث آنها و علامات هر یکے و معالجات
آنها و قوانینے که سلف بعد تجربهای بسیار یافته اند
نسبته بعجائزی که به حکم تجربه ناقصه یاد داشته غیر مستوعبه
دوا و وصف میکنند و مانند راهبری که عمرها در بیابانها
گشته و نشیب و فراز راه را شناخته و راه معمور
از نا معمور باز دانسته بنسبت جماعه که بمصیبتی یا بشوقی
هائم شدند و بغیر تعین مقصد و تشخیص راه به بیابان
افتادند پاره هلاک شدند و جمعی بمراد رسیدند
و بعد عمرها و راز بوطن آمدند هر یکے قصه خود گفت
و هر یکے سخنی ناتمام آورد و سامعان از تعارض
و تناقض تنگدل شدند و هیچ یک ازین جمع قادر
بر رفع تعارض و تعیین مواضع و وضع شرح مجمل
آن نیست بالجمله اگر خواهی که راه اهل تمکین که ورثه
انبیاء اند بدانی بجز علم لطائف میسر نشود و اگر
خواهی که سلوک راه مستقیم بغیر حرکه لغو و تصدیعات
بے فائده بدست آری بغیر علم لطائف امکان

فصل پہلی شرف اور فائدہ میں علم لطائف کے

علم لطائف ایک ایسے عظیم بھید ہے کہ خدا تعالی نے متاخرین
صوفیہ کو عطا فرمائی ہے۔ جو لطائف کو جسقدر زیادہ جانتا ہے
ہے اوسیقدر زیادہ تہذیب نفس اوسکو آتی ہے۔ اور
جسقدر لطائف کے احکام کے قدرت زیادہ رکھتا ہے
اوسیقدر اوسے زیادہ ارشاد کی قدرت ہے +
جن صوفیون نے اپنی عمرین تصوف میں گذاری ہین
اور علم لطائف سے ناواقف ہین۔ وہ ایسے ہین جیسے
بوڑھیان۔ ایسے جنہون نے کچھ ناقص تجربون سے
اور ناتمام ادراک سے دواؤن کے وصف معلوم
کئے اور وہ اونہین بیان کرین۔ اور جو علم لطائف
کے عالم ہین وہ ایسے ہین۔ جیسے طبیب ایسا کہ علم
تشریح خوب جانتا ہے۔ اور بیماریون کے قسمین
اور اونکے ہونیکے سبب اور اونکی نشانیان اور
اونکے علاج اوسے خوب معلوم ہین اور جو قانون
سلف نے بہت تجربے کرکے حاصل کئے ہین اونکو یاد
ہین یا یون کہئے کہ عالم علم لطائف تو ایسا ہی جیسے کہ ایک
راہبر جو جنگلون بیابانون میں پھرا ہو اور راہ کا سب نشیب و فراز
اور آباد و غیر آباد سب اوسکو خوب معلوم ہے اور وہ صوفی
جو علم لطائف سے ناواقف ہین وہ ایسے ہین جیسے کچھ لوگ شوق یا کسی
مصیبت کے سبب سرگردان ہوئے کہ کہیں کا قصد نکوئی راہ مقرر
بیابانون میں پھرے کچھ تو ہلاک ہوگئے اور کچھ مراد کو پہنچے مدتکے بعد جو
وطن میں آئے ہر ایک نے اپنا قصہ جدا بیان کیا اور پوری بات
کسی نے نہ کہی سننے والے حیرت میں ہین کہ ایک کا بیان دوسرے کے
خلاف ہے ایک کا کلام دوسرے کے نقیض ہے انمین کوئی ایسا نہیں کہ

[illegible]